انصاراللہ جرمنی کا علمی و تربیتی مجلّہ

# الناصر

مئی، جون 2013




## سالانہ اجتماع نمبر

ایڈیٹر: ڈاکٹر وسیم احمد طاہر




اجتماع کی تیاری کا جائزہ لینے کے لئے اجتماع بورڈ اور کمیٹی کی مشترکہ میٹنگ جامعہ احمدیہ Riedstadt میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر اراکینِ کمیٹی مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس، مکرم ملک اختر محمود صاحب نائب صدر اوّل، مکرم مبارک احمد شاہد صاحب منتظم اعلیٰ اجتماع، مکرم شاہد محمود صاحب سیکرٹری اجتماع اور مکرم شیخ منیر احمد صاحب نائب صدر سوم کے ہمراہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم



# الناصر

مجلس انصاراللہ جرمنی


شمارہ نمبر 3

مئی، جون 2013

بمطابق ہجرت، احسان 1392 ہجری شمسی



چوہدری افتخار احمد صدر مجلس انصاراللہ جرمنی

**نگران**

ملک اختر محمود نائب صدر اوّل مجلس انصاراللہ جرمنی

**نائب نگران**

شاہد محمود نائب صدر دوئم مجلس انصاراللہ جرمنی

**ایڈیٹر**

ڈاکٹر وسیم احمد طاہر

**پبلشر**

ظہیر احمد طاہر قائد اشاعت مجلس انصاراللہ جرمنی

**گرافکس ڈیزائننگ و کمپوزنگ**

شاہد محمود، ظہیر احمد طاہر

**مینجر**

رانا خلیل احمد قائد عمومی مجلس انصاراللہ جرمنی

**معاونین**

مبارک احمد، شاہد، شیخ منیر احمد، ہدایت اللہ شاد، صادق محمد طاہر، داؤد احمد

**فوٹو گرافی**

شاہد عباسی، سلطان احمد



Majlis Ansarullah Deutschland
Genfer Str. 11
60437 Frankfurt am Main
Germany

Tel.: 069-259270-24271946
Fax: 069-24271317


## فہرست مضامین


| | |
|---|---|
| قرآن وحدیث | 2 |
| اداریہ | 3 |
| ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام | 4 |
| پیغام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز | 5 |
| خلافت احمدیہ اقوام عالم کے لئے راہنما | 6 |
| محمد ہی نام اور محمد ہی کام | 10 |
| خطاب مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی | 12 |
| تقریر مکرم مولانا شمشاد احمد قمر صاحب | 18 |
| نظمیں | 23 |
| خلافت احمدیہ اور عالمگیر غلبہء اسلام | 24 |
| علم کی فضیلت واہمیت | 29 |
| خلافت کی برکات | 34 |
| صحابہ رسول کریم ﷺ کی شان اور مقام | 38 |
| رپورٹ 33واں سالانہ اجتماع | 42 |
| مقابلہ حسن کارکردگی | 71 |
| نتائج علمی مقابلہ جات | 72 |
| نتائج ورزشی مقابلہ جات | 75 |
| بلاک اجتماعات | 78 |
| ورزش کے فوائد | 87 |
| ممتاز جرمن سیاست دان۔ Bismark | 89 |
| چیریٹی واک | 90 |

# القرآن

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ط وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ O (النور: 56)

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔''

# الحدیث

عَنْ حُذَيْفَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَّاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ. (مسند احمد صفحه 4/273 مشكوة كتاب الرقاق باب الانذار و التحذير)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کر دے گا اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النّبوۃ قائم ہوگی یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

# خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے

# سورہ نور کو غور سے پڑھ تا کہ تجھ پر یہ نور دن کی طرح ظاہر ہو

## ارشادات عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ''خطبہ الہامیہ'' میں فرماتے ہیں:۔

۞۔(اردو ترجمہ) ''اور تو اگر چاہے تو اس آیت وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ کو پڑھ لے اور اپنے ہوا و ہوس کا پیرو مت بن کیونکہ اس آیت میں صاف وعدہ اس امت کے لئے ایسے خلیفوں کا ہے جو ان خلیفوں کی طرح ہوں جو بنی اسرائیل میں گذر چکے ہیں اور کریم جب وعدہ کرتا ہے تو اُسے پورا کرتا ہے اور ہم ان تمام خلیفوں کے نام نہیں جانتے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ مگر اس امت کے اور اگلی امتوں کے چند گذرے ہوئے آدمی۔ اور خدا نے ان سب کے نام سے بھی ہم کو اطلاع نہیں دی۔ پس ہم ان پر اجمالی طور پر ایمان لاتے ہیں ان کے ناموں کی تفصیل کو اپنے خدا پر سونپتے ہیں مگر ہم قرآن کی نص کے رو سے اس بات پر مجبور ہو گئے کہ اس بات پر ایمان لائیں کہ آخری خلیفہ اِسی امت میں سے ہوگا۔ اور وہ عیسیٰ کے قدم پر آئے گا اور کسی مومن کی مجال نہیں کہ اس کا انکار کرے کیونکہ یہ قرآن کا انکار ہے اور جو کوئی قرآن کا منکر ہے وہ جہاں جاوے خدا کے عذاب کے نیچے ہے۔ اور تو قرآن میں ایسا فکر کر جیسا کہ فکر کرنے کا حق ہے اور اس شخص کی طرح نہ ہو جو تکبر کر کے سر پھیر لیتا ہے اور یہی بات خدا کی طرف سے حق ہے۔ پس سورہ نور کو غور سے پڑھ تا کہ تجھ پر یہ نور دن کی طرح ظاہر ہو۔ اور اسی طرح صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کی آیت پڑھ اور تجھے یہ دونوں گواہ کافی ہیں۔ اگر تو دیکھتا اور سنتا ہے۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ محمدی خلیفوں کا سلسلہ موسوی خلیفوں کے سلسلہ کی مانند واقع ہے۔'' (خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 375 - 378)

۞۔ ''خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقاء نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ ہو''۔

(شہادت القرآن صفحہ 58۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

# پیغام

## حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

## برموقع 33واں سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ جرمنی 2013ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریمؐ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

پیارے انصار بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

الحمدللہ کہ مجلس انصاراللہ جرمنی کو امسال بھی اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا انعقاد ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور آپ سب کو اس سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ مجھ سے اس موقعہ پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ اس موقعہ پر میں آپ کو قرآن شریف کی تلاوت میں باقاعدگی اختیار کرنے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

یاد رکھیں کہ یورپ کا ماحول پُرآسائش تو ہے لیکن اس معاشرہ نے انسان کی دلچسپیوں کو بدل دیا ہے اور ہر طرف مادہ پرستی کے رجحان میں اضافہ ہوا ہے۔ لوگ ٹی وی ،انٹرنیٹ وغیرہ نئی نئی ایجادات کے استعمال اور کھیل کود میں مشغول رہتے ہیں اور روز بروز مذہب سے دوری ہوتی چلی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر عظیم احسان ہے کہ اس نے ہمیں مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ نے ہم پر اس حقیقت کو آشکار فرمایا کہ مسلمانوں پر ادبار قرآن شریف کی تعلیمات سے دوری کے نتیجہ میں آیا۔ چنانچہ آپ اپنی جماعت کو قرآن شریف کی تلاوت اور اس کے مضامین پر غور کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت کے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی دولت ہے۔''

(کشتیٔ نوح - روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26 تا 27)

پس اپنے جائزے لیں اور اس اجتماع سے یہ نیک عزم لے کر واپس لوٹیں کہ آئندہ خود بھی تلاوت قرآن شریف میں باقاعدگی اختیار کرنی ہے اور اپنے اہل خانہ کی بھی اس پہلو سے نگرانی کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عمل کی توفیق دے اور اس روحانی مائدہ کی برکات اور فیوض سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط)

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے

# خلافتِ احمدیہ، اقوامِ عالم کے لئے رہنما

مکرم حیدر علی ظفر صاحب۔ مبلغ انچارج جرمنی

آج سے 109 سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں تحریر فرمایا: ''دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے''۔ (صفحہ نمبر 67) پھر رسالہ الوصیت میں پیشگوئی کے رنگ میں فرمایا: ''یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔'' (روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

پھر اپنی کتاب تجلّیاتِ الٰہیہ میں جماعت کے روشن مستقبل کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: ''یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا..... اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔''

(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

ان پیشگوئیوں کی روشنی میں یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ اس سلسلہ نے دنیا میں چہار سو پھیلنا ہے اور تمام اقوام کو اپنی آغوش میں لے لینا ہے اور بادشاہ بھی آپ کی غلامی سے فیض یاب ہوں گے۔ یہ سب کچھ کب ہوگا اور کس طرح ہوگا۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے قدرتِ ثانیہ کی خوشخبری دی اور فرمایا:

''میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔'' (روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306)

آج میں اس خلافت احمدیہ کی عالمی رہنمائی کے ذکر کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ جہاں تک اس کی دینی، اخلاقی اور روحانی برکات کا ذکر ہے دو صد ممالک میں پھیلے ہوئے کئی ملین احمدی اس سے ہر روز بہرہ ور ہو رہے ہیں اور وہ پیغام جو قادیان ایسی ایک دور اُفتادہ بستی سے نکلا تھا خلافت کے سایہ تلے نہ صرف دنیا کے بڑے بڑے ممالک کے بڑے بڑے شہروں تک پہنچا بلکہ وہ براعظم افریقہ کی اُن اُن جگہوں تک پہنچ چکا ہے جہاں نہ بجلی ہے نہ پانی، جہاں نہ کوئی سڑک جاتی ہے اور نہ کوئی گاڑی، ہاں ہوائی لہروں کے دوش پر آسمانی مائدہ پہنچ رہا ہے جس سے remote areas میں بسنے والے لوگ دن رات مستفیض ہو رہے ہیں۔ اس مضمون میں مَیں اُن رہنما اصولوں کے ذکر کی کوشش کروں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء نے دنیا کی بہتری اور بھلائی کے لئے مختلف عالمی مسائل کے حل کے طور پر پیش کئے۔

گذشتہ صدی میں دنیا جنگ و جدل کی لپیٹ میں رہی ہے دو بڑی جنگیں بھی ہوئیں۔ جنگِ عظیم دوم کے بعد کوئی عالمگیر جنگ تو نہیں ہوئی مگر بعض قوموں کے درمیان جنگوں اور پھر عالمی طاقتوں کی غیر منصفانہ پالیسیوں اور Terrorism کے نتیجہ میں ہونے والی کارروائیوں سے دُنیا کا امن تباہ و برباد ہو گیا ہے اور آج بدقسمتی سے مسلمانوں کے ساتھ Terrorism کو منسلک کر دیا گیا ہے۔ اسلام کی طرف دہشتگردی منسوب کی جا رہی ہے۔ اس رائے عامہ کے برخلاف آپ دنیا کے کسی بھی ملک، کسی بھی کونے میں چلے جائیں خلافتِ احمدیہ کی بدولت آپ کو ہر جگہ یہ آواز سنائی دے گی کہ احمدیت کے ساتھ صرف اور صرف امن، محبت اور بنی نوع انسان کی ہمدردی اور بے لوث خدمت وابستہ ہے۔ اس اقرارِ حقیقت کا سبب بننے والی وجوہات میں سب سے اہم خلفائے مسیح موعود علیہ السلام کی رہنمائی اور سرپرستی میں عالمگیر جماعت احمدیہ کی بنی نوع انسان کی بے لوث خدمت کے ساتھ ساتھ خلفاء کرام کے دورہ جات، تحریکات، دنیاوی اور دینی نمائندگان سے ملاقاتیں، سربراہانِ مملکت کو خطوط اور امنِ عالم کے نام پر منعقد کی گئی کانفرنسز میں شمولیت کے علاوہ خود ایسی کانفرنسز کا انعقاد کروانا ہے۔

1924ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ویمبلے کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن تشریف لے گئے۔ اس کانفرنس میں دنیا کے تمام مذاہب کے چوٹی کے علماء کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی خوبیوں کے بارے میں لیکچر دیں۔ اس کانفرنس میں حضرت مصلح موعودؓ کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ آپ نے اس کانفرنس کیلئے دو ہفتہ سے بھی کم عرصہ میں ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی جو کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نام سے شائع شدہ ہے۔ اس کتاب میں آپ نے اسلام کو ایک صلح پسند مذہب ثابت کرتے ہوئے مختلف اقوام کے درمیان

جھگڑوں کے حل اور صلح کے قیام کیلئے اسلامی تعلیم کو بھی بیان کیا اور فرمایا کہ اسلام نے اقوام عالم کے درمیان جھگڑوں کو مٹانے کے لئے ایک نہایت پر حکمت تعلیم پیش کی ہے جسے آج ہم لیگ آف نیشنز کی شکل میں دیکھتے ہیں لیکن ابھی تک یہ لیگ ویسی مکمل نہیں ہوئی جس حد تک اسلام اس کو لے جانا چاہتا ہے۔ یاد رہے کہ پہلی جنگِ عظیم کے بعد 1919ء میں مدّبرین نے لیگ آف نیشنز کے نام سے ایک تنظیم بنائی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ یہ تنظیم دنیا میں امن قائم کرے اور جب مختلف ممالک میں اختلافات پیدا ہوں تو یہ تنظیم ان میں صلح کرائے اور اس طرح دنیا کو خوفناک جنگوں کی تباہ کاریوں سے بچایا جائے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ''اس کتاب میں جس کا خلاصہ انگریزی زبان میں حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے پڑھ کر سنایا'' سورۃ حجرات کی آیت نمبر 10 کی رو سے امن کے قیام کے لئے جو راہنما اصول بیان فرمائے تھے وہ یہ ہیں نمبر 1: جب دو قوموں میں لڑائی اور فساد کے آثار ظاہر ہوں تو اوّل ان کی آپس میں صلح کروائی جائے۔ نمبر 2: جو فریق صلح پر راضی نہ ہو اس کے خلاف سارے مل کر لڑائی کریں۔ نمبر 3: اور جب بالآخر صلح ہو جائے تو صلح کروانے والے ذاتی فائدہ نہ اٹھائیں۔ نمبر 4: دونوں جھگڑنے والی قوموں کے درمیان انصاف سے معاہدہ کروایا جائے۔ لیگ آف نیشنز کے ان چار اصولوں کی طرف قرآن کریم نے راہنمائی فرمائی ہے جب تک ان پر عمل نہیں ہوگا حقیقی امن پیدا نہیں ہوسکتا۔ (ماخوذ از انوار العلوم جلد 8 صفحہ 313,314)

جب یہ آیت وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا (الحجرات: 10) نازل ہوئی اس وقت کوئی مسلمان گروہ ایسے نہ تھے جن میں لڑائی کا خطرہ ہوتا پس یہ آئندہ کے متعلق پیش گوئی تھی چنانچہ یہ لیگ آف نیشنز اسلام کی طرف سے اُس وقت پیش کی گئی جب اس قسم کا کسی کو خیال تک نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ نکتہ کھولا جو ایسا عظیم الشان کام ہے جو صرف نبیوں یا خلفاء کا ہی ہوسکتا ہے۔

جب یہ مضمون پڑھا گیا تو اس مجلس کے صدر نے کہا کہ مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں مضمون کی خوبی اور لطافت کا اندازہ مضمون نے خود کروا دیا ہے۔ ایک جرمن نے جو لندن میں پروفیسر تھے جلسہ سے واپسی پر حضور کو مبارک باد دی اور کہا کہ میرے پاس بعض تعلیم یافتہ انگریز بیٹھے تھے۔ میں نے دیکھا کہ بعض زانوؤں پر ہاتھ مارتے اور کہتے کہ "Rare address one can not hear such address every day,, یعنی یہ ایک اچھوتا اور نادر خطاب ہے اور ایسے خطاب ہر روز سننے میں نہیں آتے۔

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 7)

پھر ہوا یوں کہ اصول قرآنی کو مدنظر نہ رکھنے اور حضرت مصلح موعودؓ کی تنبیہات پر کان نہ دھرنے کے نتیجہ میں یہ عالمی ادارہ امن قائم رکھنے میں ناکام ہوا۔ دنیا دوسری جنگ عظیم کے شعلوں کی لپیٹ میں آ گئی اور لیگ آف نیشنز خاموش تماشائی بنی رہی۔ اس طرح یہ تنظیم دنیا کو دوسری جنگِ عظیم کی تباہ کاریوں سے بچانے میں ناکام رہی۔ جب اس جنگ کے شعلے ٹھنڈے ہو رہے تھے تو دنیا بھر کے سیاستدان پھر سر جوڑ کر بیٹھے کہ ایک بار پھر ایک عالمی تنظیم بنائی جائے جو دنیا میں امن، رواداری، باہمی تعاون اور ترقی کی ضامن ہو۔ 1945ء میں 50 ممالک امریکہ کے شہر سانفرانسسکو میں ایک کانفرنس میں شریک ہوئے کہ ایک نئی عالمی تنظیم کا چارٹر تیار کیا جائے۔ 26 جولائی 1945ء میں ان پچاس ممالک نے اس نئی تنظیم جسے اقوام متحدہ کا نام دیا گیا کے چارٹر پر دستخط کر دیئے۔ اس طرح اقوام متحدہ وجود میں آئی اور کہا گیا کہ دنیا کی تاریخ میں اس سے زیادہ اہم اور ضروری کانفرنس کبھی منعقد نہیں ہوئی۔ لیکن عالمی حالات شاہد ہیں کہ اقوام متحدہ دنیا میں امن قائم کرنے میں بااثر ثابت نہیں ہو رہی اور ناکامی کی طرف مائل ہے جو کہ ساری دنیا کے سامنے ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے 1946ء میں ''دنیا کی موجودہ بے چینی کا اسلام کیا علاج پیش کرتا ہے'' کے عنوان پر ایک لیکچر دیا اور فرمایا کہ پہلی لیگ آف نیشنز بھی ناکام رہی اور اب دوسری لیگ آف نیشنز بھی ناکام رہے گی پس ضروری ہے کہ دنیا اسلام کے اصولوں کو اپنائے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی پوری کوشش کرے کیونکہ جب تک یہ امتیاز باقی ہے کہ یہ چھوٹی قوم اور وہ بڑی قوم ہے اور یہ کمزور حکومت ہے اور وہ طاقت ور حکومت ہے اس وقت تک دنیا کے امن کے خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ لیگ آف نیشنز کے بعد اگر دنیا نے امن حاصل کرنا ہے تو اسے مندرجہ ذیل چار چیزوں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر یہ چیزیں اکٹھی کر دی جائیں تو دنیا میں ایک حکومت کے قائم مقام ہو سکتی ہیں۔ سکّہ اور ایکسچینج، تجارتی تعلقات، بین الاقوامی قضاء، ذرائع آمد و رفت یعنی ہر انسان کو سفر کی سہولتیں میسر ہونی چاہئیں تا کہ وہ آزادی سے ایک ملک سے دوسرے ملک جا سکے۔ یہ چیزیں لیگ آف نیشنز سے بھی زیادہ ضروری ہیں کیونکہ لیگ آف نیشنز کی تو کبھی کبھی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن سفر اور تجارتی تعلقات وغیرہ روزانہ کی چیزیں ہیں۔''

(انوار العلوم جلد 18 صفحہ 432,434)

اب یہ صرف چند دہائیوں کی بات ہے بہت محدود پیمانے پر مندرجہ بالا اقدامات کے ذریعہ کچھ خطّوں کے ممالک آپس میں معاہدہ کر کے ترقی اور تعاون کے لئے سازگار فضا پیدا کر رہے ہیں اور یورپی یونین جیسی تنظیمیں آپس میں تعاون کو ان خطوط پر بڑھا رہی ہیں۔ یورو کا اجراء بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اور ساتھ ہی ایک نئی عالمی کرنسی کے اجراء کی باتیں بھی ہو رہی ہیں جس سے اُمید کی جاتی ہے کہ مستقبل میں مالی بحرانوں کے خدشات کم ہو جائیں گے اور کسی ایک ملک کے اختیار میں نہیں ہوگا کہ وہ پوری دنیا کے مالی نظام پر ضرورت سے زیادہ اثر انداز ہو سکے۔ کیا مستقبل قریب میں دنیا اس کرنسی کے اجراء سے وہ فوائد اٹھا سکے گی جن کی

نشاندہی حضرت مصلح موعودؓ نے فرمائی تھی اس کا جواب آنے والا وقت ہی دے گا۔وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ کوئی بھی عالمی تنظیم اُس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک وہ ان بنیادی خصوصیات کی حامل نہ ہو جن کی طرف اسلام نے توجہ دلائی ہے اور ان نقائص کو دور نہ کر دے جن کی نشان دہی قرآن کریم نے کی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء نے مختلف قوموں اور ملکوں کے دروازے پر کھڑے ہو کر ان کو درپیش مسائل کے حل کے لئے ان کو جگایا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اپنے پہلے دورہ یورپ میں 28 جولائی 1967ء کو لندن میں ایک خطاب فرمایا جس میں دنیا میں امن کے قیام کے لئے جو پیغام دیا وہ یہ تھا کہ اگر دنیا نے جنگ کی تباہ کاریوں سے بچنا ہے تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ وہ اپنے خالقِ حقیقی کے طرف رجوع کرے حضور کا یہ لیکچر ''امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ'' کے نام سے شائع ہوا اور کثرت کے ساتھ مختلف زبانوں میں تقسیم کیا گیا۔

1980ء میں جب حضور رحمہ اللہ جرمنی تشریف لائے تو ایک ہوٹل Frankfurterhof میں اپنی پریس کانفرنس میں اپنے اُس انتباہ کو دہرایا اور فرمایا: ''بنی نوع انسان نے بڑی غلطیاں کی ہیں اور ان کی اس غلط روی کی وجہ سے تیسری عالمگیر جنگ قریب آتی جا رہی ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام بنی نوع انسان اس کے سدِّ باب کے لئے مشترکہ کوشش عمل میں لائیں''۔

اس ضمن میں حضور رحمہ اللہ نے مزید فرمایا:

''میں تمام اقوام پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی نجات قرآن کریم کی بے مثال اور لازوال تعلیم پر عمل کرنے کے ساتھ وابستہ ہے۔دنیا مانے یا نہ مانے میرا مشورہ اور میری نصیحت یہی ہے کہ بنی نوع انسان قرآن کریم کے بیان کردہ اصولوں کو اپنائیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر اپنے آپ کو خدا کی امان کے نیچے لائیں۔جب تک وہ ایسا نہیں کریں گے تیسری عالمی جنگ کے خطرہ سے اپنے آپ کو بچانے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔''

(دورہ مغرب1400ھ مرتبہ مسعود احمد دہلوی .46-45 )

پھر سویٹزرلینڈ میں قیام کے دوران ایک پر ہجوم کانفرنس میں قیامِ امن کے صحیح طریق کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''بنی نوع انسان کے دل محبت و پیار اور بے لوث خدمت کے ذریعہ جیتے جائیں اور انہیں یہ باور کروایا جائے کہ امن مہلک ہتھیاروں کے ذریعہ سے نہیں بلکہ ایک دوسرے کی بے لوث خدمت کرنے کے ذریعہ قائم ہوگا۔کیونکہ مہلک ہتھیار ہلاکت تو پھیلا سکتے ہیں امن قائم نہیں کر سکتے۔میں یورپی ممالک کا یہ دورہ بھی اس لئے کر رہا ہوں کہ یہاں کے لوگوں کو اسلام کی طرف سے امن کا پیغام دوں اور قیام امن کی حقیقی راہ انہیں بتاؤں'' (دورۂ مغرب1400ھ ص117-116)

پھر تیسری عالمگیر تباہی سے بچنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''اگر نوعِ انسان تیسری عالمگیر تباہی سے بچنا چاہتی ہے تو اسے اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کے پیشِ نظر ایک دوسرے کی بے لوث خدمت کو اپنا شعار بنانا چاہئے''

(دورۂ مغرب ص120)

اسی طرح اس دورہ یورپ کے دوران ہالینڈ میں ایک پریس کانفرس سے خطاب کرتے ہوئے اپنے 1967 والے انتباہ کو دہرایا اور فرمایا کہ ''دنیا بڑی تیزی سے ایک تیسری عالمگیر تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔اس تباہی کو محبت و پیار اور بے لوث خدمت کے ذریعہ انسانوں کے دل جیت کر اور خدائے واحد کے ساتھ اُن کا تعلق قائم کر کے روکا جا سکتا ہے'' (دورہ مغرب1400ھ ص248)

پھر کیلگری کینیڈا میں ایک دعوتِ استقبالیہ جس میں صوبائی اسمبلی کے بعض اراکین، یونیورسٹی کے پروفیسران، دانشور اور سربرآوردہ حضرات بھی شامل تھے۔حضور نے موجودہ زمانے میں ''جسے متمدّن اور ترقی یافتہ زمانہ کہا جاتا ہے ''مساواتِ انسانی کی زبردست خلاف ورزی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔آج دنیا میں بڑی اور چھوٹی قوموں کی تفریق نے بہت ناگوار صورت اختیار کر رکھی ہے۔بعض بڑی قومیں ہیں اور بعض چھوٹی۔انسانی اقوام ہونے کی حیثیت میں ان کے حقوق میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہئے لیکن ایسا نہیں ہے۔مثال کے طور پر اقوام متحدہ میں بڑی قوموں کے حقوق زیادہ ہیں اور چھوٹی قوموں کے کم۔بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اقوام متحدہ میں اصل طاقت بڑی قوموں کے ہاتھ میں ہے اور چھوٹی قومیں بے بس ہیں۔حالانکہ انسانی مساوات کی رو سے سب کو یکساں درجہ ملنا چاہئے۔

اس ناانصافی اور عدم مساوات کا نتیجہ یہ ہے کہ تیسری عالمی جنگ کا خطرہ نوعِ انسانی کے سر پر منڈلا رہا ہے۔اس مکمل تباہی سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ پوری نوعِ انسان متحد ہو کر اس خطرہ کو دور کرنے کی کوشش کرے اسے ONE GOD AND ONE HUMANITY (یعنی ایک خدا اور ایک نوعِ انسانی) کے اصول پر متحد ہونا چاہئے۔حضور نے بڑے دردمندانہ لہجے میں فرمایا:

''اگر تیسری عالمگیر جنگ کی شکل میں سروں پر منڈلانے والی مکمل تباہی سے بچنا چاہتے ہو تو ایک ہی خاندان کے افراد کی طرح باہم مل کر زندگی گزارو۔سب کو یکساں درجہ دو اور سب کے یکساں حقوق تسلیم کرو۔ابھی وقت ہے ہمیں آج کچھ کرنا چاہئے تا کہ مستقبل میں اپنی دانشمندی اور دور اندیشی کی وجہ سے ہم ہنسیں اور خوش ہوں نہ کہ اپنی حماقتوں پر ہم آنسو بہائیں۔خدا ہمیں اس کی توفیق دے۔'' (دورۂ مغرب۔467-470)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء نے اپنے اپنے دور میں دنیا کو درپیش مسائل کے بارہ میں راہنمائی فرمائی۔حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مذہبی موضوعات پر ہزاروں خطبات ارشاد فرمائے۔عصرِ حاضر کے نہایت اہم مسائل کے متعلق ان گنت سوالات کے جواب دیئے۔24 فروری 1990 کو لنڈن کے Queen Elizabeth Conference Center میں اسلام اور عصرِ حاضر کے مسائل کا حل

کے عنوان پر ایک لیکچر دیا۔ اس لیکچر کو سننے کے لئے دانشور طبقوں سے تعلق رکھنے والے آٹھ صد مہمان تشریف لائے تھے۔ اُن میں سیاست دان، صحافی، پروفیسر صاحبان، اساتذہ کرام، مذہبی علوم کے ماہرین، عربی دان اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے معزز خواتین وحضرات شامل تھے۔ اس تقریر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے دنیا میں امن کے قیام لئے جو تجاویز دیں اور مسائل کا جو حل پیش فرمایا انکی اہمیت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ واضح اور روشن ہوتی جا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بین الاقوامی معاملات کا حل عدل وانصاف کی بنیاد پر حل کئے جانے چاہئیں۔

اس خطاب میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اقوام متحدہ کو خبردار کیا کہ اسے امنِ عالم کے قیام اور اس کے تحفّظ کے سلسلہ میں پہلے سے کہیں زیادہ مؤثر طور پر اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ روس اور امریکہ کے درمیان سرد جنگ کے خاتمہ کے بعد امید کی جا رہی ہے کہ عالمی مسائل کے بارہ میں ان کا موقف ایک سا ہوجائے گا جس کے نتیجہ میں سلامتی کونسل میں ویٹو کے حق کا استعمال بھی کم ہو جائے گا اور عالمی مسائل باہمی رضامندی سے طے ہونے لگیں گے اور یوں سلامتی کونسل مستقبل میں ایک نئے روپ میں ہمارے سامنے آئے گی لیکن یہ صاف دکھائی دے رہا ہے کہ آنے والے وقت میں سیکورٹی کونسل اور خود اقوام متحدہ ایک طاقتور سیاسی آلہء کار بن کر ابھرنے والی ہے جس کے ذریعہ چھوٹی اقوام کو بڑی طاقتوں کی مرضی کے سامنے جھکنے پر مجبور کیا جائے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے اس لیکچر میں فرمایا کہ اقوام متحدہ اپنے عظیم عدالتی اور انتظامی اختیارات کے ساتھ عالمی امن کے خواب کو حقیقت میں نہیں بدل سکے گی کیونکہ جب تک اقوام متحدہ کے تمام رکن ممالک کے مابین اقتصادی تعلقات میں کامل انصاف کے اصول کو نہیں اپنایا جاتا اور جب تک اسے عملاً نافذ نہیں کر دیا جاتا امن کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ جب تک تجارتی اور اقتصادی ناانصافیاں ہوتی رہیں گی غریب ممالک کی دولت کو لوٹا جاتا رہے گا عالمی امن کی ضمانت کا تو تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ نیز جب تک رکن ممالک کے ساتھ اقوام متحدہ کے تعلق اور کردار کا واضح طور پر تعین نہیں ہو جاتا امنِ عالم کا مستقبل تاریک ہی رہے گا۔

(اسلام اور عصرِ حاضر کے مسائل کا حل خلاصۃً صفحات 287تا288)

ہم خوب جانتے ہیں کہ کچھ عرصہ قبل کس طرح جنگ کے بادل مشرقِ وسطیٰ میں اور برِّصغیر میں منڈلا رہے تھے پھر اچانک حالات میں ایک ٹھہراؤ پیدا ہوا جب سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بعض ممالک کے سربراہوں کو خطوط لکھے ہیں اور جنگ کے خوفناک انجام سے متنبّہ کیا ہے تو جنگ کے بادل دور ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔ حضرتِ اقدس نے خبردار کیا کہ ایران، اسرائیل کے مابین جنگ صرف اُن تک محدود نہیں رہے گی بلکہ دنیا کے تمام ممالک کو آپس میں لڑائی کا باعث ہوگی اور یہ جنگ نیوکلیئر جنگ بن جائے گی جس کے نتیجے میں آئندہ نسلیں معذور اور مختلف نقائص کے ساتھ پیدا ہونگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسرائیل اور ایران کی حکومتوں کے سربراہوں کو لکھا کہ: ''اس جنگ سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرو اور بجائے اس کے کہ تمام دنیا کو جنگ میں دھکیل دیا جائے ہر ممکن کوشش کرو کہ مسائل کو باہمی گفت وشنید سے حل کرو'' دنیا میں قیام امن کے لئے اور دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کی سپر پاور یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کے صدر کو بھی ایک خط لکھا جس میں اسے ایک سپر پاور کا صدر ہونے کے ناطے دنیا میں امن کے قیام کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے حضور انور نے لکھا کہ اس امر کی انتہائی ضرورت ہے کہ بنی نوع انسان خدائے واحد کو مانے جو ہمارا خالق ہے اور وہی انسانیت کو تباہی سے بچا سکتا ہے بصورت دیگر دنیا تیزی کے ساتھ تباہی کی طرف بڑھتی رہے گی۔

(ملخص از ریویو آف ریلیجنز اپریل 2012ء)

دنیا میں امن کے قیام کے لئے خلیفہء وقت جو کوشش فرما رہے ہیں انکا مختصر تذکرہ بھی یہاں ممکن نہیں۔ آپ نے عزّت مآب پوپ Benedict xvi (بینیڈکٹ شش دہم) کو براہ راست جو پیغام بھجوایا ہے اس میں حضور انور نے انہیں ساری دنیا میں مذہبی رواداری اور برداشت کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے اپنا اثر ورسوخ استعمال کرنے کی تحریک کی ہے۔ حضور انور نے پوپ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ دنیا میں ایک اور عالمگیر جنگ کی بنیاد پڑ چکی ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک بہت اہم بات ہے کہ ہم فوری طور پر دنیا کو بچانے کے لئے اپنی کوششیں تیز کر دیں۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیرِ اہتمام لنڈن میں Peace Samposium کے انعقاد کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے اور جس میں کئی بہت اہم اور ذمہ دار مذہبی اور سیاسی شخصیات کو حضور انور قیامِ امن کے لئے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں راہنمائی فرما رہے ہیں اس کو پزیرائی حاصل ہو رہی ہے۔ 26/مارچ 2011ء کے سیمپوزیم میں مسلمان دوستوں کی ایک بڑی تعداد کے علاوہ عیسائی، یہودی، ہندو اور سکھ دوست بھی شریک ہوئے۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''ہم ہر سطح پر اپنی انتہائی کوشش کریں گے اور ان کوششوں کو جاری رکھیں گے۔ اگر ہم چھوٹے چھوٹے علاقوں میں لوگوں پر اپنا اثر ڈالیں کہ وہ امن کی خواہش کرنے لگیں اور امن قائم کرنے کے لئے عملی کوشش بھی کرنے لگ جائیں تو ہم ایسا موقع کھونا نہیں چاہیں گے۔ اسی وجہ سے ہم ہر سال ''امن سمپوزیم'' منعقد کرتے ہیں اور ہر موقع پر ہم معاشرے میں قیامِ امن کی خاطر آواز بلند کرتے ہیں۔'' (الفضل انٹرنیشنل 24/فروری تا یکم مارچ 2012)

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام۔ علیک الصلوٰۃ ،علیک السلام

# قبر

مکرم ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ صاحب

انسان تو انسان عرب کے صحرا میں دن کو کسی چرند پرند کی آواز بھی سنائی نہیں دیتی۔ وہ بھی شدید گرمی کے پیش نظر کوئی گوشہ عافیت ڈھونڈتے ہیں۔ یہ ایسا ہی ایک دن تھا۔ ہر طرف ہُو کا عالم تھا۔ ذرا دھیان دینے پر انسان کو اپنے دل کی دھڑکن تک سنائی دیتی تھی۔ اس سناٹے کے عالم میں وہ سر نیہوڑے اکیلا ایک جگہ بیٹھا تھا۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ کیوں؟ بظاہر تو ہر طرف سکون اور خاموشی تھی اس کے دل میں مگر جذبات کا ایک سمندر موجزن تھا جس کی لہروں میں انتہا درجہ کا طلاطم برپا تھا۔ پھر یوں ہوا کہ یہ لہریں آہستہ آہستہ اچھل اچھل کر اس کی آنکھوں سے چھلکنے لگیں۔ وفور جذبات سے سکوت کو توڑنے والی سسکیاں بلند ہونا شروع ہوئیں۔ دور بیٹھے اس کے ساتھیوں تک یہ آوازیں پہنچیں تو ایک انجانے اندیشے نے انہیں آن جکڑا۔ غم وخوف سے ان کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ آہ و بکاء کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ لیکن وہ نہ جانتے تھے کہ وہ کیوں کر اشکبار تھا۔

اسے اپنے بچپن کا وقت یاد آیا۔ وہ اس کے باپ کی قبر پر آئے تھے جو کہ چند سال قبل غریب الوطنی کی حالت میں یہاں وفات پا چکا تھا۔ عدی بن نجار کے گھروں کے سامنے موجود صحن میں داخل ہوتے ہی بائیں جانب اس کی قبر بنائی گئی تھی۔ اس کی ماں کی خواہش تھی کہ وہ اپنے خاوند کی آخری آرام گاہ دیکھ لے نیز اپنے رشتہ داروں سے بھی مل لے۔ اسی لئے وہ اپنے بیٹے اور اس کی آیا کے ساتھ اس دور دراز سفر پر آئی تھی۔ یہاں وہ نابغہ کے گھر اترے تھے۔ قیام کے دوران اس کی وہاں کے بچوں سے اچھی دوستی ہو گئی تھی۔ وہ دن بھر مل کر کھیلتے تھے۔ بنی عدی بن نجار کے حوض میں تیراکی کا انہیں خوب موقع ملتا تھا۔ اس کے ساتھ زیادہ تر کھیلنے والوں میں معصوم انیسہ اور دو پیارے پیارے لڑکے تھے۔ تیراکی کے علاوہ وہ وہاں رہنے والے پرندوں سے بھی کھیلتے تھے۔ ایک ماہ بعد اس کی ماں نے واپس جانے کا ارادہ کیا۔ واپسی کے سفر میں ہی اچانک اس کی وفات ہو گئی۔ تب اس کے سامنے ماں کی نعش رکھی تھی۔ خلاف معمول وہ اب اس کی کسی پکار کا جواب نہ دیتی تھی۔ وفادار آیا کا دل یہ نظارہ دیکھ کر غم سے پھٹا جاتا تھا۔ اتنی چھوٹی سی عمر میں ہی باپ کے بعد وہ اب ماں کی شفقت سے بھی محروم ہو چکا تھا۔ ایک کے بعد ایک عزیز اس سے جدا کیا جا رہا تھا۔ شائد اس لئے کہ وہ کسی اور کو پکارنے کے لئے تیار کیا جا رہا تھا۔ اُس کو پکارنے کے لئے جو ہمیشہ اور ہر پُر خلوص پکارنے والے کی پکار کو سنتا اور اس کا جواب دیتا ہے۔ اس منبع حیات کا جواب زندگی بخش ہوتا ہے۔ ایسا کہ صدیوں کے مُردے یوں پکارنے والے کے قدموں پر زندہ کئے جاتے ہیں۔ اس کا ساتھ بھی ہمیشہ کا ساتھ ہے، کبھی نہ ٹوٹنے والا۔ نہ اس کو فنا ہے نہ اپنے ساتھ تعلق جوڑنے والوں کو فنا ہونے دیتا ہے۔

اور اب؟ نصف صدی سے زائد بیت جانے کے بعد، ایک بار پھر آپ ﷺ اپنی والدہ کی قبر پر کھڑے تھے۔ باپ، ماں، دادا، چچا، غمگسار بیوی، ایک کے سوا تمام اولاد، متعدد جانی دوست، عزیز رشتہ دار، ایک کے بعد ایک جدا ہو چکا تھا۔ اب آپ ﷺ اپنے سفر واپسیں کو بالکل قریب محسوس کر رہے تھے۔ یہاں آ کر ایک آخری بار اس دنیا میں والدہ صاحبہ کو الوداع کہنے کے لئے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے والدہ کی قبر پر جانے کی اجازت چاہی۔ اجازت عطا ہونے پر صحابہ کو آپ نے دور رکنے کا حکم دیا اور اکیلے ہی قبر پر تشریف لائے۔ والدہ کے ساتھ بیتے واقعات، ان کی مہربانیاں اور شفقت، حضرت آمنہ کی سادہ اور غریبانہ زندگی میں گزرے مختصر ایام کی یاد آئی۔ عرب طریق کے مطابق گوشت استعمال کے لئے دھوپ میں لٹکا کر خشک کر لیا جاتا تھا۔ پکانے کو تیل یا ایندھن نہ ہونے کی بنا پر آپ اسی خشک گوشت کو استعمال فرما لیا کرتی تھیں۔ وہ بھی کیسی خوشی کے دن تھے۔ شفیق و مہربان والدہ کے زیر سایہ گزرنے والے چند دن۔ تب ان یادوں کے جھرمٹ میں آپ ﷺ بے اختیار اشکبار ہو گئے۔ وفور محبت و غم سے جذبات آنکھوں کی راہ اُمڈنے لگے۔ اس قدر کہ ایسا کم ہی دیکھا گیا تھا۔ آواز صحابہ تک بھی پہنچی۔ وہ سمجھے

کہ شائد آپ ﷺ کو کوئی ایسی خبر دی گئی ہے جس نے آپ ﷺ کو غم میں مبتلاء کر دیا ہے۔ آپ ﷺ کے واپس آنے پر حضرت عمرؓ نے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے بیان فرمایا کہ یہ حضرت آمنہ بنت وہب کی قبر تھی۔ نیز فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے قبر پر جانے کی اجازت مانگی تھی جو کہ مجھے دی گئی۔ پھر میں نے والدہ کی مغفرت کے لئے دعا کرنے کی اجازت مانگی تو یہ اجازت نہیں دی گئی۔

والدہ صاحبہ سے شدید محبت اور ان کے شفقت کے سلوک کو یاد کر کے آپ ﷺ اشکبار تو ہو گئے لیکن خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی لامتناہی عنایات وشفقتوں، جن کا سلسلہ ازل سے شروع ہو کر ابد تک آپ ﷺ کے شامل حال رہنا ہے، کا یہی تقاضا تھا کہ والدہ کی قبر پر حاضر ہونے سے پہلے آپ ﷺ نے اجازت کی درخواست کی تا کہ نادانستہ بھی کوئی امر خلاف مرضی الٰہی واقع نہ ہو۔ اور پھر کمال اطاعت کا نمونہ دکھاتے ہوئے صرف قبر کی زیارت فرما کر واپس تشریف لے آئے۔ یہ موقع حضرت والدہ صاحبہ کے ساتھ گزرے ایام کی ذاتی یادوں کو ذہن میں دوہرانے کا تھا اس لئے صحابہ کو دور ہی رکنے کا ارشاد فرمایا۔

آنحضور ﷺ کو والدہ کے زیر سایہ بہت کم رہنے کا موقع ملا۔ کم وبیش 6 سال کی عمر میں والدہ کی وفات ہوئی۔ لیکن اس سے پہلے بھی بچپن میں قریبا دو سال حضرت حلیمہ سعدیہ کے ہاں بسر کئے۔ اس لئے حضرت والدہ صاحبہ کے پاس گویا صرف چار سال رہے۔ والدہ کے ساتھ واقعات میں سے دو مشہور ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل حضرت والدہ صاحبہ نے دیکھا کہ ایک نور آپ کے وجود سے نکل کر دنیا میں پھیل رہا ہے اور اس سے شام میں بصریٰ کے در و دیوار روشن ہو گئے ہیں۔ آنحضور ﷺ کے وجود سے تو سارا جہان ہی روشن ہونا تھا لیکن عرب کے علاوہ شام ہی وہ واحد ملک ہے جہاں آنحضور ﷺ بنفس نفیس تشریف لے گئے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ سادہ طبع اور نوجوان حضرت آمنہ، جن کے لئے شائد بُصری ہی دور ترین معروف شہر تھا، کو صرف بصریٰ ہی یاد رہ گیا ہو۔ دوسرا واقعہ شق الصدر کا ہے۔ آپ ﷺ کے حضرت حلیمہ کے ہاں قیام کے آخر پر ایک کشفی نظارہ میں دو فرشتوں نے آپ ﷺ کا سینہ چاک کر کے دل نکال کر دھویا اور پھر سینہ میں رکھ کر بند کر دیا۔ اس نظارہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے رضاعی بہن بھائی کو بھی شامل فرما دیا۔ ان کا بیان سننے پر ہی حضرت حلیمہ آپ ﷺ کو اپنی والدہ کے پاس واپس چھوڑ آئیں اور یوں آپ ﷺ کو اپنی والدہ کے آخری ایام دیکھنے کا موقع ملا۔

حضرت آمنہ کی قبر ابواء میں بتائی جاتی تھی اور کچھ لوگوں کو معلوم تھی۔ ایک جنگ پر جاتے ہوئے کفار نے یہ تجویز کی کہ آپ ﷺ کی والدہ کی قبر اکھیڑ دی جائے۔ تب انہی میں سے بعض معقول لوگوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس مذموم حرکت سے باز رکھا۔ صحابہ کرام کو غالبا اس قبر کا علم نہیں تھا اسی لئے انہیں معلوم نہ ہو سکا کہ آپ ﷺ کہاں تشریف لے گئے ہیں۔ واپسی پر حضرت عمرؓ کے دریافت کرنے پر آپ ﷺ نے بیان فرمایا۔ آپ ﷺ غالبا ایک مرتبہ ہی والدہ کی قبر پر تشریف لے گئے چنانچہ مذکورہ بالا واقعہ کے علاوہ کسی دوسرے موقع کے متعلق روایات نہیں ملتیں۔

مدینہ کے سفر پر آپ ﷺ کی آیا حضرت ام ایمنؓ بھی ہمراہ تھیں اور آپ ﷺ کو واپس مکہ لائی تھیں۔ حضرت ام ایمنؓ کا نام برکۃ تھا۔ آپ ﷺ حبشہ سے تعلق کی وجہ سے برکۃ حبشیہ بھی کہلاتی تھیں۔ آپؓ نے نہ صرف ایمان لانے کی توفیق پائی بلکہ سارا زمانہ نبوت پانے کے بعد فوت ہوئیں۔ آنحضور ﷺ کا آپؓ کے ساتھ بہت ہی رفق ومحبت کا تعلق تھا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ام ایمن ماں کے بعد میری ماں ہیں۔ آپؓ کے پہلے خاوند کی وفات کے بعد فرمایا کہ جو جنتی عورت سے شادی کرنا چاہے وہ آپؓ سے شادی کر سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت زیدؓ بن حارثہ نے آپؓ کے ساتھ شادی کی۔ اسی شادی سے حضرت اسامہؓ بن زید پیدا ہوئے جنہیں آنحضور ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ جیسے صحابہ پر سپہ سالار مقرر فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مقصد اور کام کے لئے کسی شخص کو مقرر کرنا مقصود ہو، بڑے موانع کے موجود نہ ہونے پر، اس کام سے متعلقہ صلاحیتوں کی بنیاد پر ہی فیصلہ کرنا چاہئے۔ بلاشبہ لشکر میں موجود کبار صحابہ تقویٰ اور علم اور خدمات دینیہ میں حضرت اسامہؓ پر فائق تھے لیکن جن مقاصد کی خاطر آنحضور ﷺ اس لشکر کو روانہ فرما رہے تھے ان مقاصد کے لئے اسامہؓ ہی سب سے زیادہ موزوں تھے اس لئے آپ ﷺ نے اسامہؓ کو سپہ سالار مقرر فرمایا۔

مآخذ: مسلم، صحیح، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی ربه عز و جل فی زیارة قبر امه۔ ابن ماجه، سنن، ابواب الاطعمة، باب القدید۔ الواحدی، اسباب النزول، صفحه 286، مطبوعه دار الاصلاح، الدمام۔ سعودیه 1992ء۔ طبری، تفسیر، جلد 12 صفحه 22، مطبوعه دار هجر، القاهرة۔ مصر، 2001۔ البیهقی، دلائل النبوة، جلد 1 صفحه 188، مطبوعه دار الکتب العلمیه، بیروت۔ لبنان، 1988۔ الفکهی، اخبار مکه، جلد 4، صفحه 52، مطبوعه دار خضر، مکه۔ سعودیه، 1994۔ العسقلانی، الاصابة، جلد 14، صفحه 192، مطبوعه قاهره، 2008۔ ابن جوزی، المنتظم فی تاریخ الامم والملوك، صفحه 250، مطبوعه دار الکتب العلمیه، بیروت۔ لبنان، 1992ء۔ البلاذری، انساب الاشراف، جلد 1، صفحه 94، مطبوعه دار المعارف بمصر، 1959ء۔ ابن سعد، طبقات الکبیر، جلد 1، صفحه 95، مطبوعه مکتبه الخانجی، قاهره۔ مصر، 2001ء

ہم خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں ہمیں اپنے دین کی اشاعت کے لئے چن لیا ہے

اپنی نمازوں کی حفاظت کریں اور دوسروں کو بھی اس طرف توجہ دلاتے رہیں

## خلیفۂ وقت کے خطبات صحبتِ صالحین کا ایک آسان ذریعہ ھیں

خطاب مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی

برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ جرمنی 2013ء

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل واحسان ہے کہ اُس نے ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل فرما کر اپنے حقیقی دین میں شامل فرمالیا ہے۔ یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت کے تحت اشاعت اسلام اور اصلاح خلق اللہ کی خاطر قائم ہوا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔

آج کی اس افتتاحی تقریر میں مَیں جہاد اکبر یعنی نفس کی اصلاح اور تقویٰ کے جہاد اور ہماری ذمہ داریوں کے متعلق کچھ بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔



قرآن کریم، احادیث اور لُغت میں جہاد سے صرف قتال اور جہاد بالسیف مراد نہیں بلکہ اسلامی جہاد کا مفہوم بہت وسیع ہے اور یہ جہاد کسی نہ کسی صورت میں ہر وقت جاری رہتا ہے۔ جہاد کے اصل معنی انتہائی کوشش کرنا اور غایت درجہ محنت ومشقت اُٹھانا بیان کئے گئے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں جہاد کا مطلب اسلام کی سربلندی، سرفرازی اور کامیابی کے لئے جدوجہد کرنا، نفس کا مجاہدہ کرنا، دفاع اور خودحفاظتی میں دشمن کا مقابلہ اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کوشش کرنا ہے۔ اسی طرح ہر وہ فعل جو نیکی اور تقویٰ کے قیام کے لئے کیا جائے، جہاد کہلائے گا۔ جہاد کبھی اصلاحِ نفس سے ہوتا ہے۔ کبھی مال ودولت سے اور کبھی قربانیوں سے ہوتا ہے۔ جہاد کبھی تبلیغ اسلام کرنے سے اور کبھی اشاعتِ قرآن کریم کرنے کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ

(العنکبوت:7)

''اور جو جہاد کرے تو وہ اپنی ہی خاطر جہاد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ تمام جہانوں سے مستغنی ہے۔''

جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہے جہاد کا ایک مطلب کوشش کرنا بھی ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تزکیۂ نفس یعنی اپنے نفس کو پاک کرنے، اصلاحِ نفس یعنی پرہیزگاری اختیار کرنے اور روحانیت میں ترقی کے لئے کوشش کرنے کا حکم دیا ہے اور یہی جہاد اکبر ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا پیار اور قرب حاصل کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی مدد فرماتا ہے اور انہیں اپنے پیار اور قرب کی راہیں دکھا کر اپنے پیارے بندوں میں شامل کر لیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ کہ مجاہد وہ ہے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں اپنے نفس کو مصروف رکھتا ہے۔

(الفرقان ربوہ جون 1972 صفحہ 29)

اللہ تعالیٰ کے سینکڑوں احکامات ہیں۔ ان احکامات کو صدق دل سے قبول کرنا، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اختیار کرتے ہوئے اُس کے مطابق زندگی بسر کرنا اور نفسانی خواہشات کا مقابلہ کرتے ہوئے نیکیوں اور نیک کاموں میں سبقت لے جانے کی کوشش کرنا بھی جہاد میں شامل ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ جنگ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے تو اس موقع پر آپ نے فرمایا:

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ (الفرقان ربوہ جون 1972 صفحہ 30)

اس حدیث میں حضور ﷺ نے تلوار کے جہاد کو جہادِ اصغر قرار دیا ہے اور نفس کی تربیت اور اُس کی اصلاح کو جہادِ اکبر یعنی بڑا جہاد قرار دیا ہے۔ آج کا یہ اجتماع

بھی اپنے نفس کی تربیت اور اصلاح کا ایک اہم ذریعہ ہے۔اس لئے میری آپ بھائیوں سے گزارش ہے کہ اجتماع کے تمام پروگراموں میں شامل ہوکر ان سے بھرپور استفادہ کریں تا کہ اصلاح نفس کے اس انتہائی اہم موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا جاسکے کیونکہ اجتماع کے تمام پروگرام قرآن کریم اور حضور نبی کریم ﷺ کے تعلیم کی روشنی میں ترتیب دیئے جاتے ہیں۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ انصاراللہ کے اجتماعات کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''انصاراللہ کے اجتماع میں درس القرآن کی طرف زیادہ توجہ دی جائے اور زیادہ وقت تعلیم وتدریس پر صرف کیا جائے۔'' (تاریخ انصاراللہ صفحہ 92)

ہماری خوش قسمتی اور خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں زمانے کے امام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق دے کر ہدایت اور نور کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔جہاں یہ خوش نصیبی اور خوش بختی کی بات ہے تو دوسری طرف دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کی وجہ سے ہماری ذمہ داریاں کئی گنا بڑھ گئی ہیں۔چنانچہ ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ہمیشہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہیں۔اصلاح نفس اور اپنی تربیت کا جہاد کرتے رہیں۔نیکیوں اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوئے اپنے ماحول کو بہترین اخلاق اور نیکیوں سے بھر دیں۔ہمارا ہر قول اور ہمارا ہر فعل اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکامات کے عین مطابق ہو۔

## اجلاسات میں شمولیت

پیارے انصاراللہ! مجلس انصاراللہ کا لائحہ عمل بھی دراصل مسلسل کوشش، جدوجہد اور اصلاح نفس کے جہاد کا ہی ایک حصہ ہے جس پر عمل پیرا ہوکر ہم خدا اور اُس کے رسول ﷺ کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔

مجالس میں ماہانہ اجلاسات کا انعقاد مجلس انصاراللہ کے لائحہ عمل کا ایک اہم حصہ ہے۔اس لئے ان اجلاسات میں شامل ہوکر انہیں کامیاب بنانا ہم سب پر لازم ہے۔ہمارے اجلاسات میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی باتیں بیان کی جاتی ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت کے منصوبے بنائے جاتے ہیں۔مختلف تعلیمی وتربیتی مضامین بیان ہوتے ہیں۔صحت سے متعلق پروگرام بنتے ہیں۔ایک دوسرے کے حالات کا علم ہوجاتا ہے۔بار بار ایک جگہ اکٹھے ہونے سے آپس میں تعلق بڑھتا ہے جس سے نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون فروغ پاتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بہت سارے مومن ایک جگہ اکٹھے ہوکر اجتماعی دعا میں شریک ہوتے ہیں جس میں اپنے پیارے امام، اسلام احمدیت کی ترقی واشاعت، مضبوطی اور ایک دوسرے کے لئے دعاؤں کی توفیق ملتی ہے۔یاد رہے کہ اجتماعی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ زیادہ قبول فرماتا ہے۔

اس لئے بہت ضروری ہے کہ ہم اپنے اجلاسات کو کامیاب بنانے کے لئے ان میں ضرور شامل ہوا کریں۔عہدیداران کو بھی چاہئے کہ اجلاسات کو کامیاب بنانے کے لئے دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچایا کریں اور اس کے لئے مسلسل محنت اور کوشش کیا کریں۔

## نمازوں کی ادائیگی

ہمارے لائحہ عمل کا ایک نہایت اہم اور ضروری حصہ نمازوں کا قیام ہے۔بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے، ایک احمدی ہونے کے ناطے اور انصار کی عمر کو پہنچنے کے بعد ہمارا اوّلین فرض ہے کہ ہم نہ صرف خود باقاعدگی کے ساتھ نمازیں ادا کریں بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔یہ ایک ایسا فرض ہے جسے کسی بھی حالت میں پس پشت نہیں ڈالا جاسکتا۔

مجالس سے آنے والی ماہانہ رپورٹس کے حوالہ سے میرے علم میں ہے کہ جرمنی میں انصار کی ایک خاصی تعداد نمازوں کی عادی نہیں۔اس لئے میری آپ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ اس اہم ترین فرض اور دین کے اہم ستون سے ہرگز غافل نہ ہوں بلکہ نمازوں کے قیام کے لئے انتہا درجہ کوشش اور مسلسل جدوجہد کرتے رہیں۔اپنے نفس کا محاسبہ کریں اور نمازوں کے قیام کے لئے فی الحقیقت جہاد سے کام لیں کیونکہ نمازیں خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا اہم ترین ذریعہ ہیں۔نیز اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں میں شامل ہیں اور ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے حقیقی اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔اس لئے بہت ضروری ہے کہ پہلے ہم اپنے عمل سے یہ ثابت کریں کہ ہم واقعی حقیقی اسلام پر عمل پیرا ہیں۔ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر انصاراللہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

''انصاراللہ کو عبادت کا حق ادا کرنے والا ہونا چاہئے جو ایک انتہائی ضروری اور اہم چیز ہے۔اس کے لئے انسان کی پیدائش کی گئی۔انسان کی پیدائش کا مقصد ہی عبادت ہے۔تو جو عبادت کا حق ادا نہیں کرتے وہ پھر انصاراللہ کیسے کہلا سکتے ہیں .....ایسے لوگ تو مومن نہیں ہوسکتے اور نہ ہی ایسے لوگ انصاراللہ کہلا سکتے ہیں۔''

(الفضل انٹرنیشنل 04/مارچ 2011ء صفحہ 12)

## نوافل کی ادائیگی

تیسری بات جو اس موقع پر خاکسار آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہے وہ روزانہ نوافل کی ادائیگی ہے۔ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3/دسمبر 2010ء کے خطبہ جمعہ میں احمدیت کی خاطر تکلیفیں برداشت کرنے والے احمدیوں کی تکالیف کے دور ہونے کے لئے تمام دنیا کے احمدیوں کو دعاؤں اور نوافل کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

''پس ان حالات میں دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ہر احمدی کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کے لئے ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کردیئے گئے ہیں۔اسی طرح

جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 24/دسمبر 2010ء صفحہ 6)

جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا ہے کہ روحانی اور اخلاقی ترقیات کے حصول کے لئے اور ہر کام میں برکت کے لئے خلیفہ وقت سے تعلق پیدا کرنا اور کامل اطاعت کرتے ہوئے اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ وابستہ کر لینا بہت ضروری ہے کیونکہ خلیفہ وقت کے ارشادات پر لبیک کہتے ہوئے اُن پر عمل کرنے میں ہی ہماری فلاح اور کامیابی ہے۔

اس لئے میری آپ تمام بھائیوں سے نہایت مؤدبانہ گزارش ہے کہ ایک نئے عزم اور پختہ ارادے کے ساتھ یہ عہد کریں کہ انشاء اللہ العزیز ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے، جہاد کبر یعنی نفس کی اصلاح اور تقویٰ کے جہاد میں شامل ہونا ہے۔ اپنے گھر کے افراد کو اس جہاد میں شامل کرنا ہے اور اپنے اپنے دائرہ کار میں دیگر لوگوں کو اس جہاد میں شامل کرنے کے لئے اپنی کوششوں کو جاری رکھنا ہے۔

## خطبات جمعہ

پیارے انصار بھائیو! ہمارے لائحہ عمل کا ایک اور اہم حصہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ کو باقاعدگی سے سننا ہے۔

ہمیں علم ہے کہ احمدیت دنیا میں احیائے اسلام کی آخری عالمگیر تحریک ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قادیان کی مبارک بستی سے جاری فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی جانشین خلیفہ وقت ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہے کہ خلیفہ وقت کے ساتھ کامل اخلاص اور وفا کا تعلق پیدا کرنا ہر احمدی کے لئے بہت ضروری ہے۔ خلیفہ وقت کے ارشادات کو سننا اور اُن پر عمل کرنا ہمارا اوّلین فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کی برکت سے خلیفہ وقت کو ہماروں گھروں میں پہنچا دیا ہے۔ ہر جمعہ کے روز ایم ٹی اے کے ذریعہ خلیفہ وقت کا خطبہ براہ راست نشر ہوتا ہے۔ یاد رکھیں کہ خلیفہ وقت کے خطبات جماعتی تعلیم و تربیت اور اسلام کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ اس لئے ان خطبات کو سننا اور ان پر عمل بہت ضروری ہے۔

اس لئے خاکسار انصاراللہ کو خاص طور پر اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے کہ جس جہاد کی مَیں نے شروع میں بات کی ہے اس کی اہمیت کو سمجھیں۔ اپنے نفوس کی پاکیزگی اور روحانی ترقیات کے لئے، اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو اسلام احمدیت کی حقیقی تعلیم سے روشناس کرانے کے لئے، اسلام احمدیت کا قابل فخر وجود بننے کے لئے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ اور مضبوط تعلق قائم کرنے کے لئے خلیفہ وقت کے ساتھ مضبوط تعلق پیدا کریں کیونکہ وہ خدا کا پیارا اور محبوب ہے اور جو لوگ خدا تعالیٰ کے پیاروں سے مضبوط تعلق باندھ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنا پیارا بنا لیتا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’آپ سے میں توقع رکھتا ہوں کہ آپ اپنی نئی نسلوں کو خطبات باقاعدہ سنوایا کریں یا پڑھایا کریں یا سمجھایا کریں کیونکہ خلیفہ وقت کے یہ خطبات جو اس دور میں دیئے جا رہے ہیں یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ سے طرف سے ظاہر ہونے والی ایجادات کے سہارے بیک وقت ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں اور ساری دنیا کی جماعتیں ان کو براہ راست سنتی اور فائدہ اٹھاتی اور ایک قوم بن رہی ہیں اور امت واحدہ بنانے کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 31/مئی 1991ء از الفضل 23ستمبر 1991ء)

## خلیفہ وقت کی خدمت میں دعا کے لئے خطوط

انصاراللہ جرمنی کے لائحہ عمل میں شامل ایک اور ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ باقاعدگی کے ساتھ خلیفہ وقت کی خدمت اقدس میں دعا اور اپنے ہر کام میں برکت کے لئے خط لکھے جائیں۔

خطوط خلیفہ وقت کے ساتھ کامل اخلاص، وفا، اطاعت اور فرمانبرداری کا تعلق پیدا کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ اس لئے کوشش کیا کریں کہ بڑی باقاعدگی کے ساتھ خلیفہ وقت کی خدمت میں خط لکھیں۔ خوشی کا کوئی موقع ہو یا کسی بھی قسم کی کوئی پریشانی لاحق ہو یا کسی مشورہ کی ضرورت ہو تو دعاؤں کے ساتھ ساتھ ہمارا دھیان خلیفہ وقت کی طرف جانا چاہئے۔ کیونکہ خلیفہ وقت دعاؤں کا خزانہ ہیں۔

اگر ہم خود باقاعدگی کے ساتھ حضور انور کی خدمت بابرکت میں دعا کے لئے خطوط لکھیں گے اور اپنے گھر والوں کو بھی اس کی یاد دھانی کرواتے رہیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ خلیفہ وقت کی دعاؤں کے طفیل، ہمارے گھروں میں، ہمارے ماحول میں اور ہمارے کاموں میں بہت برکت ہوگی اور ہم خدا تعالیٰ کی رضا کے وارث بنیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’دعا کے لئے ایک تعلق کی ضرورت ہے اور اس کے لئے اتنا ہی کہتا ہوں کہ خطوط کے ذریعہ یاد دلاتے رہو تا کہ تم مجھے یاد رہو۔‘‘

(منصب خلافت، انوار العلوم صفحہ 50)

مَیں ایک بار پھر آپ کو یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمیں بحیثیت ایک ناصر ہونے کے بار بار اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے بھرپور جدوجہد اور کوشش کرنی چاہئے۔ جب ہم سب مل کر جہدوجہد کریں گے، جب ہم سب مل کر انتہا درجہ کوشش کریں گے اور جب ہم سب مل کر اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں گے تو انشاء اللہ ہمارا ہر قدم ترقی کی جانب ہی اٹھے گا۔

## تلاوت قرآن کریم

پیارے انصار بھائیو! ہمارے لائحہ عمل کا ایک اور نہایت اہم اور بہت ضروری حصہ باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنا ہے۔ انصار کی عمر پختگی کی عمر ہے۔ اس عمر میں انسان کو اپنے اچھے برے کی بڑی حد تک پہچان ہو جاتی ہے۔ گھر کا سربراہ اور نگران ہونے کے ناطے اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے

گھر والوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلنے والا بنائے۔ اُس کا ہر قول اور ہر عمل اسلامی تعلیم کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ انصار عمر کے اس حصہ میں ہیں جہاں عبادت کے اعلیٰ معیار اپناتے ہوئے اپنی نسلوں کے لئے اعلیٰ نمونہ بننے کی ضرورت ہے۔ آئندہ نسلوں کی اصلاح اور تربیت ہمیشہ ہمارے پیش نظر ہونی چاہئے۔ ہمیں اپنے بچوں اور جماعت کے لئے ایک اچھا نمونہ بننا چاہئے۔

مجالس سے آمدہ ماہانہ رپورٹس کی وجہ سے مجھے علم ہے کہ ہمارے انصار کی ایک بہت بڑی تعداد باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتی۔

ہمارا یہ پختہ ایمان ہے کہ قرآن کریم تمام ہدایتوں کا سرچشمہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب ہے جس میں تمام دنیا کی بھلائی اور بہتری کے احکامات نہایت وضاحت کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ اس لئے اس پاک اور مقدس کتاب کا باقاعدگی سے مطالعہ کرنا ہمارا اوّلین فرض ہے۔ جب تک ہم قرآن کریم کو پڑھیں گے نہیں اُس وقت تک اس کی صحیح تعلیم سے واقف نہیں ہو سکتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''ہر رکن انصاراللہ کا فرض ہے کہ وہ اس بات کی ذمہ داری اٹھائے کہ اس کے گھر میں اس کی بیوی بچے اور ایسے احمدی جن کا خدا کی نگاہ میں وہ راعی ہے، قرآن کریم پڑھتے ہیں اور قرآن کو سیکھنے کا وہ حق ادا کرتے ہیں جو حق ادا ہونا چاہئے۔''

(روزنامہ الفضل 10/ اپریل 1969ء)

خاکسار نہایت ادب کے ساتھ بار بار آپ کو جہاد اکبر یعنی نفس کے جہاد کی طرف متوجہ کر رہا ہے۔ یہ وقت کی ضرورت اور اس کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے اوپر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اپنی، اپنے گھر والوں اور اپنے ماحول کی اصلاح کے لئے اس جہاد میں شامل ہوں اور انتہا درجہ کوشش کرتے ہوئے، اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے آپ کو اس جہاد میں جھونک دیں۔

## انفاق فی سبیل اللہ

پیارے انصار بھائیو! اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ کئی سالوں سے مجلس انصاراللہ جرمنی کو اپنا چندہ مجلس اور چندہ اجتماع سو فیصد وصول کرنے کی توفیق مل رہی ہے جس کے لئے یقینی طور پر آپ سب بھائی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مال ونفوس میں بے انتہا برکت دے اور اپنے بے شمار فضلوں کا وارث بنائے۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ گزشتہ کئی سالوں سے جماعت احمدیہ جرمنی حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریک پر سو مساجد کے منصوبے پر کام کر رہی ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس انصاراللہ جرمنی کو سو مساجد سکیم میں سالانہ ایک ملین یورو کا ٹارگٹ دیا ہے۔ اس لئے آپ بھائیوں سے گزارش ہے کہ خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تا کہ ہم اپنا ٹارگٹ پورا کر کے خلیفہ وقت کی خوشنودی حاصل کرنے والے بنیں۔

اس سال اب تک سو مساجد تحریک میں انصاراللہ جرمنی کی طرف سے 7 لاکھ یورو سے زائد رقم وصول ہو چکی ہے۔ الحمدللہ۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کیسا یہ زمانہ برکت کا ہے کہ کسی سے جانیں مانگی نہیں جاتیں۔ اور یہ زمانہ جانوں کے دینے کا نہیں بلکہ مالوں کے بشرط استطاعت خرچ کرنے کا ہے۔''

(الحکم قادیان، 10/ جولائی 1903ء)

## تبلیغ اور اشاعت اسلام

اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اشاعت دین اور ترویج اسلام کی ذمہ داری جماعت احمدیہ کو سونپی ہے۔ ہمارے ہادی ورہنما حضور نبی کریم ﷺ نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔

(مسلم کتاب الفتن۔ باب الایات التی تکون قبل الساعۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پیشگوئی کے ضمن میں فرماتے ہیں:

''ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منوّر کئے جائیں گے اور اُن کو اسلام سے حصہ ملے گا۔'' (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 376)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقع پر جرمنی میں اسلام احمدیت کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

''انشاء اللہ تعالیٰ جرمنی میں بھی جلد آثار ظاہر ہوں گے بعض لوگوں کی خوابیں اور بعض میری اپنی بھی ہیں جس سے مجھے لگتا ہے کہ خلافت خامسہ کے دور میں جرمنی میں بہتر رنگ میں احمدیت پھیلے گی۔ لیکن احمدیت کے پھیلنے کے لئے شرط ہے کہ ہمیں اپنی حالتوں کو بھی بدلنا پڑے گا۔'' (الناصر مارچ، اپریل 2013ء)

چنانچہ ان تمام عظیم الشان پیشگوئیوں کے ہوتے ہوئے ہمارا یہ کامل ایمان ہے کہ یہی وہ دور اور یہی وہ وقت ہے جب سچائی کے آفتاب نے مغرب کی طرف سے طلوع ہونا ہے اور یورپ نے سچے خدا کو پہچان کر ہمیشہ کی زندگی پانے والے رسول حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہونا ہے۔

یہی زمانے کی آواز ہے، یہی وقت کا تقاضا ہے اور اسی طرف خلیفۂ وقت ہمیں بلا رہے ہیں۔ اس لئے ہم سب کا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو اہم ذمہ داری ہمیں سونپی ہے اُسے کماحقہٗ ادا کرنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اللہ، اُس کے رسولؐ اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی کا وارث بنیں۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کی ہوائیں بڑے زور سے چل رہی ہیں اور یورپ کے لوگ اسلام کی آغوش میں آ کر حقیقی سکون اور معرفت الٰہی کی دولت سے مالا مال ہونا چاہتے ہیں اب یہ ہمارا کام ہے کہ کس طرح ہم اُن تک پہنچ کر اُن کی اس تشنگی کو دور کرتے ہیں۔

صد سالہ خلافت جوبلی کے بعد یورپ اور امریکہ میں تبدیلی کی نئی ہوائیں چل رہی ہیں جنہیں ایم ٹی اے دیکھنے والوں نے بھی محسوس کیا ہے اور الفضل انٹرنیشنل

اور دیگر جماعتی اخبارات ورسائل پڑھنے والوں نے بھی محسوس کیا ہے۔ ہمارے پیارے اور محبوب خلیفہ جس علاقے اور ملک میں تشریف لے جاتے ہیں آپ کو سربراہان مملکت جیسا پروٹوکول دیا جاتا ہے۔ وہاں کی اسمبلیوں کے ممبر آپ کی خدمت میں مشورہ کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ آپ کی مجالس میں شامل ہوکر آپ کی باتوں کو بڑے غور سے سنتے ہیں اور باہر آکر برملا یہ اظہار کرتے ہیں کہ جو باتیں ہم نے خلیفہ کے منہ سے سنیں ایسی حسین تعلیم اور اسلام کا ایسا خوبصورت چہرہ پہلے دیکھنے کو نہیں ملا۔ اگر یہ اسلام ہے تو اس لائق ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔

گویا ان مغربی ممالک میں خدا تعالیٰ کے تائید ونصرت کی ہوائیں بڑے زور کے ساتھ جماعت کے حق میں چلنا شروع ہوگئی ہیں اور یورپ کے لوگوں کے دل اسلام کو قبول کرنے کے تیار ہورہے ہیں۔ جس کے جابجا نظارے ہمیں نظر آرہے ہیں۔

گزشتہ سال حضور انور یورپین پارلیمنٹ میں خطاب کے لئے برسلز تشریف لائے تو وہ ایک روح پرور نظارہ تھا۔ ''وہ بادشاہ آیا'' کا الہام ہم نے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھا۔ یورپین پارلیمنٹ میں پہلی بار لوائے احمدیت لہرایا گیا۔ حضور انور کے خطاب کے دوران یورپ کی اہم ترین شخصیات نے جس انہماک اور توجہ سے حضور انور کے خطاب کو سنا اُس کے پیچھے یقیناً خدائی تقدیر کارفرما تھی۔

یورپ کے دل اسلام کے لئے نرم ہورہے ہیں۔ ضرورت اس بات ہے کہ ہم بھی اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔ اس کے بھرپور جدوجہد اور کوشش کریں اور دلوں کی تبدیلی کے اس عظیم جہاد میں شامل ہوکر دنیا کو تباہی کی گڑھے میں گرنے سے بچائیں۔

## شجرکاری

پیارے انصار بھائیو! گزشتہ سال دسمبر میں نیشنل عاملہ مجلس انصاراللہ جرمنی کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جب حضور انور کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی گئی کہ مجلس انصاراللہ جرمنی کو مختلف شہروں میں 93 پودے لگانے کی توفیق ملی ہے تو حضور انور نے فرمایا کہ اگلے سال کم ازکم 241 پودے لگائیں۔

چنانچہ حضور انور کے اس ارشاد کے پیش نظر فوری طور پر شجرکاری کے پروگرام کو تیز کرنے کی غرض سے کام شروع کیا گیا اور جرمنی بھر میں ایک ہزار برگر ماسٹرز کو جماعت کے تعارف پر مشتمل ایک فلائر اور ایک خط بذریعہ پوسٹ بھجوایا گیا جس میں یہ پیش کش کی گئی کہ ہم امن اور دوستی کو فروغ دینے کے لئے آپ کے شہر میں پودا لگانا چاہتے ہیں۔ اس طرح جرمنی کے ایک ہزار برگر ماسٹرز تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا اور اُن میں سے بہت سارے برگر ماسٹرز کی طرف سے یہ جواب ملا کہ آپ رابطہ کریں اور ہمارے شہر میں پودا لگائیں۔

اس طرح اب تک ان چند مہینوں میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں گزشتہ سال کی نسبت زیادہ پودے لگانے کی توفیق عطا فرمادی ہے۔ اب تک لگائے گئے پودوں کی تعداد 127 ہوچکی ہے۔ الحمدللہ

اسی طرح کچھ برگر ماسٹرز نے لکھا کہ ہم ابھی پودا نہیں لگوانا چاہتے لیکن انہوں نے بڑے اچھے الفاظ میں جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

اب تک مختلف شہروں میں شجرکاری کی جو تقریبات منعقد ہوچکی ہیں۔ ان میں مہمانوں کے چند تاثرات اور کچھ ایمان افروز واقعات آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ ایک برگر ماسٹر نے کہا:

۞۔ اس قصبہ میں امن وبھائی چارے کے فروغ کی غرض سے نشان کے طور پر پودا لگا کر آپ نے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا جو ثبوت دیا ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ جس طرح درخت کی جڑیں آہستہ آہستہ پھیل کر درخت کی مضبوطی کا سبب بنتی ہیں اسی طرح آپ اس ملک میں امن اور بھائی چارے کے فروغ اور ترقی کا سبب بنیں گے۔

ایک اور جگہ برگر ماسٹر نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا۔

۞۔ درخت لگانے کا مقصد بہت اعلیٰ ہے اور ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اور باہمی عزت اور رواداری کے ساتھ رہنا ہے۔

۞۔ شہر بون ایک عالمی شہرت کا حامل شہر ہے اور اس میں 28 ہزار سے زائد مسلمان رہتے ہیں یہاں سب کا مل جل کر رہنا بہت ضروری ہے۔

۞۔ ہمارے شہر میں مختلف قوموں کے لوگ اکٹھے امن اور عزت سے رہتے ہیں اس شہر کو آپ اپنا دوسرا وطن سمجھیں۔

۞۔ پودے شہر کی خوبصورتی بڑھانے کا موجب ہیں اس کام کی وجہ سے جماعت خوبصورت نظر آتی ہے اور اس کی وفاداری سامنے آتی ہے۔

۞۔ یہ پودا امن کا ایک نشان ہے اور میں نے اپنے شہر کے بڑے پارک میں جگہ کا انتخاب کیا ہے یہاں بہت سے شہری تفریح کے لئے آتے ہیں جو اس پودے کو دیکھیں گے اور جماعت احمدیہ کی نیک نامی سامنے آئے گی۔

۞۔۔ ہم بغیر تکلفات کے مل کر قدم آگے بڑھا رہے ہیں۔ آپ کا مل جل کر رہنا اور گھل ملنا ایک نمونہ ہے انہی کاموں کی وجہ سے آپ کا اسلامی تعلیم کا نصاب سکولوں میں پڑھایا جائے گا۔

۞۔ میں بہت خوش ہوں جماعت احمدیہ اپنا دوستانہ رویہ اس پودے کے ساتھ پیش کررہی ہے۔ میری خوش قسمتی ہے کہ میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ سے بھی ملا اور وہ لمحات میرے لئے یادگار ہیں۔

ایک جگہ برگر ماسٹر اپنی پوری عاملہ کے ساتھ شامل ہوئے اور کہا کہ

۞۔ یہ پودا ہماری امن دوستی کا نشان ہے۔ انہوں نے جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ جماعت قرآن کی اصل تعلیم بغیر خوف وخطر پیش کررہی ہے۔

۞۔ میں نے یہاں آنے سے پہلے آپ کی جماعت کے بارہ میں پڑھا ہے۔ آپ پرامن لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ہمیشہ آپ سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں۔

۞۔ یہ پودے میرے علاقے میں لگائے گئے ہیں اس لئے مجھے زیادہ خوشی ہے ۔ایسے فلاحی کاموں کو مستقبل میں بھی فروغ دینا چاہیے۔

۞۔ جب ایک اس شہر کی خاتون برگر ماسٹر سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں تو جماعت احمدیہ کو نہیں جانتی۔ تب انہوں نے اپنی پارلیمنٹ کے دو افراد کو مسجد میں بھیجا۔ وہ دو گھنٹے تک مسجد میں رہے اور جماعت احمدیہ کے بارہ معلومات اکٹھی کیں اور واپس جا کر برگر ماسٹر کو رپورٹ پیش کی۔ ان کی رپورٹ اتنی متاثر کن تھی کہ برگر ماسٹر نے اسی وقت فیصلہ کیا کہ شہر میں بننے والے نئے پارک میں جماعت احمدیہ کا پودا سب سے پہلے لگایا جائے گا۔ چنانچہ اس موقع پر برگر ماسٹر اپنے ساتھ اپنی پارلیمنٹ کے 35 افراد کو ہمراہ لائی۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ یہاں ایسا پودا لگا رہے ہیں جس کی عمر نہ صرف سو سال ہے بلکہ یہ سو سال کے بعد دوبارہ ہرا ہو جاتا ہے۔ اس پروگرام کو کیل کے چار بڑے اخبارات نے شائع کیا۔ جن کی تعداد لاکھوں تک ہے۔

۞۔ ایک برگر ماسٹر نے کہا کہ میں مسلمانوں سے سخت نفرت کرتا ہوں کیونکہ ایک دفعہ کسی ترکش مسلمانوں کے گروپ کو کوئی اجازت دی تھی تو انہوں نے اس کا ناجائز فائدہ اٹھایا تھا جس کی وجہ سے ہمیں بہت شرمندگی اٹھانا پڑی تھی۔ جب آپ لوگ اجازت لینے کے لئے آئے تو میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ آپ کو اجازت دی جائے۔ لیکن جب انٹرنیٹ پر آپ کا تعارف پڑھا تو میں نے پودا لگانے کی اجازت دے دی۔ اب اس پروگرام میں شامل ہو کر مجھے اس بات پر شرمندگی ہو رہی ہے کہ میں آپ لوگوں کو کیوں اجازت نہیں دینا چاہتا تھا۔

اس طرح کے بیشمار ایمان افروز واقعات ہر روز پیش آ رہے ہیں۔ جن کو پڑھ اور سن کر دل اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظروں نے ہمیں اس زمانے میں اپنے دین کی اشاعت کے لئے چن لیا ہے۔

## وقار عمل

اس سال ماہ مارچ میں مجلس انصاراللہ جرمنی کو صوبہ ہیسن کی پچاس مجالس میں وقار عمل کرنے کی توفیق ملی۔ جس میں 1080 انصار 500 خدام اور 200 اطفال شامل ہوئے۔ شہر کی انتظامیہ اور برگر ماسٹرز نے جماعت کے اس تعاون کو بہت سراہا اسی طرح اخبارات میں بھی بڑے وسیع پیمانے پر جماعت کا تعارف شائع ہوا۔

## چیریٹی واک

اس سال مجلس انصاراللہ جرمنی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی روشنی میں 17/اگست کو Riedstadt اور 18/اگست کو Hamburg میں چیریٹی واک کا انعقاد کرے گی۔ انشاء اللہ۔ اس چیریٹی واک کی تیاری شروع کر دی گئی ہے اور اس کی نگرانی کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اس اہم پروگرام کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

تبلیغ کے سلسلہ میں جن کوششوں کا ابھی میں نے ذکر کیا ہے اس میں بہت کم لوگ شامل ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے غیر معمولی نتائج ظاہر ہوئے ۔اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ تبلیغ اسلام اور اشاعت کے لئے جو زمین ہموار ہو چکی ہے اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہم سب مل کر کوشش کریں۔ اپنی گزارشات کے آخر میں خاکسار ایک بار پھر آپ سے دردمندانہ درخواست کرتا ہے کہ

۞۔ اپنے ماہانہ اجلاسات کو کامیاب بنانے کا پختہ عزم باندھ لیں اور اس کے لئے مسلسل کوشش کرتے رہیں تا کہ نیکی اور تقویٰ کا یہ جہاد کامیاب ہو۔

۞۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کریں اور اپنے گھر والوں اور اپنے دائرہ کار میں دیگر لوگوں کو اس طرف توجہ دلاتے رہیں تا کہ اس مسلسل عمل کے ذریعہ ہم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل کر سکیں۔

۞۔ نوافل کی ادائیگی میں باقاعدگی پیدا کر کے اپنے بھائیوں کی تکلیفوں کے دور ہونے کے لئے مسلسل اور بلاناغہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہیں۔

۞۔ خلیفہ وقت کی خدمت میں باقاعدگی کے ساتھ دعا اور اپنے تمام کاموں میں برکت کے لئے خطوط لکھتے رہیں۔ اپنے گھر والوں کو بھی اس میں شامل کریں اور خود حفاظتی کے اس جہاد میں شامل ہو جائیں۔

۞۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات اور خطابات کو خود بھی باقاعدگی سے سنا کریں اور اپنے گھر والوں کو بھی ان میں شامل کریں کیونکہ خلیفہ وقت کے خطبات صحبت صالحین کا ایک آسان ذریعہ ہیں لیکن ان کی طرف توجہ اور باقاعدگی پیدا کرنے کے لئے ایک جہدِ مسلسل کی ضرورت ہے۔

۞۔ اسلام کی اشاعت اور مضبوطی کے لئے زیادہ سے زیادہ مالی قربانیاں پیش کر کے اس دور میں جاری مالی جہاد میں شامل ہو جائیں۔

۞۔ اسی طرح اسلام احمدیت کی اشاعت اور مضبوطی کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں اور اسلام کی سربلندی، سرفرازی اور کامیابی کے جہاد میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو سمیٹیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو اور ہمیں ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

جس نے سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کو چاہا وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات تھی

# آپ خدا تعالیٰ کے وجود میں گم ہو گئے اور خدا آپ ﷺ میں اُتر آیا

## رسول خدا ﷺ کی اطاعت کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا ہے

تقریر مکرم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی
برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ جرمنی 2013ء

اِنْ کُنْتُم تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمرٰن:32)

خاکسار کو آنحضور ﷺ کے عشق الٰہی کے متعلق آپ دوستوں کے سامنے اپنے خیالات کا کچھ اظہار کرنا ہے۔ کسی بھی شخص نے کوئی کام کرنا ہو تو وہ کوئی کام شروع کرنے سے پہلے کوشش کرتا ہے کہ پہلے جو تجربہ کار لوگ ہیں اُن سے مل لیا جائے ان کو دیکھ لیا جائے کہ انہوں نے اس کام کو کس طرح شروع کیا تھا اور کس طرح اس کام میں کامیابی حاصل کی تھی تو ان کے تجربات سے فائدہ اٹھاتا ہے کبھی ناکام بھی ہوتا ہے چنانچہ انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا اور عبادت دراصل خدا تک پہنچاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس آیت میں انسان کو بتا رہا ہے اپنے نبی کے ذریعہ سے، اے نبی لوگوں کو بتادے کہ مجھ سے محبت کرنا چاہتے ہو یعنی اگر خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ تو خدا تعالیٰ نے اس آیت میں خود گواہی دے دی کہ اللہ سے محبت کرنے میں کوئی اسوہ ہے۔ اس دنیا میں جس نے اللہ سے محبت کی اور اللہ نے اس سے محبت کی، جس نے سب سے بڑھ کر خدا کو چاہا ہے اور خدا نے سب سے بڑھ کر اسے چاہا وہ ذات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات تھی۔ جب ہم انسانوں سے مشورہ لیتے ہیں تو انسان غلطی بھی کر سکتا ہے لیکن یہ گواہی ہے جو عالم الغیب ہے جس کی نظر انسان کے پاتال تک ہے جو انسان کے دل کی گہرائیوں تک کو جانتا ہے کہ اس کے دل میں کیا ہے وہ ہستی رسول اللہ ﷺ کے بارے گواہی دے رہی ہے کہ یہ وہ شخص ہے جس نے مجھ سے سب زیادہ محبت کی ہے۔ اے انسانوں اگر مجھ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو اس سے سیکھو کہ اللہ سے محبت کس طرح کی جاتی ہے۔ جب آنحضور ﷺ مبعوث ہوئے تو آنحضور ﷺ کو نبوت ملنے کے بعد ہی آپ کو خدا سے محبت نہ ہوئی تھی بلکہ آپ کی فطرت خدا تعالیٰ نے ایسی بنائی تھی وہ کہ ابھی نبوت نہیں ملی تھی تب بھی آپ کی فطرت کے اندر اللہ تعالیٰ سے محبت بھری ہوئی تھی۔ وہ دَور تھا ساری دنیا جانتی ہے کہ مکہ کے میں، عرب میں خدا تعالیٰ کی توحید کو کوئی نہ جانتا تھا سوائے اکّا دکّا لوگوں کے اور خدا تعالیٰ کے پاس پہنچنے کی کوئی شریعت موجود نہ تھی۔ ہاں یہودی اور عیسائی موجود تھے۔ ان کے پاس خدا کا کلام تھا لیکن وہ اس کلام سے دور ہو چکے تھے اس کلام کو بھول چکے تھے اس دور میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو سوائے خدا تعالیٰ کی ذات کے کسی اور چیز کا خیال نہ ہوتا تھا تب بھی آپ کی فطرت ایسی اعلیٰ درجے کی فطرت تھی کہ اس وقت بھی آپ ان نیکیوں کو جو دنیا سے معدوم ہو چکی تھیں دنیا میں قائم کرنے والے تھے عدل اور انصاف سے کام لینے والے تھے گویا وہ لوگ جن کے پاس بظاہر کوئی شریعت نہ تھی وہ خدا کے قریب ہوتا چلا جا رہا تھا اور وہ ذات کونسی تھی؟ وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات تھی چنانچہ اس کے بعد آنحضور ﷺ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ چند دنوں کی خوراک حاصل کر کے تھوڑی سی خوراک حاصل کر کے غار حرا میں چلے جایا کرتے تھے اور اس خدا کی تلاش میں لگے رہتے تھے۔ آپ کی فطرت یہ گواہی دیتی تھی کہ ان بتوں میں کچھ نہیں رکھا وہ ہستی درحقیقت کوئی اور ہستی ہے جو اس دنیا کو چلا رہی ہے اور آپ اس وقت بھی اس ہستی کی عبادت کیا کرتے تھے چنانچہ غار حرا میں آپ کو وہ نور مل گیا جس کی آپ کو تلاش تھی اور اس نور نے ایسی چمک آپ پر ڈالی کہ آپ کا وجود نورٌ علیٰ نور بن گیا۔ آپ خدا کے وجود میں گم ہو گئے اور خدا آپ کے وجود میں اتر آیا اور خدا نے آپ کو چن لیا تا کہ اپنی توحید کو آپ کے ذریعہ پہنچائے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے خدا تعالیٰ سے نبوت پانے کے بعد خدا سے وہ محبت کی جو آپ کے علاوہ انبیاء میں بھی نظر نہیں آئی۔ آپ کی زندگی کے ہر شعبے کے اندر آپ کو خدا ہی خدا نظر آئے گا۔ اٹھنا ہو یا بیٹھنا ہو کچھ بھی ہو آپ کی زندگی کا محور درحقیقت صرف اور صرف خدا کی ذات تھی آپ خدا سے دعا کرتے ہیں: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ کہ اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور ان لوگوں کی محبت مانگتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں اس عمل کی توفیق مانگتا ہوں

جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے، مجھے ایسا کردے کہ تیری محبت مجھے اپنے نفس سے پیاری ہوجائے میری جان سے پیاری ہو جائے اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ تیری محبت نصیب ہو جائے۔ آپ نے زندگی کے ہر پہلو میں خدا کی ذات کو مدّنظر رکھا یہاں تک تعلیم دی کہ اگر کوئی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالتا ہے، خدا کی خاطر ڈالتا ہے وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے، وہ بھی اس کے لئے نیکی ہے چنانچہ آپ نبوت ملنے کے بعد خدا تعالیٰ کی ذات سے وہ عشق اور وہ محبت کرتے تھے کہ فرض عبادتوں کے علاوہ ساری ساری رات خدا کے حضور کھڑے رہتے، عبادتوں میں گزارتے۔ یہاں تک آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ آپ سے خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیے گئے ہیں آپ سے خدا نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے پھر اس قدر مشقت کیوں کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ افلا عبداً شکوراً کہ کیا میں اللہ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔ چنانچہ بظاہر دینی کام ہوں یا دنیاوی کام ہوں آپ کے ہر کام میں صرف اور صرف خدا کی ہی ذات تھی۔ آپ اٹھتے ہیں تو اللہ کا نام لیتے ہیں بیٹھتے ہیں تو اللہ کا نام لیتے ہیں، کھانا شروع کرتے ہیں تو بسم اللہ سے شروع کرتے ہیں۔ کھانا ختم کرتے ہیں تو الحمداللہ پر ختم کرتے ہیں۔ کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو خدا کا نام لیتے ہیں، کسی شہر سے باہر نکلتے ہیں دعا کرتے ہیں اگر کسی اونچائی پر چڑھتے ہیں تو خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں، اگر اونچائی سے نیچے اترتے ہیں تو خدا سے دعا کرتے ہیں، نیا کپڑا پہنتے تو خدا سے دعا کرتے ہیں، مریض کی عیادت کرتے ہیں تو خدا سے دعا کرتے ہیں۔ بارش کا پہلا قطرہ اپنی زبان پر لیتے ہیں تو خدا کی تعریف کرتے ہیں کہ میرے خدا کی طرف سے رحمت آئی ہے۔ غرض آپ کا کوئی کام ایسا نہیں تھا کہ جس میں خدا تعالیٰ کی ذات مظہر نہیں تھی۔ الحب فی اللّٰہ و البغض اللّٰہ۔ آپ کسی سے محبت کرتے تھے تو وہ بھی خدا کی خاطر، کسی سے نفرت تھی تو خدا کی خاطر تھی۔ آپ کی ساری زندگی میں صرف خدا ہی خدا بھرا ہوا تھا یہاں تک کہ جب موت کی گھڑی آتی ہے اس وقت بھی آپ کی زبان پر یہی الفاظ جاری تھے اللھم فی الرفیق الاعلیٰ . اللھم فی الرفیق الاعلیٰ کہ میں اسی خدا کے پاس جانا چاہتا ہوں اسی خدا سے ملنا چاہتا ہوں گویا ان بندوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا جن کے بارے خدا نے قرآن نے گواہی دی کہ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اٰل عمرٰن: 92) کہ وہ اٹھتے ہیں تو خدا کو یاد کرتے ہیں وہ بیٹھتے ہیں تو خدا کو یاد کرتے ہیں وہ اپنے پہلو کے بل لیٹے ہوتے ہیں تو خدا کو یاد کرتے ہیں وہ کائنات پر غور کرتے ہیں تو کائنات کے ذرے ذرے میں انہیں خدا کا وجود نظر آتا ہے کائنات پر غور کرتے ہیں تو پکار اٹھتے ہیں کہ اے خدا تو نے کوئی چیز بھی بے فائدہ پیدا نہیں کی، تُو پاک ہے پس تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ تو آپ کا شمار ان ہستیوں میں سے تھا جنہوں نے ہمیں یہ چیزیں سکھائی ہیں چنانچہ جب آپ کو نبوت ملی تو آپ نے صرف خدا سے محبت کی بلکہ آپ کے اندر یہ تڑپ تھی کہ وہ خزانہ جو مجھے خدا نے عطا فرمایا ہے کاش اس خزانے کو دنیا تسلیم کرلے دنیا بھی پہچان لے، دنیا بھی اس خدا سے محبت کرنے لگے تاکہ وہ بھی خدا کی محبت سے حصہ پاسکیں۔ اس کام کے لئے آپ نے شدید تکلیفیں اٹھائیں گالیاں کھائیں پتھر کھائے۔ کون کون سے دکھ تھے جو آنحضرت ﷺ کو نہیں دیئے گئے مگر آپ نے خدا کی ذات کو نہیں چھوڑا۔ مکّہ کے حالات کس کو معلوم نہیں ہیں جب آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور خدا کی توحید کا پرچار کیا اور بتوں کے خلاف تبلیغ کی تو آپ کو بے شمار لالچ دیئے گئے۔ مکہ والوں نے کہا کہ اگر تم بادشاہ بننا چاہتے ہو تو ہم تمہیں بادشاہ بنا لیتے ہیں، اگر دولت چاہتے ہو تو تمام دولت تمہارے قدموں میں نچھاور کردیتے ہیں، اگر کوئی خوبصورت لڑکی درکار ہے تو مکہ کی خوبصورت ترین لڑکی تمہارے سامنے پیش کردیتے ہیں۔ صرف یہ کرو کہ ہمارے بتوں کے خلاف توحید کی تبلیغ بند کردو۔ لیکن آنحضور ﷺ جو جواب دیتے ہیں کہ تم مجھے بادشاہت کا لالچ دیتے ہو، دولت کا لالچ دیتے ہو! خدا کی قسم میرے دائیں ہاتھ پر اگر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی لاکر رکھ دو پھر بھی خدائے واحد کی توحید کا پرچار کرنے سے باز نہیں آؤں گا۔ چنانچہ اس کے بعد آپ طائف کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ طائف کے واقعہ آپ سب جانتے ہیں کہ وہاں جب آپ نے خدا کی توحید تبلیغ کی تو وہاں کے لوگوں نے بھی آپ کو شدید تکلیفیں دیں وہاں کے اوباش غنڈے آپ کے پیچھے لگا دیے گئے جو آپ ﷺ کو پتھر مارتے جاتے تھے سارا جسم لہولہان ہو چکا تھا آپ واپس آتے ہوئے ایک چشمے پر بیٹھتے ہیں اور وہ اپنا خون صاف کررہے ہوتے ہیں تو پہاڑوں کا فرشتہ نازل ہوکر کہتا ہے کہ یارسول اللہ آج آسمان کا خدا آپ کی یہ دردناک حالت دیکھ کر اتنا غضب ناک ہوا ہے اگر آپ اجازت دیں تو اس بستی کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس کر رکھ دوں۔ لیکن میرا آقا و مولیٰ کا کیا جواب ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ نہیں! میں یہ اجازت نہیں دے سکتا اگر یہ نہیں تو ان کی نسلیں ایمان لے آئیں گی اگر وہ نہیں تو ان کی نسلیں ایمان لے آئیں گی۔ اس واقعے سے ہمارے سامنے دو نصیحتیں آتی ہیں جو آنحضور ﷺ نے کیں۔

ایک یہ کہ آپ کے اندر انسانیت کے لئے رحمت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی پھر یہ کہ آپ کی شدید خواہش تھی کہ کسی نہ کسی طریق سے کوئی نہ کوئی وجود ایسے پیدا

ہوجائیں جو کہ خداتعالیٰ کی ذات پر ایمان لانے والے ہوں۔ اور یہاں تک امیدیں تھیں کہ اگر یہ نہیں تو اگلی نسلوں میں سے شائد نکل آئیں۔ اگر وہ نہیں تو اس سے اگلی نسلوں سے خدا پر ایمان لانے والے جائیں۔ تو صرف یہ اپنی ذات کے لئے نہیں تھا۔ خداتعالیٰ کی ذات سے جو محبت تھی وہ محبت آپ کو ابھار رہی تھی کہ اس چیز کو چھوڑ دو کہ دنیا کو عذاب دیا جائے اس چیز کی طرف توجہ ہونی چاہیے کہ اگر میری ان تکلیفوں کے بعد کوئی ایک بھی نکل آئے اگلی نسل میں سے بھی نکل آئے تب بھی میں ساری انسانیت کو معاف کرنے کے لئے تیار ہوں تو یہ صرف اور صرف خدا کی محبت تھی جو آپ ﷺ سے کروا رہی تھی۔ چنانچہ اس کے بعد جنگ بدر کا واقعہ دیکھ لیں کہ ہزاروں کا لشکر ہے 313 صحابہ سامنے ہیں اور ہزاروں کے لشکر کے سامنے 313 صحابہ یوں محسوس ہوتے ہیں کہ یہ لشکر ان 313 افراد کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کے رکھ دے گا۔ اس وقت میرے پیارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ایک خیمہ کے اندر دعائیں کر رہے ہیں لیکن کیا دعا کر رہے ہیں؟ کیا یہ دعا کر رہے ہیں کہ یا اللہ ہمیں بچالے؟ اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہے ہیں؟ اپنے صحابہ کی زندگی کے لئے دعا مانگ رہے ہیں؟ نہیں بلکہ عرض کر رہے ہیں کہ اے خدا اگر تو نے ان مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کر دیا تو دنیا میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ اگر ڈر تھا تو خدا کی عبادت کا ڈر تھا۔ آپ کی اس محبت کا درد تھا اس ہستی کے قائم ہونے کا درد تھا کہ خدا کی توحید دنیا میں قائم ہو جائے کہ اگر یہ جماعت مٹ گئی مسئلہ یہ نہیں کہ ان پر موت آجائے گی موت کا تو مسئلہ ہی نہیں ہے موت کا مومن کے دل میں کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ اصل جو درد تھا نبی کریم ﷺ کے دل میں وہ یہ تھا کہ اگر یہ چلے گئے تو خدا کی عبادت کون کرے گا! چنانچہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین کا درجہ عطا فرمایا ہے اور ہمارے عقیدے کے مطابق خاتم النبیین کا مطلب ہے بہترین نبی ،نبیوں کا سردار، نہ آپ جیسا پہلے کوئی ہوا اور نہ بعد میں کوئی ہوگا لیکن دنیا میں ایک عجیب رواج ہے کہ اگر کسی پر مشکلات آتی ہیں تو دوسرے فوراً چھوڑ کر چلے جاتے ہیں ۔ناشکری کرتے ہیں اور اگر کسی کو کچھ مل جاتا ہے کوئی عہدہ مل جاتا ہے تو وہ تکبر میں مبتلا ہو جایا کرتا ہے۔ خداتعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ انسان پر جب مشکلات آتی ہیں تو کہتا ہے ربّی اھانننا کہ میرے رب نے میری اھانت کی ہے، مجھے رسوا کر دیا ہے تو وہ اعتراض کرتے ہیں ان اعتراضوں کے نتیجے میں خدا سے دور ہو جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف جن کو کچھ مل جائے تو وہ کہتے ہیں ربّی اکرامنا میرے رب نے میری عزت کی اور احترام کیا وہ اس تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایک اور جگہ پر فرمایا کہ کسی کو عہدہ یا علم حاصل ہو جائے تو اسی چیز پر اتراتا پھرتا ہے کہ جو کچھ مجھے حاصل ہوا ہے یہ خدا کی طرف سے نہیں یہ تو مجھے میرے علم کی وجہ سے ہے علم میرے اندر اتنا ہے میری خصوصیات ہی اتنی ہیں تو دونوں چیزیں اللہ کی طرف سے انسان کو تباہ کر دیتی ہے ہیں۔ جب مشکلات کا وقت ہوتا ہے تو اس مشکل گھڑی میں جو خدا کو چھوڑتا ہے تو وہ خدا کی ناراضگی کا باعث ہے جب کسی پر خدا کی رحمت ہوتی ہے اور خدا کی طرف سے کچھ عطا ہوتا ہے۔ اگر یہ چیز تکبر میں مبتلا کر دے تو تکبر بھی انسان کو خدا سے دور کر دیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں قرآن کریم میں یہ گواہی دیتا ہے کہ تجھ پر مصیبتوں کا وقت بھی آئے گا تجھ پر آسانیوں کا وقت بھی آئے گا لیکن تو خدا کو نہیں چھوڑے گا فرمایا: وَالضُّحٰی .وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی. مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی (الضحیٰ: 2-4) کہ دیکھو ضحیٰ کا وقت بھی آئے گا روشنی کا وقت بھی آئے گا اور رات بھی چھائے گی اور مصیبتیں بھی آئیں گی لیکن تیرا نفس ایسا نفس ہے خدا سے محبت کرنے والا نفس ہے کہ تم مصیبتوں کے وقت بھی استقامت کے ساتھ خداتعالیٰ کی ذات سے چمٹا رہے گا اس وقت بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا یہ مشکلات آتی رہتی ہیں۔ میاں محمد بخشؒ لکھتے ہیں ۔پنجابی کا شعر ہے۔

اپنے یار دے بیلے وچوں تمّے چن چن کھائیے
ہور کسے دے باغ اندروں میوے لین نہ جائیے

تمّاں ایک کڑوا پھل ہوتا ہے فرمایا اگر یہ محبوب کے باغ کا ہے تو کڑوا پھل بھی اچھا ہے تو اس کڑوے پھل کو چھوڑ کر کسی اور کے باغ میں نہیں جائیں گے تا کہ وہاں سے میوے حاصل ہو جائیں یہ دنیا کے میوے یہ دنیا کی چیزیں ہیں یہ ہمارے کام آنے والی چیزیں نہیں ہیں تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے نفس پاک کی گواہی خود خدا دے رہا ہے کہ تو میرے رستے میں مصیبتیں اٹھاتا ہے تب بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑتا تجھے کچھ عطا ہوتا ہے تب بھی خدا کا شکر کرتا ہے تیرے پر روشنی کا زمانہ ہو یا مشکلات کا زمانہ ہو تیرے سے کوئی حرکت سرزد نہیں ہوتی کہ خدا تجھ سے ناراض ہو جائے یا خدا تجھے چھوڑ دے۔ پنجابی میں کسی نے کہا ہے کہ:

میرے یار نوں مندا نہ بولیں
تے بھاویں میری جند کڈ لیویں

یہی حالت درحقیقت اللہ تعالیٰ کے عشق میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی تھی اپنی ذات کے بارے میں جو چاہے کوئی تکلیف دیتا رہے اس کی پرواہ نہیں تھی لیکن جب خدا کا موقعہ آتا ہے جب خدا کی غیرت کا سوال آتا تھا تو سب سے غیرت مند حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات تھی جنگ احد کے واقعہ کو یاد کریں کہ اس وقت مسلمانوں کو عارضی طور پر ہزیمت اٹھانی پڑی۔ آنحضور ﷺ زخمی ہو گئے دندان مبارک شہید ہو گئے آپ ﷺ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور چند صحابہ تھے جو آپ کے گرد تھے انہوں نے آپ کو اٹھایا، آپ ﷺ کو ہوش آیا ایک گھاٹی میں لے گئے وہاں بیٹھے ہوئے تھے میدان لاشوں سے اٹا ہوا ہے دشمن داخل ہوتا ہے ابوسفیان جو اس وقت کافروں کی طرف سے تھے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے وہ لاشوں کے میدان کو دیکھ کر نعرہ لگاتا ہے کہ ہم نے محمد کو قتل کر دیا ہے تو

حضرت عمرؓ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے وہ جواب دینے لگتے ہیں تو آپ ﷺ انہیں روک دیتے ہیں کہ نہیں جواب نہیں دینا پھر وہ نعرہ لگاتے ہیں کہ ہم نے ابو بکرؓ کو قتل کر دیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جواب نہیں دینا۔ پھر وہ نعرہ لگاتا ہے ہم نے عمرؓ کو قتل کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جواب نہیں دینا چنانچہ وہ باری باری اور صحابہؓ کا نام لیتے ہیں لیکن آنحضور ﷺ حضرت عمرؓ کو روک کے رکھتے ہیں ۔اس کے بعد ابوسفیان نے اپنے بتوں کی فتح کا نعرہ لگایا کہ اُعْلُ هُبَلْ اُعْلُ هُبَلْ تو اس وقت رسول کریم ﷺ نے نہایت جوش کے ساتھ فرماتے ہیں کہ اٹھو اب جواب دو اب خاموش کیوں ہو؟ اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ. اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ (صحیح بخاری. کتاب الجهاد) اس وقت صرف چند صحابہ آپ کے ساتھ تھے اُس وقت اعلان کرنا گویا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا لیکن ایسے وقت میں موت قبول تھی اس لئے کہ وہ خدا کی غیرت کے سوال کا وقت تھا وہاں اپنی غیرت کا سوال نہیں تھا تو یہ غیرت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے دل میں خدا کی خاطر تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (البقرة:139) کہ اللہ کا رنگ اختیار کرو اللہ سے بہتر کس کا رنگ ہے اللہ کا رنگ اختیار کرنے کا مطلب ہے کہ اللہ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرو۔ یہ اعلیٰ درجے کا خلق ہے۔ جتنی کوئی اللہ کی صفات اپنے اندر پیدا کرتا ہے اتنا ہی وہ اعلیٰ درجے کا اخلاق کا مالک کہلاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی وضاحت یوں فرماتے ہیں کہ جب کسی چیز سے محبت ہوتی ہے تو انسان اس سے تعلق پیدا کرتا ہے اور جب تعلق پیدا کرتا ہے تو اس کا رنگ اس کے اندر آنا شروع ہو جاتا ہے۔

جس ہستی سے محبت ہوتی ہے تو اس ہستی سے تعلق ہوتا ہے حدیث میں رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ جب میرا بندہ میرے لئے نوافل ادا کرتا ہے میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس وہ دیکھتا ہے میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے تو گویا جب ہم خدا سے تعلق پیدا کرتے ہیں تو خدا کی صفات ہمارے اندر آجاتی ہیں پھر ایسے شخص کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ ہو جاتا ہے ایسے شخص کی زبان خدا کی زبان ہو جاتی ہے جب وہ خدا میں گم ہوتا ہے تو خدا اس کے اندر اتر آیا کرتا ہے پھر اس کا عمل اس کا نہیں رہتا ہے۔ اس کا عمل خدا کا عمل ہو جایا کرتا ہے جس نے یہ عمل سب سے بڑھ کر کیا، سب سے بڑھ کر خدا سے تعلق پیدا کیا وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ تھے اور اس کی گواہی قرآن دیتا ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ خدا کے رنگ میں اتنے رنگین ہو گئے کہ خدا کی صفات آپ کے اندر آگئیں اس نبی کا فعل خدا کا فعل ہو گیا اور خدا کا فعل اس نبی کا فعل ہو گیا چنانچہ آپ ﷺ کفار کی طرف مٹھی پھینکتے ہیں قرآن میں خدا فرماتا ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال:18)۔ یہ مٹھی جو تو نے پھینکی یہ تو نے نہیں پھینکی یہ خدا نے پھینکی ہے خدا کا رنگ اس نبی میں آگیا ہے اور پھر فرمایا کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ (الفتح: 11) وہ لوگ جو تیری بیعت کر رہے ہیں وہ تیری نہیں کر رہے وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (الفتح: 11) ان کے ہاتھ کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے یعنی رسول پاک ﷺ کے ہاتھ کو خدا اپنا ہاتھ قرار دے رہا ہے اور پھر خدا فرماتا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النّسآء: 81) جو رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کر رہا ہے رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت قرار پا گئی۔ تو یہ چیز ہے کہ خدا کے رنگ میں رنگین ہوئے خدا سے محبت کی اس سے تعلق پیدا کیا تو خدا کی صفات آنحضور ﷺ کے اندر آگئیں۔ خدا کیا ہے؟ فرمایا: اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور:36) اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے چنانچہ رسول پاک ﷺ نے خدا سے تعلق پیدا کیا تو آپ کی ذات بھی نور، علیٰ نور ہو گئی۔ آپ بشر تھے ہر وہ بشر جو خدا سے تعلق پیدا کرے گا اور خدا نور ہے تو اس کے وجود سے بھی نور پھوٹنا شروع ہو جائے گا چنانچہ ہر نبی خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر تھا ہر نبی نے خدا کے نور سے حصہ لیا لیکن وہ حصہ جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے حصہ میں آیا وہ کسی اور نبی کے حصہ میں نہیں آیا۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے سورج چمک رہا ہے لیکن اندھے کو نظر نہیں آئے گا اور جس کی آنکھیں ہیں وہ بھی اپنی استعداد کے مطابق اس سے روشنی کا حصہ پاتا ہے جس کی آنکھ کمزور ہے وہ حصہ تو پالے گا مگر کمزور نظر آئے گا اور جس آنکھ تیز ہے وہ اسی قدر سورج کی روشنی سے حصہ پائے گا۔ اسی طرح جب فرمایا اللہ نور السمٰوٰت والارض کہ خدا زمین و آسمان کا نور ہے تو تمام انبیاء اس نور سے حصہ لیتے گئے لیکن اپنی استعداد کے مطابق وہ استعداد جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ خدا کا وہ نور جو آپ کے وجود میں چمکا وہ نہ اس سے پہلے کسی وجود میں چمکا اور نہ بعد میں چمکے گا اور یہ وہ چیز ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں فرمایا کہ:

”وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں، جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء، سید الاحیاء، محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 160-161)

یہ وہ نور ہے جو محمد ﷺ کے ذریعہ سے ہم کو ملا یہ وہ نور ہے جو محمد ﷺ کو ملا اور اس نور کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سمجھا آج تک دنیا میں شاید کوئی اور سمجھ بھی نہیں سکا۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ:

”سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں..... اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امی صادق و مصدوق محمد

مصطفیٰ ﷺ میں پائی جاتی تھی۔''

(آئینہ کمالات اسلام ،روحانی خزائن جلد 5صفحہ 160-161)

پھر فرمایا کہ:

'' میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے ۔(ہزاروں ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں ۔افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف کار تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی تمام مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں.....ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اِسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اِسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اُس کا چہرہ دیکھتے ہیں اِسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اُس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔''(حقیقۃ الوحی،روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118-119)

محمدؐ عربی بادشاہِ ہر دوسرا
کرے ہے روح القدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں
کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

آپ کو ہر دم اگر غم تھا اگر فکر تھا جس سے آپ کی جان گداز رہتی تھی تو وہ یہی تھا کہ یہ لوگ خدا کو کیوں تسلیم نہیں کرتے کیوں خدا کو نہیں مانتے۔اتنا فکر کیا اس بات کا کہ خدا فرماتا ہے کہ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (الشعراء: 4) کہ کیا تو اپنے نفس کو ہلاک کر دے گا تو اپنے نفس کو ذبح کر ڈالے گا اس غم میں کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔تو یہ آپ کی تڑپ تھی آج خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کس کام کے لئے بھیجا!اسی مقصد کے لئے جس مقصد کے لئے محمد مصطفیٰ ﷺ آئے تھے اسی توحید کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے جو توحید حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ لے کر آئے تھے۔لیکن کس طرح قائم ہوگی؟اس خدا سے محبت کرنے کے ساتھ پہلے اس خدا سے تعلق پیدا کرو ۔اس کے لئے اپنے دل کو صاف کرو اپنے دل کے کینوں کو نکال کر باہر پھینکو اور خدا کی خاطر کرو اگر محبت کرو تو خدا کی خاطر اگر کسی سے نفرت کرو تو خدا کی خاطر ۔ذاتیات کو باہر نکال دو جب اس خدا سے محبت کرو گے پھر ہم اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ ہم اس کی تبلیغ کر سکیں۔اس خدا کی توحید دنیا میں پھیلا سکیں تو خدا کس طرح پانا ہے؟فرمایا: اِنْ کُنْتُم تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ (اٰل عمرٰن :32) اگر محبت کرنا چاہتے ہو اللہ سے اگر اللہ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اور آپ کی پیروی کیا ہے؟ آپ ﷺ کے دل میں وہ غم اور تڑپ تھی کہ خدا فرما رہا ہے کیا تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال لے گا اور یہی وہ درد تھا یہی وہ تڑپ تھی جو آپ کے عاشق صادق مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں تھی آپ کو بھی یہی غم کھاتا تھا کہ کاش خدا تعالیٰ کا چہرہ دنیا دیکھ لے کاش جھوٹے خداؤں سے منہ موڑ لے اور سچے خدا کی طرف آجائے۔آپ کس درد کے ساتھ فرماتے ہیں۔فرمایا کہ:

''میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا فیصلہ ہو جائے میرا دل مردہ پرستی کی وجہ سے خون ہوا جاتا ہے اور میری جان عجیب تنگی میں ہے اس سے بڑھ کر اور کونسا دلی درد کا مقام ہوگا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا اور ایک مشت خاک کو ربّ العالمین سمجھا گیا ہے میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ مجھے تسلّی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا!اپنی جھوٹی خدائی سے منقطع کیے جائیں گے۔مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا ضرور مرے گا خدائے قادر فرماتا ہے کہ میں چاہوں تو مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کر دوں۔سو اب اس نے چاہا کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزہ چکھاوے سو اب وہ دونوں مریں گے اور کوئی ان کو بچا نہیں سکتا اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا اب وہ دن نزدیک آتے ہیں جو سچائی کا آفتاب مغرب سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ چلے گا۔''

(الاشتہار تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ8)

اب یہاں اندازہ کریں کہ یورپ کو سچے خدا کا پتہ چلے گا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متابعت میں آپ کی اتباع میں ہم مسیح موعود کے نمائندے بن کر یورپ میں موجود ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ خدا کی سچی توحید آج ان یورپ کے رہنے والوں کو بتائی جائے۔

چنانچہ آج کامیابی کا گر یہی ہے کہ اگر ہم نے مسیح موعود علیہ السلام کے ان ارشادات کے مطابق خدا کی توحید کو دنیا میں پھیلانا ہے خاص طور پر یورپ میں پھیلانا ہے تو اپنے اندر خدا تعالیٰ کی محبت اور وہ درد پیدا کریں جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے دل میں تھا اور آپ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں تھا۔اگر یہ ہو گیا اگر ہم اس کے رنگ میں رنگین ہو گئے تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس توحید کو دنیا میں قائم کر کے چھوڑیں گے اور یہ کام ضرور ہوگا۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

## خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی

خلافت کی نعمت عطا جس نے کی ہے
اُسی کے تشکّر کی یہ جوبلی ہے
خوشی کی یہ ساعت بہت ہی بڑی ہے
اور عہد آفریں اِس کی اِک اِک گھڑی ہے
دلوں سے نوائے ثنا اٹھ رہی ہے
تشکّر کے سجدے میں ہر احمدی ہے

یہ اِتمامِ نعمت کی پہلی صدی ہے
جو عہدِ بہاراں کا مُژدہ بنی ہے
بِنائے خلافت اِسی میں پڑی ہے
اِسی میں ہی پُھولی اِسی میں پھلی ہے
ہر اِک شاخ میووں سے اِس کی لدی ہے
بہت شادماں آج ہر احمدی ہے

خلافت جو ہم کو خدا سے ملی ہے
صدی دوسری میں قدم رکھ رہی ہے
نویدِ سَحَر جس کے رُخ پہ لِکھی ہے
یہ گُلزار مِلّت کی ایسی کلی ہے
جَلَو میں لئے جو بہار آرہی ہے

یہ فیضانِ نعمت کی جاری صدی ہے
بہت ہی مبارک یہ ساری صدی ہے
خوشی کا ہے موقع خوشی کی گھڑی ہے
خوشی کے ہیں آنسو خوشی کی جھڑی ہے
دلوں میں خوشی سے بہار آگئی ہے
جہاں بھر میں مسرور ہر گھڑی ہے

خلافت کی نعمت عطا جس نے کی ہے
اُسی کے تشکّر کی یہ جوبلی ہے

(مقصودالحق۔ لندن)

## ثنائے خلافت

کروں کیا بیاں مَیں ثنائے خلافت
کہ خود مدح خواں ہے خدائے خلافت
یہ مُردہ دِلوں کو بھی مہکا گئی ہے
گئی ہے جدھر بھی ہوائے خلافت
مسلماں اکٹھے ہوں اِک ہاتھ پر پھر
یہ ممکن نہیں ہے سوائے خلافت
خزانے سدا علم و عرفاں کے بانٹے
ہر اِک کو معلم بنائے خلافت
ہمیشہ خلافت سے رکھیں محبت
ہمیشہ رہیں با وفائے خلافت
ہر اِک دکھ میں تکلیف بانٹے ہماری
ہر اک درد میں کام آئے خلافت
کبھی پیار سے آنسو پونچھے ہمارے
کبھی اشک اپنے بہائے خلافت
جو باطل مقابل کبھی حق کے آئے
تو کیا کیا کرشمے دکھائے خلافت
بظاہر خلافت سے ہیں جو گریزاں
ہے ان کی بھی خواہش کہ آئے خلافت
دعائیں ہمیشہ رہیں اپنی جاری
برائے خلیفہ ، برائے خلافت

(ڈاکٹر وسیم احمد طاہر۔Heidelberg)

خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے

# خلافت احمدیہ اور عالمگیر غلبۂ اسلام

بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور جس میں خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی اِنحراف نہ کیا جائے

مکرم فرید احمد نوید صاحب۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

10 ہجری میں جب ایک مختصر علالت کے بعد حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو یہ خبر سن کر حضرت عمرؓ فاروق غم کے مارے بے حال ہوگئے۔ آپ نے میان سے تلوار نکال لی اور یہ اعلان کیا کہ جو یہ کہے گا کہ محمد ﷺ فوت ہوگئے ہیں میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ اس موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، حضرت رسولِ کریمؐ کے چہرہ مبارک سے کپڑا اہٹایا، آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا:

''لوگو! سن لو جو محمدؐ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ محمدؐ فوت ہوگئے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا جان لے کہ اللہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا''۔

اس کے بعد آپ نے سورۃ آل عمران کی ان آیات کی تلاوت فرمائی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُول قَد خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسل– اَفَائِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُم–

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ''جب میں نے یہ آیت سنی تو میرے پاؤں لڑکھڑا گئے۔ میں زمین پر گر گیا اور سمجھ گیا کہ واقعی حضور ﷺ وفات پاگئے ہیں''۔

حضرت رسول کریمؐ کی وفات کے بعد مسلمانوں کے سامنے جانشینی اور خلافت کا مسئلہ آیا۔ بہت سی آراء سامنے آئیں تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ ''یہ عمرؓ اور ابوعبیدہؓ ہیں ان میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرلو''۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم آپ کی بیعت کریں گے آپ ہم میں سب سے بہتر اور ہمارے سردار ہیں۔ آپ نبی اکرمؐ کو ہم سے زیادہ محبوب تھے اور یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے ابوبکرؓ کا ہاتھ تھام لیا اور آپ کی بیعت کرلی۔ سب موجود لوگوں نے بھی حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کرلی۔ یوں رسول کریم ﷺ کی پیش گوئیوں کے مطابق خلافت راشدہ خوف کو امن میں بدلنے کے لئے ظاہر ہوئی۔ دین کی روشنی کو اکناف عالم تک پہنچانے کے لئے ایک روشن مینار کی صورت میں سامنے آئی۔ ہر قسم کے خوف دور ہوئے اور امت مسلمہ نے امن، سکون، اطمینان اور ترقیات کا ایک ایسا راستہ دیکھا جو خلافت راشدہ کے بعد دوبارہ نصیب نہ ہوسکا۔

## تاریخ خود کو دہراتی ہے

آج بھی تاریخ خود کو دہرا رہی تھی۔ ایک مرتبہ پھر دل یہ تسلیم کرنے کو تیار ہی نہ تھے کہ محبوب حقیقی کے بلاوے پر ان کا محبوب انہیں چھوڑ کر جا چکا ہے۔ 26 مئی 1908 کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات کا یہ دن آپ کے ماننے والوں کے لئے ایک زلزلہ سے کم نہ تھا۔ گو حضور کئی سال سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی خبروں سے اپنے احباب کو آگاہ کر رہے تھے اور 1905 میں رسالہ الوصیت میں بڑی وضاحت سے اپنی وفات اور نظام خلافت کے قیام کی خبر دے چکے تھے لیکن جان سے پیارے وجودوں سے جدائی کا تصور کرنا محال ہوا ہی کرتا ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں بڑی وضاحت سے تحریر فرمایا تھا کہ:

''سواے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا''

(الوصیت روحانی خزائن - جلد نمبر 20 صفحہ 306-305)

چنانچہ یہ جدائی کا دن آیا اور ایک نہایت کٹھن دن کے طور پر طلوع

ہوا۔جیسا کہ حضرت مولوی عبدالرحیمؓ نیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ

''حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے وقت لوگوں کے ہوش وحواس پر اثر تھا اور جماعت احمدیہ کو بے انتہا صدمہ تھا لیکن جو شخص اس وقت صبر ووقار سے کام لے کر جماعت کی تسکین کا باعث تھا وہ حضرت مولانا حافظ نورالدین رضی اللہ عنہ تھے''(تاریخ احمدیت جلد نمبر 3 صفحہ 178)

جب جماعت کے سرکردہ احباب کی طرف سے آپ سے خلافت کی ذمہ داری اٹھانے کے لئے درخواست کی گئی تو آپ نے فرمایا

''حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں۔۔۔۔اس وقت مردوں عورتوں، بچوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں۔اور اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں سے کسی کی بیعت کرلو۔''

(تاریخ احمدیت جلد نمبر 3 صفحہ189)

لیکن جماعت کے اصرار پر کہ آپ ہی اس ذمہ داری کو اٹھائیے۔آپ نے جماعت کی وحدت، دین کی سربلندی اور نبوت کے کام کو آگے جاری رکھنے کے لئے اس منصب کو قبول فرمالیا۔اور پھر دنیا نے دیکھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تجلی سے آپ کو سرفراز فرمایا تو آپ ایک ایسے جری پہلوان کی طرح کھڑے ہوئے جسے اللہ تعالیٰ کے فضل کی بناء پر اپنی کامیابی پر پورا بھروسہ تھا۔ آپ نے جماعت کی امامت سنبھالی اور خلافت احمدیہ کے امین اور محافظ کے طور پر پوری جرأت اور بہادری سے اپنے فرائض ادا کئے۔

## خلافت کیوں ضروری تھی

اس مضمون کو سمجھنا بہت ہی ضروری ہے کہ خلافت کی کیا اہمیت اور ضرورت تھی، اور کیوں انبیاء کے بعد اس نظام کا قائم ہونا ضروری ہوا کرتا ہے کیونکہ اسی مضمون کو درست طور پر نہ سمجھنے کے سبب بہت سے لوگ ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔اس بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔.....اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واعلیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے۔سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔''

(شہادت القرآن روحانی خزائن جلد6 صفحہ353)

یہ وہ اصولی ہدایت تھی جسے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات کے موقعہ پر تمام جماعت نے سمجھا، بالاتفاق تسلیم بھی کیا اور یک جان ہوکر خلافت اولیٰ کے فرمانبرداروں میں شامل ہوگئے۔یہ ایک حیرت انگیز امر ہے کہ وہ لوگ بھی جو بعد میں خلافت کی ضرورت کے انکاری ہوگئے اس موقعہ پر انہوں نے بھی آپ کی خلافت کو نہ صرف قبول کیا بلکہ چھ سال تک اپنی گردنیں اس آسمانی نظام کے سامنے جھکائے رکھیں۔اور یہی وہ بنیادی دلیل تھی جسے بعد ازاں حضرت مصلح موعودؓ نے منکرین خلافت کے سامنے بارہا پیش کیا لیکن کوئی اس بارے میں جواب نہ دے سکا۔خلافت احمدیہ کو قبول کرنا اور اس کی ضرورت کو تسلیم کرنا وہ پہلا اجماع تھا جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی جماعت نے یکجان ہوکر کیا اور جسے اللہ تعالیٰ نے بھی ایسی قبولیت دی کہ آج 105 سال بعد ہم جانتے ہیں کہ خلافت کے بغیر جماعت کی کوئی اہمیت ہو ہی نہیں سکتی تھی۔وہ لوگ جنہوں نے اس اصول کو مان کر پھر اس کا انکار کردیا، اس پیوند وفا کو جوڑ کر کاٹ دیا آج دنیا میں ان کی کوئی بھی عزت وتکریم اور اہمیت باقی نہیں رہی۔خلافت کا انکار کرکے انجمن کو بالادست قرار دینے والے لوگ جب ٹوٹ کر اس آسمانی نظام سے الگ ہوئے تو بکھر کر رہ گئے۔نہ دنیا نے انہیں تسلیم کیا اور نہ خود وہ اپنی نظروں میں ہی معتبر رہے۔

چنانچہ ان کے اخبار ''پیغام صلح'' (9 مئی 1973ء) نے اپنے اداریہ میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ اعتراف کیا:

''ہماری اس جماعت احمدیہ لاہور کا وجود پاکستان میں نہ ہونے کے برابر ہے۔''

اس اخبار نے دوبارہ 25 مئی 1977ء کے اداریہ نوٹ میں انجمن اشاعت اسلام لاہور کی حالت زار کا نقشہ درج ذیل الفاظ میں کھینچا۔

''ہمیں اپنے ہر شعبۂ زندگی میں یہی نظر آتا ہے کہ ہم نے دین کو دنیا پر نہیں دنیا کو دین پر مقدم رکھا ہے.....مامورِ وقت نے اپنے نور بصیرت سے انجمن اراکین کی نسبت اسی لئے فرمایا تھا کہ جب انجمن کے اراکین یہ دیکھیں کہ اس کے کسی رکن کے دل میں دنیا کی ملونی ہے تو انجمن کا فرض ہوگا کہ اسے نکال دے کیونکہ ایسا شخص دنیا کا ذلیل ترین کیڑا ہوتا ہے جو اندر ہی اندر جماعت کو کھوکھلا کردیتا ہے۔ہمارے سارے مسائل اور الجھنوں کی وجہ یہی ہے کہ ہم اپنے اس راستہ سے بھٹک گئے ہیں جس پر حضرت مسیح موعودؑ ہمیں ڈال گئے ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو پس پشت ڈال کر اپنے لئے نئے راستے تلاش کرنے شروع کردیئے ہیں۔بیرونی سیاست گری نے ہمارے معاملات میں مداخلت شروع کردی ہے ہم سب کچھ اپنی آنکھ کے سامنے ہوتا دیکھ کر بھی اسے روکنے کی جرأت سے محروم ہیں جو مصلحتیں پہلے بگاڑ پیدا کرچکی ہیں وہ اب بھی ہمارے مدنظر ہیں ہم شرافت کے پردے میں بزدلی کا شکار ہیں۔قول سدید سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں اگر ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں تو ہمیں حضرت مسیح موعودؑ سے کئے گئے اس عہد کی طرف ''میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا'' واپس لوٹنا ہوگا اور آپ کی وصیت کو سینے سے لگا کر دنیا کی ملونی کو باہر نکال پھینکنا ہوگا۔''

(پیغام صلح لاہور 18/25 مئی 1977ء صفحہ4،بحوالہ تاریخ احمدیت جلد نمبر19 صفحہ204)

1983ء میں ایک غیر مبائع خواجہ محمد نصیر اللہ صاحب ممبر مجلس معتمدین سیکرٹری جماعت راولپنڈی نے ایک ٹریکٹ میں اپنے امیر کی خفیہ پالیسی پر زبردست تنقید کرتے ہوئے لکھا۔

''ہم علمی سطح پہ دوسری جماعتوں سے مار کھا چکے ہیں ہمارے ہاں علمائے دین کا فقدان ہے اہل قلم ناپید ہیں۔فصاحت وبلاغت اور حسن خطاب کی رمق تک باقی

نہیں رہی زمانہ تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور نئے سے نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں ان پر بولنے والا اور لکھنے والا ہمارے ہاں کوئی دکھائی نہیں دیتا وہی آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے کی باتیں بے ڈھنگے پن سے بار بار بیان کی جاتی ہیں اور سمجھا جاتا ہے کہ ہم نے قلعے سر کر لئے ہیں پھر انفرادی اور اجتماعی صورت میں جماعت کی عملی حالت ہمارے تنزل اور انحطاط کی دھائی دے رہی ہے۔''

(مجلس معتمدین سے جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے خطاب پر ایک نظر'' صفحہ11و 13بحوالہ تاریخ احمدیت جلد نمبر19صفحہ205)

صاف نظر آتا ہے کہ وہ مامور جس نے اس دور میں اسلام کی عالمگیر فتوحات لے کر آنا تھا یہ لوگ اسکی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ تو کرتے رہے لیکن خلافت احمدیہ سے تعلق توڑ کر درحقیقت یہ اس آسمانی سلسلہ سے تعلق توڑ چکے جس کے ساتھ فتوحات اور ترقیات کے وعدے کئے گئے تھے۔

## عالمی ترقیات اور فتوحات کے وعدے

اگر ہم حضورؑ کی تحریرات دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پیغام کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کا ذمہ لیا تھا اور آج خلافت احمدیہ کے ذریعہ سے یہ وعدے پورے بھی ہوتے چلے جا رہے ہیں اور زمانے بھر کی دشمنی اور مخالفت کے باوجود یہ پیغام پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''اگر یہ علماء موجود نہ ہوتے تو اب تک تمام باشندے اس ملک کے جو مسلمان کہلاتے ہیں مجھے قبول کر لیتے۔ پس تمام منکروں کا گناہ ان لوگوں کی گردن پر ہے۔ یہ لوگ راستبازی کے محل میں نہ آپ داخل ہوتے ہیں نہ کم فہم لوگوں کو داخل ہونے دیتے ہیں۔ کیا کیا مکر ہیں جو کر رہے ہیں اور کیا کیا منصوبے ہیں جو اندر ہی اندر اُن کے گھروں میں ہو رہے ہیں۔ مگر کیا وہ خدا پر غالب آجائیں گے اور کیا وہ اُس قادر مطلق کے ارادہ کو روک دیں گے جو تمام نبیوں کی زبانی ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ اس ملک کے شریر امیروں اور بدقسمت دولتمند دنیاداروں پر بھروسا رکھتے ہیں مگر خدا کی نظر میں وہ کیا ہیں۔ صرف ایک مرے ہوئے کیڑے۔

اے تمام لوگو سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔'' (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ66)

یہ غلبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا جا رہا ہے اور خلافت احمدیہ کے زیر سایہ جماعت احمدیہ ملکوں ملک اسلام کا حقیقی پیغام پہنچا کر ان کے دلوں کو فتح کرتی چلی جا رہی ہے۔ اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ منکرین خلافت کا انحطاط اس بدقسمت سوچ کا نتیجہ تھا کہ وہ خلافت کی آسمانی ڈھال کے بغیر بھی اپنے معرکوں میں کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں۔ وہ برکات خلافت کی رداء اوڑھے بغیر بھی دشمن کے حملوں کو روک سکتے ہیں۔ وہ خلیفہ وقت کی راہنمائی کے بغیر بھی راستہ تلاش کر سکتے ہیں۔ لیکن وقت نے بتا دیا کہ وہ غلطی پر تھے اور اب دین کی سربلندی اور عالمگیر ترقی خلافت احمدیہ کے ساتھ ہی وابستہ کی جا چکی ہے۔ گو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی حیات میں ہی بعض بدقسمت ذہن باوجود آپ کی بیعت کرنے کے اس نہج پر چل پڑے تھے لیکن حضور نے بڑی شوکت کے ساتھ ایسی ہر سوچ کو کچل کر رکھ دیا۔ اور یہ سمجھا دیا کہ اگر تم نے بیعت کر لی ہے تو پھر اس کے تقاضے بھی پورے کرنا ہوں گے۔ اپنی پہلی تقریر میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

''اگر تم میری بیعت کرنا ہی چاہتے ہو تو سن لو بیعت بک جانے کا نام ہے''

نیز بعد ازاں ایک موقعہ پر فرمایا

''کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھانا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّا بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور مَیں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور جس میں خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی اِنحراف نہ کیا جائے''۔ (تاریخ احمدیت جلد نمبر3 صفحہ262)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 11 مئی 2003ء کو احباب جماعت کے نام ایک خصوصی پیغام میں فرمایا:۔

''قدرتِ ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے''

(الفضل انٹرنیشنل 23تا30مئی 2003۔صفحہ1)

## خلیفہ خدا بناتا ہے

قرآن کریم کی واضح تصریح کے مطابق خلافت کی نعمت عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک فضل ہے اور خلیفہ بنانا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ جیسے نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی جاتی ہے ویسے ہی خلافت بھی اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے۔ گو اس کے لئے بسا اوقات وہ بندوں کی کوششوں اور حالتوں کو بھی دیکھتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے

لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ،ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں''۔ (سورۃ النور)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''صوفیاء نے لکھا کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔''

(ملفوظات جلد5صفحہ524.525)

اسی مضمون کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس طرح بیان فرمایا:

''خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدمؑ کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (البقرۃ31:) اس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مُفْسِدُ فِی الارض مُسْفِکُ الدم ہے۔ مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا؟ تم قرآنِ مجید پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کیلئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہہ دوں لگا کہ آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے اور اگر وہ ابٰی کو اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اسے اُسْجُدُوا لآدم کی طرف لے آئے گی اور اگر ابلیس ہے تو وہ اس دربار سے نکل جائے گا۔''

(تقریر16-17جون بمقام احمدیہ بلڈنگ لاہور از ماہنامہ انصار اللہ خلیفۃ المسیح الاول نمبر ص13)

جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مصلح موعودؓ اسی مضمون کو سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کو مقرر کردہ ہوتا ہے۔۔۔۔اور درحقیقت قرآن شریف کو غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ ہر قسم کے خلفاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ انہیں ہم بناتے ہیں۔۔۔۔اب کون ہے جو مجھے خلافت سے معزول کر سکے۔ خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور خدا تعالیٰ اپنے اِنتخاب میں غلطی نہیں کرتا۔ اگر سب دنیا مجھے مان لے تو میری خلافت بڑی نہیں ہو سکتی اور اگر سب کے سب خدانخواستہ مجھے ترک کر دیں تو بھی خلافت میں فرق نہیں آسکتا۔ جیسے نبی اکیلا بھی نبی ہوتا ہے اِسی طرح خلیفہ اکیلا بھی خلیفہ ہوتا ہے۔ پس مبارک ہے وہ جو خدا کے فیصلہ کو قبول کرے۔'' (کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے، انوار العلوم جلد2 صفحہ11-18)

## خلافت احمدیہ دائمی ہے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''سواے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔'' (الوصیت روحانی خزائن۔ جلد نمبر20 صفحہ306-305)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اب آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت بلوغت کے مقام پر پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں۔ اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشو ونما پاتی رہے گی جس شان سے اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدے فرمائے ہیں''۔ (الفضل 28/جون 1982ء)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد سلسلۂ خلافت کو ہمیشہ کیلئے قرار دیا ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے۔ اب میں اس طرف آتا ہوں، وہ تو ضمنی باتیں تھیں کہ خلافت جماعت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رہنی ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اسے کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جب یہ دور ختم ہوگا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ اسے بھی اٹھا لے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے۔

اور یہ جو دوبارہ قائم ہونی تھی یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی تھی۔ پس یہ خاموش ہونا بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے بعد جو سلسلۂ خلافت شروع ہونا ہے یا ہونا تھا، دائمی ہے اور یہ الٰہی تقدیر ہے اور الٰہی تقدیر کو بدلنے پر کوئی فتنہ پرداز بلکہ کوئی شخص بھی قدرت نہیں رکھتا۔ یہ قدرت ثانیہ یا خلافت کا نظام اب انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہنا ہے اور اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے زمانہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر یہ مطلب لیا جائے کہ وہ 30 سال تھی تو وہ 30 سالہ دور آپؐ کی پیشگوئی کے مطابق تھا اور یہ دائمی دور بھی آپؐ ہی کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27/مئی 2005ء - الفضل انٹرنیشنل 10تا16جون2005ء)

## اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے

آج کی اس مادہ پرست دنیا میں ایسے تعلقات بہت کم میسر آتے ہیں جو سچے جذبوں پر مشتمل ہوں، جہاں خلوص کی قیمت ہر ایک چیز سے زیادہ ہو۔ جہاں ایسی بے لوث اور بے غرض محبت میسر ہو جیسی ایک ماں اپنے بچے سے کرتی ہے۔ لیکن خلافت احمدیہ کی بدولت ہم اپنی زندگی میں ایک ایسا وجود ہمیشہ پاتے ہیں جو ہمارے لئے کڑی دھوپ میں ایک شجر سایہ دار کی طرح ہوتا ہے۔ ہر مشکل، پریشانی، مصیبت اور ابتلاء کے وقت ہمیں سنبھالتا اور سہارا دیتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

''کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے؟ کوئی بھی فرق نہیں! لیکن نہیں!! ایک بہت بڑا فرق بھی ہے!!! اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے مگر ان کے لئے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولا کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے'' (برکات خلافت، انوار العلوم جلد دوم صفحہ 158)

اور معاملہ صرف ذاتی محبت اور سہارے کا ہی نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اب اسلام کی ہر ایک ترقی اور دین کی حقیقی خدمت صرف خلافت کے زیر سایہ رہ کر ہی کی جاسکتی ہے۔ کوئی لاکھ دین کی خدمت اور حمایت کا دعویٰ کرے یہ ایک اٹل تقدیر ہے کہ خلافت کی طاقت کے بغیر مسلمانوں کی کوئی بھی اہمیت اور طاقت باقی نہیں رہتی۔ یہ وہ آخری فیصلہ ہے جسے کوئی بدل نہیں سکتا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

''اس آیت میں مسلمانوں کی قسمت کا آخری فیصلہ کیا گیا ہے اور ان سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر وہ خلافت کے قائل رہے اور اس غرض کے لئے مناسب کوشش اور جدوجہد بھی کرتے رہے تو جس طرح پہلی قوموں میں خدا تعالیٰ نے خلافت قائم کی ہے اسی طرح ان کے اندر بھی خدا تعالیٰ خلافت کو قائم کردے گا اور خلافت کے ذریعہ سے ان کو ان کے دین پر قائم فرمائے گا جو خدا نے انکے لئے پسند کیا ہے اور اس دین کی جڑیں مضبوط کردے گا اور خوف کے بعد امن کی حالت ان پر لے آئے گا۔'' (تفسیر کبیر جلد ششم، تفسیر سورۃ النور، صفحہ 367)

پس اس نعمت کی ہم میں سے ہر ایک کو بہت قدر کرنی چاہئے اس الٰہی نظام کے ساتھ اپنے تعلق کو ہمیشہ مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جانا چاہئے۔ کیونکہ اسلام کی ترقیات کا جو راستہ اور ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقرر فرمایا ہے اس کو اختیار کئے بغیر ہم کبھی بھی کامیابی اور کامرانی حاصل نہیں کرسکتے۔ یہ وہ سب سے اہم اور انتہائی ضروری امر ہے جس پر ہمیشہ ہماری نظر رہنی چاہئے اور یہ وہ سب سے قیمتی سرمایہ ہے جسے ہمیشہ نسلاً بعد نسل ہمیں اپنے سینوں سے لگا کر اس کی حفاظت کرتے چلے جانا ہے۔ بلکہ اسلام کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے والے حضرت سعدؓ بن ربیع الانصاری کی طرح اپنی نسلوں اور اپنی قوموں کو بھی یہ پیغام دے کر جانا ہے کہ جب تک ہم زندہ رہے ہم نے اپنے عہدوں کی حفاظت کی پس ہماری موت کے بعد تم اس ذمہ داری کو اٹھانا اور اس میں کوئی کمزوری یا کوتاہی نہ دکھانا۔ خلافت احمدیہ کے جانثار بن کر ہمیں بھی وفاداری اور بہادری کے ویسے ہی نظارے دنیا کے سامنے پیش کرنا ہیں جیسے حضرت مصعبؓ بن عمیر نے جنگ احد میں دکھائے تھے۔ ان کے ہاتھ میں مسلمانوں کا علم تھا۔ ایک دشمن نے حملہ کر کے ان کا وہ ہاتھ کاٹ دیا جس سے وہ علم سنبھال رہے تھے۔ حضرت مصعبؓ نے اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کی پرواہ کئے بغیر جھنڈا دوسرے ہاتھ سے تھام لیا۔ دشمن نے پھر حملہ کیا اور ان کا دوسرا بازو بھی کٹ گیا۔ اب کی بار حضرت مصعبؓ نے اپنے کٹے ہوئے بازوؤں کی مدد سے جھنڈے کو اپنے سینے سے سہارا دیا اور اس وقت تک تھامے رکھا جب تک ایک اور مسلمان سپاہی نے اسے نہ سنبھال لیا۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر شہید ہوگئے لیکن اس عہد کو توڑنا گوارا نہ کیا جو انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کیا تھا۔ آخری سانس تک انہوں نے حبل اللہ اور عہد بیعت کے کڑے کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔ آج ہمارے ہاتھوں میں بھی خلافت احمدیہ سے وفا اور عہد بیعت کا کڑا ہے۔ یہ کڑا تو تا قیامت قائم رہنے والا ہے اور کبھی بھی نہیں ٹوٹے گا لیکن ہمیں اپنا جائزہ ضرور لینا چاہئے تا کہ ہم اس نعمت کی قدر کرنے والے اور ہمیشہ اس کے اہل قرار پاتے چلے جائیں۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادی کامل ﷺ کی امت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعودؑ اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، ایک نظام خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ اگر ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔ اس لئے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو۔ کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقاء نہیں۔'' (خطبات مسرور جلد 1۔ صفحہ 257-256)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔

کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں؟

# علم کی فضیلت واہمیت اور اس کے آداب

اللّٰہ کے بندوں میں سے اُس سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں

مکرم ظہیر احمد طاہر صاحب۔ قائد اشاعت مجلس انصاراللہ جرمنی

علم کیا ہے؟ علم ایک نور ہے جو جہالت کی تاریکیوں کو دور کر کے انسان کو بصیرت عطا کرتا ہے۔ علم سے انسان کی خوابیدہ قوتیں روشن ہوتی ہیں اور اس کے صحیح استعمال سے معرفت الٰہی میں ترقی ہوتی ہے۔ اصل علم خدا تعالیٰ کی معرفت کا حاصل کرنا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''علم کی یہ تعریف ہے کہ ایک یقینی معرفت عطا کرے۔'' (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 433) مثال کے طور پر اگر کوئی پڑھا لکھا اور نامور انسان اپنے دنیاوی علم کے ہوتے ہوئے بھی بتوں کے آگے سجدہ ریز ہو یا کسی اور کو خدا کا شریک ٹھہرائے تو وہ حقیقی علم سے بے بہرہ اور جاہل ہی کہلائے گا۔ پس حقیقی علم سے مراد خدا تعالیٰ کی معرفت، اُس کا خوف اور خشیت ہے اور جوں جوں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور معرفت بڑھتی جاتی ہے انسان اُس کا مطیع وفرمانبردار ہوتا جائے گا اور پھر بدیوں سے رکنے اور نیک اعمال بجالانے کی کوشش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:29)

''یقیناً اللہ کے بندوں میں سے اُس سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''علم کی اصل غرض کیا ہے؟ خشیت اللہ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:29) علم پڑھو اس غرض کے لئے کہ لوگوں کو خشیت اللہ سکھاؤ۔ مگر علم کی اصل غرض خشیت، تہذیب النفس تو مفقود ہو گئی۔ ادھر کتابوں کے حواشی پڑھنے میں سارا وقت خرچ کیا جا رہا ہے مگر ان کتابوں کے مضمون کا نفس پر اثر ہو، اس کی ضرورت نہیں۔'' (خطبات نور صفحہ 377)

علم کی مثال اُس خزانے کی سی ہے جو انتہائی محفوظ ہاتھوں میں ہو۔ نہ تو چور کوئی اسے چُرا سکتا ہے، نہ کوئی آندھی وطوفان یا سیلاب اسے بہالے جا سکتا ہے، نہ آگ اسے جلا سکتی ہے اور نہ ہی اُس کے گم ہو جانے یا ضائع ہو جانے کا ڈر ہوتا ہے۔ بلکہ اُسے جتنا زیادہ خرچ کیا جائے یہ اُسی قدر بڑھتا ہے اور اس میں ایک ذرہ برابر کمی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں علم رکھنے والوں اور علم سے بے بہرہ لوگوں کی مثال بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (الزمر:10)

''تو پوچھ کہ کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں؟ یقیناً عقل والے ہی نصیحت پکڑتے ہیں۔''

نیز علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (المجادلۃ:12)

''اللہ ان لوگوں کے درجات بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور خصوصاً انکے جن کو علم عطا کیا گیا ہے۔''

حضرت ابوالدرداؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستہ پر گامزن ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور فرشتے طالب علم کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ (جامع ترمذی کتاب العلم باب فی فضل الفقہ حدیث نمبر 3606)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے اور دیکھا کہ مسجد میں دو حلقے بنے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگ تلاوت قرآن کریم اور دعائیں کر رہے ہیں اور کچھ لوگ پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں گروہ نیک کام میں مصروف ہیں۔ یہ قرآن پڑھ رہا ہے اور دعائیں

مانگ رہا ہے اور اللہ چاہے تو انہیں دے اور چاہے تو نہ دے یعنی ان کی دعائیں قبول کرے یا نہ کرے اور دوسرا گروہ پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہے ۔فرمایا: خدا تعالیٰ نے مجھے معلم اور استاد بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ پڑھنے پڑھانے والوں میں جا کے بیٹھ گئے۔

(سنن ابن ماجه كتاب الايمان باب فضل العلماء والحث على طلب العلم)

تو آنحضور ﷺ نے علم حاصل کرنے والوں کو یہ مقام دیا ہے لیکن یہاں بھی واضح ہو جو پڑھنے پڑھانے والے تھے وہ بھی تقویٰ پر قائم رہنے والے تھے اور ایمان لانے والوں کا گروہ ہی تھا۔ آپؐ کی گہری نظر نے یہ دیکھ لیا کہ پڑھنے پڑھانے والے بھی نیکیوں پر قائم رہنے والے ہیں، تقویٰ پر چلنے والے ہیں اور تقویٰ کے ساتھ پھر غور فکر اور تدبر سے علم سیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں اس لئے آپؐ ان میں بیٹھ گئے۔

ایک اور جگہ روایت ہے کہ اصل میں علم وہی ہے جس کے ساتھ تقویٰ ہو۔ تو اس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ کبھی کسی قسم کا علم بھی تقویٰ سے دور لے جانے والا نہ ہو۔ علم وہی ہے جو تقویٰ کے قریب ترین ہو اور تقویٰ کی طرف لے جانے والا ہو، خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والا ہو۔''

(الفضل انٹرنیشنل 2/جولائی 2004ء صفحہ 6-7)

علم ایسا بے کنار سمندر ہے جس میں انسان جتنا بھی چاہے تیرتا چلا جائے اُس کے کنارے کو نہیں پا سکتا اور اس سمندر سے جتنا چاہے حاصل کر لے لیکن اُس کی خزانے کبھی کم نہیں ہوتے بلکہ تحصیل علم کے لئے جتنی زیادہ جستجو اور کوشش کرے گا اُس کی طلب اور بڑھے گی اور اُس کی فطرت ہمیشہ یہ پکارتی رہے گی کہ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا . نبی کریم ﷺ نے ایسے علم کو جو انسان کی وفات کے بعد بھی لوگوں کو فائدہ دے صدقہ جاریہ قرار دیا ہے آپؐ فرماتے ہیں:۔

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ

(صحيح مسلم ، بَاب مَا يَلْحَقُ الْاِنْسَانَ مِنَ الثَّوَابِ بَعْدَ وَفَاتِهِ)

جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل اس سے منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے۔ صدقہ جاریہ کے یا ایسے علم کے جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا نیک اولاد کے جو اس کے لئے دعا کرے۔

قرآن کریم کی ایک اور آیت کریمہ میں اہل علم کی فضیلت ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے:۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ

(اٰل عمرٰن:19)

''اللہ انصاف پر قائم رہتے ہوئے شہادت دیتا ہے کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور فرشتے بھی اور اہلِ علم بھی (یہی شہادت دیتے ہیں)۔''

علم و حکمت عطا کرنا خالصتاً اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے علم و حکمت میں ممتاز اور بلند کر دیتا ہے۔ اس لئے اس خیر کثیر کے عطا ہونے کے لئے اُسی کے حضور میں درخواست اور دعا کرتے رہنا چاہئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (البقرة:270)

''وہ جسے چاہے حکمت عطا کرتا ہے۔ اور جو بھی حکمت دیا جائے تو یقیناً وہ خیرِ کثیر دیا گیا۔''

حضرت رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ:۔

مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللّٰهُ

(صحيح مسلم، كتاب الزكاة،بَاب النَّهْيِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ)

''اللہ جس شخص سے بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کا گہرا فہم عطا فرماتا ہے اور میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور عطا کرنے والا ہوں۔''

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا نے تو علم اور حکمت کی طرف آپ ہی رغبت دے دی ہے۔ دیکھو اس آیت میں علم اور حکمت کی کیسی تاکید ہے يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا یعنے خدا جس کو چاہتا ہے حکمت عنایت کرتا ہے اور جس کو حکمت دی گئی اس کو بہت سا مال دیا گیا اور پھر فرمایا ہے۔ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّالَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (البقرة: 152) یعنے رسولؐ تم کو کتاب اور حکمت اور وہ تمام حقائق اور معارف سکھاتا ہے جن کا خود بخود معلوم کر لینا تمہارے لئے ممکن نہ تھا۔ اور پھر فرمایا ہے۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:29) یعنے خدا سے وہی لوگ ڈرتے ہیں جو اہل علم ہیں۔ اور پھر فرماتا ہے قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (طٰہٰ:115) دعا کر کہ خدایا مجھے مراتب علمیہ میں ترقی بخش ۔اور پھر فرماتا ہے۔ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا (بنی اسرائیل: 73) یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا رہا اور علم الٰہی میں بصیرت پیدا نہ کی وہ اُس دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اندھوں سے بدتر ہوگا اور پھر یہ دعا سکھاتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحة: 6-7) یعنے اے باری تعالیٰ ہم پر وہ صراط مستقیم ظاہر کر جو تو نے اُن تمام اہل کمال لوگوں پر ظاہر کیا جن پر تیرا فضل اور کرم تھا چونکہ اہل کمال لوگوں کا صراط مستقیم یہی ہے کہ وہ علیٰ وجہ البصیرت حقائق کو معلوم کرتے ہیں نہ اندھوں کی طرح۔ پس اس دعا کا ماحصل تو یہی ہوا کہ خداوندا وہ تمام علوم حقہ اور معارف صحیحہ اور اسرارِ عمیقہ اور حقائقِ دقیقہ جو دنیا کے تمام اہلِ کمال لوگوں کو متفرق طور پر وقتاً فوقتاً تو عنایت کرتا رہا ہے اب وہ سب ہم میں جمع کر۔ سو دیکھئے کہ اس دعا میں بھی علم اور حکمت ہی خدا سے چاہی ہے اور وہ علم مانگا ہے جو تمام دنیا میں متفرق تھا۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ،روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 498-505)

گویا حقیقی بھلائی اور نیکی کا وہی وارث ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ دین کی سمجھ عطا کرتا ہے اور اُسے علم اور نورِ فراست عطا فرماتا ہے پس اصل علم وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اعتراض کیا جاتا ہے کہ جب آدم کو پہلے تعلیم دی گئی تو پھر فرشتوں پر فوقیت کیا ہوئی۔ نادانوں نے یہ نہیں سمجھا کہ ثابت صرف یہ کرنا تھا کہ اللہ جسے علم دیتا ہے اس کو آتا ہے۔ چنانچہ اس نے آدم کو پڑھا دیا۔ اسے جامع علوم (ذوات الاشیاء) بنا دیا اور فرشتوں کو اس ڈھب کا نہ بنایا۔'' (خطبات نور صفحہ 360)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا (الکھف:110)

''کہہ دے کہ اگر سمندر میرے ربّ کے کلمات کے لئے روشنائی بن جائیں تو سمندر ضرور ختم ہو جائیں گے پیشتر اس کے کہ میرے ربّ کے کلمات ختم ہوں خواہ ہم بطور مدد اس جیسے اور (سمندر) لے آئیں۔''

علم ایسا بحرِ بے کنار ہے جس کی گہرائی اور گیرائی کو ماپا نہیں جا سکتا ہے اور جس میں جتنا زیادہ غوطہ زن ہوا جائے وہ اتنا ہی بڑھتا ہے اور اُس میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوتی۔ جب خدا تعالیٰ علم کے ذریعہ کسی کو خیرِ کثیر کے عطا فرما دے تو انسان کے اندر موجود زہر کی کثافتیں دور ہو کر اُس کی خوابیدہ صلاحیتوں میں نکھار پیدا ہو جاتا ہے۔ تب وہ اس علم کی بدولت معرفت الٰہی کے جام پیتا اور صرف اُسی سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (بنیٓ اسرآءیل:86)

''اور تمہیں معمولی علم کے سوا کچھ نہیں دیا گیا۔''

انسان ایک حقیر اور شے لامحض ہے جو اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل و احسان سے اس قابل ہوتا ہے کہ علم و حکمت اور معرفت میں ترقی کرے۔ اگر خدا تعالیٰ کا فضل درمیان سے اُٹھ جائے تو اس کی کچھ بھی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ اس لئے کبھی بھی اپنے علم پر گھمنڈ اور ناز نہیں کرنا چاہئے بلکہ عاجزی و انکساری دکھاتے ہوئے خدا تعالیٰ کی طرف عطا ہونے والے علم کو مثبت رنگ میں استعمال کر کے ایک نفع رساں وجود بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ اصل بات تو یہ ہے کہ:

وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ (یوسف:77)

''اور ہر علم رکھنے والے سے برتر ایک صاحبِ علم ہے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

''اصل بات یہ ہے کہ انسان بڑا کمزور، ناتواں اور سست ہے۔ علم حقیقی سے بہت دور ہے۔ آہستگی سے ترقی کر سکتا ہے۔ ہم تم تو چیز ہی کیا ہیں؟ اس عظیم الشان انسان، علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام، کی بھی یہ دعا تھی رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (طٰہٰ:115) تو جب خاتم الانبیاء افضل البشر کو بھی علمی ترقی کی ضرورت ہے جو اَتْقٰى النَّاس. اَخْشَى النَّاسِ. اَعْلَمُ النَّاسِ ہیں اور ان کے متعلق اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (الرحمن :2-3) وارد ہو جانے کے باوجود بھی ان کو ترقی علم کی ضرورت ہے تو ماوشما حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں کہ ہم علمی ترقی نہ کریں۔ اگر میں کہہ دوں کہ مجھے کتابوں کا بہت شوق ہے اور میرے پاس اللہ کے فضل سے کتابوں کا ذخیرہ بھی تم سب سے بڑھ کر موجود ہے اور پھر یہ بھی اللہ کا خاص فضل ہے کہ میں نے ان سب کو پڑھا ہے اور خوب پڑھا ہے اور مجھے ایک طرح کا حق بھی حاصل ہے کہ ایسا کہہ سکوں۔ مگر بایں (وجہ) میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے علم کی ضرورت نہیں بلکہ مجھے بھی ترقی علم کی ضرورت ہے اور سخت ضرورت ہے۔''

(خطبات نور صفحہ 325-326)

## علم کے آداب

حضرت امام بخاریؒ نے بخاری کتاب العلم میں علم کے بارہ میں بعض قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کو جس ترتیب سے بیان فرمایا ہے اُس سے استنباط کرتے ہوئے بخاری کتاب العلم میں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کے کچھ آداب کا ذکر کیا ہے انہی آداب کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ یاد رہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب العلم میں جو آداب بیان کئے ہیں وہ تحصیل علم کے لئے ازبس ضروری ہیں۔ اس میں ذرہ بھر بھی شبہ نہیں کہ امام بخاریؒ کی کتاب محض روایات کا مجموعہ نہیں بلکہ درحقیقت یہ ذخیرہ ہے اس ربانی علم و معرفت کا جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا کیونکہ خدا تعالیٰ ہی آپ کا مربی و معلم تھا اور اسی نے آپ کو یہ تعلیم دی کہ اپنے ربّ سے ہمیشہ یہ دعا مانگتے رہو: رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (طٰہٰ: 115) ''اے میرے ربّ! مجھے علم میں بڑھا دے۔''

- پہلا ادب اسلام نے علم کے متعلق یہ سکھلایا ہے کہ انسان جناب الٰہی میں ہمیشہ دعا کرتا رہے کہ وہ اپنی شانِ ربوبیت کے طفیل اس کا علم ہمیشہ بڑھاتا رہے۔
- دوسرا ادب یہ ہے کہ انسان کو جو بات سمجھ نہ آئے وہ پوچھے۔
- تیسرا ادب یہ ہے کہ وہ قطع کلام نہ کرے۔ یہ عیب بکثرت پایا جاتا ہے۔
- چوتھا ادب یہ ہے کہ عالم اپنا علمی وقار قائم رکھے۔ کسی کی غلطی اگر بری معلوم ہو تو حتی الوسع اس کا اظہار نہ کرے اور خوبی سے اس کا ازالہ کر دے۔ علمی مجلس میں علمی باتیں کرتے ہوئے ایک عالم کے لئے کامل طور پر ضبط نفس رکھنا ازبس ضروری ہے۔

۞ ۔پانچواں ادب یہ ہے کہ سائل کے سوال کو بالکل نظر انداز بھی نہ کرے بلکہ بات ختم کرنے کے بعد اس کی تشفی کرائے۔

۞ ۔چھٹا ادب یہ ہے کہ عالم اگر کوئی غلطی دیکھے تو اس غلطی کے متعلق کھول کر اظہار کرے۔

۞ ۔ساتواں ادب یہ ہے کہ عالم کو تعلیم دیتے وقت یہ بھی کوشش کرنی چاہیے کہ وہ سیکھنے والوں کی طبعی استعداد و جستجو کو اُبھارے اور مشاہدات کی طرف توجہ دلا کر قیاسات کے لئے اُن کے ذہن میں تحریک پیدا کرے۔عربی زبان میں باطنی امر کو جو پوشیدہ ہوتا ہے ظاہر کرنے کا نام اِختِبَار ہے اور فنِ تعلیم میں یہ طریقہ سب سے اعلیٰ مانا گیا ہے۔

۞ ۔مجلسِ علم کے آداب میں آٹھواں ادب یہ ہے کہ انسان کو احادیث نبویہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے اپنے نفس میں بھی مناسب تغیر پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور یہ وہ ضرورتِ حقہ ہے جس کے بغیر انسان علم سے محروم رہ جاتا ہے ۔ظاہری اعراض رحمت الٰہی سے محرومیت کا باعث ہوتا ہے۔جیسا کہ شوق وتوجہ اس رحمت کا وارث بناتے ہیں۔

۞ ۔علماء کے لئے نواں ادب یہ ہے کہ اپنی تعلیم میں وہ طریقہ اختیار کریں، جس سے بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔

۞ ۔دسواں ادب یہ ہے کہ علم کی نشر واشاعت میں کوشاں رہیں اور کوتاہی سے کام نہ لیں۔

۞ ۔گیارہواں ادب یہ ہے کہ ان کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ وہ ہو جو محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وتربیت سے ہوا یعنی جان، مال اور عزت کو کامل طور پر امن نصیب ہو۔

۞ ۔بارہواں ادب ان ربانی علماء کو یہ سکھلایا کہ تعلیم ووعظ میں ایسا طریقہ اختیار نہ کریں کہ جو لوگوں کی نفرت وملال کا باعث ہو۔اسی لئے تدریجی تعلیم ضروری قرار دی اور اس کے لئے دن مقرر کر دیئے۔علم کا فائدہ تو قبولیت کے ساتھ ہوتا ہے اگر طبیعت پر گراں ہو تو وہ قبول کرنے سے انکار کرے گی اور واعظ اور لوگوں کا نہ صرف وقت ہی ضائع ہوگا بلکہ اس سے دلوں میں نفرت پیدا ہوگی۔

۞ ۔تیرہواں ادب علم کے متعلق یہ ہے کہ علم میں فہم، جزئیات پر نظر رکھنے اور صحیح قیاس کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔

۞ ۔چودھواں ادب علم کے متعلق یہ ہے کہ علم اپنی اور دوسروں کی اصلاح کے لئے سیکھا جائے ۔ سیادت وحکومت کے لئے علم سیکھنا ضروری ہے ۔ بلکہ سیادت وحکومت کے حاصل ہونے کے بعد بھی ویسے ہی علم کی ضرورت ہے جیسا کہ اس سے پہلے۔مسلمان اسی لئے تباہ ہوئے کہ ان میں علم نہ رہا۔

۞ ۔پندرھواں ادب یہ سکھلایا کہ علم کی خاطر اَن تھک ہمت وکوشش کی جائے۔

۞ ۔سولھواں ادب یہ سکھایا ہے کہ عمل نہ کرنے سے علم بھی ضائع ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ خود انسان بھی۔

۞ ۔سترھواں ادب یہ ہے کہ علماء کو کنج تنہائی میں جیسا کہ ان کی عادت ہو چکی ہے نہیں رہنا چاہیے اور نہ یہ توقع رکھنی چاہیے کہ لوگ ان کے پاس آئیں بلکہ تعلیم کے لئے انہیں خود باہر نکلنا اور اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہئے۔جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا دستور العمل تھا۔کسی کے پاس جا کر اسے تعلیم دینا ذلت نہیں۔

۞ ۔اٹھارواں ادب یہ سکھلایا کہ انسان اپنے مافی الضمیر کو اشارے سے بھی بیان کر سکتا ہے۔علماء کی یہ عادت ہو چکی ہے کہ جب تک مسئلہ کو منطقی پیچیدگیوں میں لا کر ایک طول طویل تقریر نہ کر لیں، ان کو تسلی ہی نہیں ہوتی ۔امام موصوفؒ نے آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو پیش کر کے سمجھایا ہے کہ خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔اشارے سے بھی انسان بڑے بڑے مضمون ادا کر سکتا ہے۔

۞ ۔انیسواں ادب علم کے متعلق یہ سکھلایا گیا ہے کہ صرف علم سیکھنا ہی کافی نہیں بلکہ علم کو محفوظ رکھنا اور دوسروں کو سکھانا اور اس کی ترغیب وتحریص دینا دلانا بھی ایک ضروری امر ہے۔

۞ ۔بیسواں ادب یہ ہے کہ اکثر لوگ صحیح معلومات حاصل کرنے میں سستی وتساہل سے کام لیتے ہیں اور شہادت کو یقین سے تبدیل کرنے میں پرلے درجہ کی کوتاہی اور غفلت برتتے ہیں اور یہ تقویٰ کے بالکل خلاف ہے۔ بلکہ مومن کی شان یہ ہونی چاہئے کہ وہ جس بات سے شبہ پیدا ہوتا ہو اُس کی پوری تحقیق کرے۔

۞ ۔اکیسواں ادب یہ ہے کہ تحصیلِ علم میں اگر کسی کو علم سیکھنے کے لئے پوری فراغت نہ ملتی ہو تو وہ کسی کے ساتھ باری مقرر کر سکتا ہے۔جیسا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عتبانؓ بن مالک انصاری کے ساتھ باری مقرر کی تھی۔صحابہؓ کے شوق کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ کام کاج چھوڑ کر تین چار میل سے آ کر سارا دن اسی کام میں صرف کر دیتے۔جب علم کے لئے سچی تڑپ ہوتی ہے تو وہ تڑپ بیسیوں ایسے طریقے خود سجھا دیتی ہے۔

۞ ۔بائیسواں ادب معلم اور متعلم دونوں کے لئے یہ ہے کہ درس وتدریس میں بغیر مناسب حدود کی نگہداشت کے سوالات کا دروازہ کھول دینا اکثر نقصان کا موجب ہوتا ہے۔قرآن مجید نے بھی اس قسم کے بے محل وبے موقع اور لغو سوالات سے روکا ہے۔

۞ ۔تیئیسواں ادب یہ سکھلایا کہ استاد کا ادب ملحوظ خاطر رکھا جائے اور بحث وتکرار سے پرہیز کیا جائے۔

۞ ۔چوبیسواں ادب یہ سکھلایا کہ معلم کا فرض ہے کہ وہ یہ بھی دیکھے کہ سننے والے اس کی بات کو سمجھے بھی ہیں یا نہیں اور یہ کہ بات اچھی طرح ان کے ذہن نشین بھی ہوگئی ہے یا نہیں۔طلباء جو زیادہ تر بات بھول جاتے ہیں، اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اساتذہ اپنی تعلیم میں اس بات کا خیال نہیں رکھتے۔

۞۔ پچیسواں ادب علم و تعلیم کے ضمن میں یہ سکھایا گیا ہے کہ مرد کو اپنے اہل بیت کی تعلیم کا اہتمام کرنا چاہئے۔

۞۔ چھبیسواں ادب یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ (صحیح البخاری، کتاب العلم) کے الفاظ میں بیان ہوا ہے یعنی وہ علماء کو اٹھا کر علم اٹھا لیتا ہے۔

علم و جہالت اسی طرح ضد واقع ہوئے ہیں جیسے نور و ظلمت۔ آنحضرت ﷺ نے یہ قاعدہ کلیہ کے طور پر فرمایا کہ اور بتلایا ہے کہ علم فی نفسہٖ کوئی ایسی شئے نہیں، جو خود بخود دنیا میں قائم رہے بلکہ علماء کے وجود کے ساتھ اس کا بقاء ہے اور کسی قوم کی آبادی یا بربادی علماء کے موجود ہونے یا نہ ہونے کے ساتھ ہے۔ قوم کا فرض ہے کہ وہ علماء پیدا کرنے کی طرف خاص خیال رکھے۔

۞۔ ستائیسواں ادب علم کے متعلق یہ سکھلایا ہے کہ تعلیم و وعظ میں وہ طریقہ اختیار کرنا چاہئے جو دل کی سوزشوں کے لئے پانی کا کام کرے۔

۞۔ اٹھائیسواں ادب یہ سکھلایا کہ معلم کا ہی یہ فرض نہیں کہ وہ تعلیم دیتے وقت اس بات کا خیال رکھے کہ سننے والا سمجھتا ہے یا نہیں بلکہ خود سننے والے کا بھی یہ فرض ہے کہ جو بات سمجھ میں نہ آئی ہو وہ پوچھ کر سمجھ لے اور بجا سوال کرنے سے نہ جھجکے۔

۞۔ انتیسواں ادب سکھلایا گیا ہے کہ حدیث کے معنے کرنے میں ہم قرآن مجید کو مقدم رکھیں اور یہی اصل امام بخاریؒ نے ملحوظ رکھا ہے۔ صحابہؓ کے نزدیک بھی آنحضرت ﷺ کی وہ بات جو بظاہر قرآن مجید کے مخالف معلوم ہوتی، اس کے متعلق سوال کرنا خلاف ادب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ صحابہؓ قرآن مجید کو اصل سمجھتے تھے اور حدیث کو اس کے تابع۔

۞۔ تیسواں ادب حفاظت علم کے متعلق سکھلایا اور حفاظت حدیث کے تاریخی اسباب پر روشنی ڈالی ہے۔

۞۔ اکتیسواں ادب۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ رات کا وقت ایک ایسا وقت ہے جب لوگ دنیا کے دھندوں سے فارغ ہو کر یکسو ہو جاتے ہیں اور وہ رات کو طبعاً باتیں سننے سنانے کا شوق رکھتے ہیں۔ یہ وقت احادیث نبویہ اور آثار صحابہ کی باتیں اور نصیحت آمیز واقعات بیان کرنے کے لئے نہایت موزوں ہے۔ کیونکہ ذہن جو اثر اس وقت باتوں باتوں میں سہولت سے قبول کر لیتا ہے۔ وہ عالم خواب کی مخفی در مخفی تاثیروں کے ماتحت مستحکم ہو جاتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اب عام علم کے مضمون کو چھوڑ کر خصوصیت سے علم حدیث کو لے رہے ہیں اور بتلا رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے واقعات کے تذکرہ کے لئے موزوں وقت رات کا ہے۔ اس وقت کی نصیحت بھی دل میں گھر کرنے والی ہوتی ہے۔

۞۔ تحصیل علم کے لئے بتیسواں ادب یہ بیان ہوا ہے کہ فارغ البال ہو کر توجہ و اطمینان سے سننے کے لئے بیٹھ جاؤ۔ اپنے اندر اس سوالی کی سی حالت پیدا کرو، جو لینے کے لئے اپنی چادر پھیلا دیتا ہے۔ جب تک طالب علم کی یہ حالت نہ ہوگی وہ کچھ فائدہ نہ اٹھائے گا۔ جو سنے گا بھول جائے گا۔ استفادہ کے لئے شوق و حرص اور حضورِ قلب ہونا چاہیے۔

۞۔ تیتیسواں ادب یہ بیان ہوا ہے کہ بات جس قدر واضح اور مؤثر ہوگی اور جس قدر توجہ سے سنی جائے گی اس کے بھولنے اور اس کی روایت میں اختلاف واقع ہونے کا اس قدر کم احتمال ہوگا۔

۞۔ چونتیسواں ادب یہ ہے کہ بعض لوگ کھڑے ہو کر عالم سے پوچھنا جائز نہیں سمجھتے جبکہ امام بخاریؒ کے نزدیک اگر عالم بیٹھا ہو تو سوال کرنے والا کھڑے ہو کر سوال کر سکتا ہے۔

۞۔ پینتیسواں ادب بیان کرتے ہوئے امام بخاریؒ نے ایسے اعمال کے اثناء میں پوچھنے اور جواب دینے کو جائز قرار دیا ہے جن میں خاص توجہ یا استغراق نہ ہو۔

۞۔ علم کے ضمن میں چھتیسواں ادب یہ سکھلایا ہے کہ ہمہ دان صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ کم مایہ علماء کے لئے اس میں ایک سبق ہے جو چند کتابیں پڑھ پڑھا کر ہمہ دانی کا دعویٰ کرتے اور ہر بات میں خواہ مخواہ دخل دے دیتے ہیں۔

۞۔ سینتیسواں ادب۔ کسی شخص کے ابتلاء کی وجہ سے کوئی اچھی بات چھوڑ دینا یہ عین دانش مندی ہے۔ آنحضرت ﷺ تکلیف مالا یطاق کے سخت مخالف تھے اور احکام دین کے اجراء میں سہولت مدّ نظر رکھتے۔ بیت اللہ کا وسیع کرنا اور اس میں دو دروازے رکھنا، یہ ایسا ضروری اَمر نہ تھا، جس کے نہ کرنے سے دین میں نقص لازم آتا ہو۔ لیکن آپؐ نے مصلحت وقت کو مدنظر رکھا۔ آج کل کے علماء اس دانشمندانہ سیاست سے بالکل کورے ہیں۔ پاجامہ اگر ٹخنوں سے نیچے جائے تو کفر و زندقہ کے فتویٰ سے کم پر صبر نہیں کر سکتے۔ جلد بازی و کوتاہ نظری ان کے سروں پر سوار رہتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اس پاک نمونہ سے امام بخاریؒ نے ایسے لوگوں کو سینتیسواں ادب سکھایا ہے۔

۞۔ علماء کو اٹھتیسواں ادب یہ سکھایا ہے کہ کسی علمی بات کو خاص لوگوں میں محدود کرنا۔ کیونکہ عام لوگ اس کے صحیح مطلب تک نہ پہنچنے کی وجہ سے نقصان اُٹھائیں گے۔ لوگوں کو ان کی عقل اور سمجھ کے مطابق مخاطب کرنا چاہئے۔

۞۔ انتالیسواں ادب یہ سکھلایا کہ بعض وقت انسان سچی بات کے اظہار سے بھی شرماتا ہے، جس کا تعلق درحقیقت کسی ایسے سبب سے نہیں ہوتا جو شرم کا تقاضا کرے۔ حیا کی حد کے اندر رہتے ہوئے بھی انسان اپنے مافی الضمیر کو ایسے پیرایہ میں ادا کر سکتا ہے جو مانع حیا نہیں۔

۞۔ چالیسواں ادب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بوجہ غلبہ شرم و حیاء خود نہیں پوچھ سکتا تو وہ کسی دوسرے شخص کے ذریعہ سے دریافت کر لے۔ عورتیں اپنے خاوندوں کے ذریعہ سے دریافت کر سکتی ہیں۔

۞۔ تعلیم کے سلسلہ میں اکتالیسواں ادب یہ ہے کہ بعض وقت سوال کرنے والے کا سوال تو چھوٹا ہوتا ہے مگر اس کی تشفی نہیں ہوتی جب تک کہ اس کو جامع مانع جواب نہ دیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کی تعلیم و تربیت میں وہ تمام امور ملحوظ رکھے جو ایک دانشمند اور حاذق استاد و مربی کے شایاں ہیں۔

(ملخص از صحیح بخاری جلد اوّل کتاب العلم صفحہ 116 تا 218 ۔ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ جس کو منصب خلافت سے سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے

# خلافت کی برکات

خلافت اور جماعت کے درمیان محبت کا ایک عظیم الشان رشتہ قائم ہے

مکرم شاہد محمود صاحب Obertshausen

خلافت اور اس کی برکات کو پوری طرح سمجھنے اور اسے ذہن نشین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسے سب سے پہلے ان الفاظ کے تناظر میں دیکھا جائے جن کے ساتھ قرآن کریم میں اس کے آخری زمانہ میں ظہور پذیر ہونے کی پیشگوئی فرمائی گئی ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ O (النور:56)

(ترجمہ) تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اس سے پتہ لگتا ہے کہ ایک تو وقت آنے پر اسے (خلافت کو) خدا تعالیٰ خود قائم کرے گا۔ یہ نہیں ہوگا کہ مسلمان آپس میں اکٹھے ہو کر کسی کو اپنا خلیفہ بنالیں اور پھر اس سے امید کریں کہ وہ مسلمانوں کی حالت درست کردے۔ دوسرے یہ کہ اس کا قیام اُس وقت ہوگا جب اسلام پر چاروں طرف سے دشمنانِ اسلام کی یلغار شروع ہو جائے گی۔ یہ مفہوم وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔۔۔ کے الفاظ سے پیدا ہوتا ہے۔

احادیث نبویہ سے یہی مضمون ایک اور شان کے ساتھ سامنے آتا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ حُذَيْفَةَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَّاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔ (مسند احمد صفحہ 273/4 مشکوۃ کتاب الرقاق باب الانذار و التحذیر)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کردے گا اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی یہ فرما کر آپؐ خاموش ہوگئے۔

یعنی جب تک اللہ چاہے گا تم میں نبوت قائم رہے گی۔ پھر جب وہ چاہے گا اسے اُٹھالے گا۔ پھر جب تک چاہے گا خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر جب اللہ اسے اُٹھانا چاہے گا اٹھالے گا۔ پھر جب تک اللہ چاہے گا ایذا رساں بادشاہت ہوگی پھر جب وہ اسے اٹھانا چاہے گا اُٹھالے گا۔ پھر جابر بادشاہت ہوگی جب تک اللہ چاہے گا پھر جب وہ اسے اُٹھانا چاہے گا اٹھالے گا۔ پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہوگی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔

(مسند احمد حنبل، جلد 4، زیر عنوان حدیث نعمان بن بشیر، صفحہ 273)

اس حدیث سے ایک تو یہ پتہ لگتا ہے کہ اسلام کے اندر خلافت کے دو دَور آئیں گے۔ ایک آپ کی وفات کے معاً بعد اور دوسرا ظالم اور جابر مسلمان بادشاہوں کی حکومتوں کے بعد۔ اس میں جو بات مسلمانوں کے لئے بطور مشعلِ راہ بیان فرمائی وہ یہ ہے کہ جو خلافت بھی قائم ہوگی وہ منہاج نبوت کے طریق پر قائم ہوگی۔ یعنی اس مضمون کو جو قرآن کریم نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خلافت کو خود کھڑا کرے گا یہی بات زیادہ وضاحت کے ساتھ خلافت علیٰ منہاج النبوہ فرما کر بیان فرمادی۔ گویا فرمایا کہ پہلے ایک نبی پیدا ہوگا اور پھر اس نبوت کی اقتداء میں خلافت قائم ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے بعض اور اہم باتیں سامنے آتی ہیں۔ آپ نے خلافت کو قدرتِ ثانیہ کے نام سے یاد فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے آپ کا اپنا دور اللہ تعالیٰ کی جلالی اور جمالی صفات کے ظہور کا دور تھا اسی طرح آپ کے بعد آنے والا دورِ خلافت بھی اللہ تعالیٰ کی جلالی اور جمالی صفات کے ظہور کا دور ہوگا۔ اس کا ایک ثبوت اس طرح ملتا ہے کہ جس حکومت یا بادشاہ نے بھی خلافت احمدیہ کو مٹانے کی کوشش کی، وہ خود صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔

جیسا کہ اوپر کے بیان شدہ حوالہ جات سے پتہ چلتا ہے خلافت ایک تقدیر الٰہی ہے یعنی یہ خدا تعالیٰ کی ایک مشیت ہے جس میں دو طرفہ بنی نوع انسان کی محبت اور اطاعت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے، اسی طرح جیسے نبوت کی بنیاد دو طرفہ محبت اور اطاعت پر قائم ہوتی ہے۔ یعنی جس طرح ایک نبی بنی نوع انسان کی ہمدردی اور اصلاح کی خاطر اپنے آپ کو ہلاک کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے، اسی طرح خلیفہ اور اس کی جماعت کے درمیان محبت کا ایک عظیم الشان رشتہ قائم ہوتا ہے۔ ایک خلیفہ اپنی جماعت کے لئے جس درد اور الحاح سے دعائیں کرتا ہے، اس کا نمونہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ایک حوالے سے پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

''مَیں آپ میں سے آپ کی طرح کا ہی ایک انسان ہوں۔ اور آپ میں سے ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اتنا پیار پیدا کیا ہے کہ آپ لوگ اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ بعض دفعہ سجدہ میں مَیں جماعت کے لئے اور جماعت کے افراد کے لئے یوں دعا کرتا ہوں کہ اے خدا! جو مجھے خط لکھنا چاہتے تھے لیکن کسی سستی کی وجہ سے نہیں لکھ سکے، ان کی مرادیں پوری کر دے۔ اور اے خدا! جنہوں نے مجھے خط نہیں لکھا اور نہ انہیں خیال آیا کہ دعا کے لئے خط لکھیں، اگر انہیں کوئی تکلیف ہے یا ان کی کوئی حاجت اور ضرورت ہے تو ان کی تکلیف کو بھی دُور کر دے اور حاجتیں بھی پوری کر دے''

(روزنامہ الفضل ربوہ، 21/ دسمبر 1966ء)

پھر جماعت بھی خلیفہ کے اس مقام کو سمجھتے ہوئے اسے جس کثرت سے دعاؤں کے لئے لکھتی ہے دنیا میں اس کی کوئی مثال نہیں پائی جاتی۔ آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ دنیا بھر کے احمدی خلیفہ وقت کی خدمت میں جس کثرت کے ساتھ دعاؤں کے خطوط لکھتے ہیں، کیا سارے عالم میں کوئی ایک بھی ایسی جماعت ہے جو اپنے مذہبی رہنما کو اس کثرت سے خطوط لکھتی ہو۔ اور چونکہ یہ حقیقت ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے، اس لئے خدا بھی اپنے اس انتخاب کی لاج رکھتے ہوئے اس کی دعائیں کثرت سے قبول فرماتا ہے۔ اسی حقیقت کو ایک بار حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل رنگ میں بیان فرمایا:

''اللہ تعالیٰ جس کو منصب خلافت سے سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔'' (انوار العلوم جلد 2 صفحہ 47۔ منصب خلافت صفحہ 32)

میرا یہ مضمون نامکمل رہے گا اگر اس سلسلے میں ایسی مثالیں نہ بیان کروں جن سے پتہ لگتا ہے کہ خلفاء نے کس درد اور الحاح سے احباب جماعت کے لئے دعائیں کیں اور کن غیر معمولی بلکہ اعجازی رنگوں میں خدا تعالیٰ نے انہیں قبول فرمایا۔ سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارے میں قبولیت دعا کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔

قادیان کے سکول کے ایک ملازم چودھری حاکم دین صاحبؓ تھے۔ آپ قادیان میں بورڈنگ ہاؤس میں ایک معمولی ملازم تھے۔ آپ بتاتے ہیں کہ میرے ہاں پہلے بچے کی ولادت کا وقت تھا۔ میری بیوی کو بہت تکلیف ہو گئی۔ اس کربناک حالت میں اَور کوئی صورت نہ پا کر مَیں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دروازے پر حاضر ہوا۔ فرماتے ہیں:

''مَیں رات گیارہ بجے حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچا اور چوکیدار سے کہا کہ کیا مَیں اِس وقت حضور سے مل سکتا ہوں؟ چوکیدار نے نفی میں جواب دیا۔ لیکن حضور نے میری آواز سن لی اور مجھے اندر بلا لیا۔ مَیں نے بیوی کی تکلیف کا ذکر کیا۔ آپ نے ایک کھجور پر دعا پڑھ کر مجھے دی اور فرمایا، یہ جا کر انہیں کھلا دیں اور جب بچہ ہو جائے تو مجھے بھی اطلاع دے دیں''

وہ فرماتے ہیں، مَیں وہ دعا پڑھی ہوئی کھجور لے کر آ گیا اور اپنی بیوی کو کھلا دی۔ اس کھجور نے معجزانہ اثر دکھایا اور تھوڑی دیر بعد بچی پیدا ہو گئی آپ مزید فرماتے ہیں:

''مَیں نے اس خیال سے کہ حضور کو جگانا مناسب نہیں، آپ کو رات اطلاع نہ

دی ۔ جب صبح اذان کے وقت حاضر ہوا اور حال عرض کیا تو (حضور نے) فرمایا، بچی پیدا ہونے کے بعد تم میاں بیوی تو آرام سے سو رہے، اگر مجھے بھی اطلاع دے دی ہوتی تو مَیں بھی آرام کر لیتا۔ مَیں تمام رات تمہاری بیوی کیلئے دعا کرتا رہا۔''

اس پر راوی کا تبصرہ بھی سننے کے لائق ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ جب چودھری حاکم دین صاحب نے یہ واقعہ بیان کیا تو بے اختیار رو پڑے اور فرمایا:

''کہاں چپڑاسی حاکم دین اور کہاں نورالدین اعظم''

(اصحاب احمد، جلد ہشتم صفحہ 71-72، نیز ''مبشرین احمد'' صفحہ 38 بحوالہ الفضل انٹرنیشنل، لندن۔ مورخہ 24/مئی 2002ء)

دوسرا واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ایک مصری احمدی السید عبدالحمید خورشید آفندی کی اولاد کے لئے دعا کرنے اور اس کے اعجازی رنگ میں قبول ہونے سے تعلق رکھتا ہے۔ السید عبدالحمید خورشید آفندی مصر کے پہلے احمدی تھے جنہیں 25-1924ء میں مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس کے مصر میں تشریف لانے پر احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ آپ 1936ء میں قادیان تشریف لے گئے۔ جب آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے عرض کیا کہ میری شادی کو 15 سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم ہوں۔ حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نیک اولاد کی نعمت سے نوازے۔ حضورؓ نے فرمایا، مَیں آپ کے لئے دعا کروں گا۔

جب قادیان میں کچھ عرصہ رہ کر آپ کی واپسی کا وقت قریب آیا اور آپ الوداعی ملاقات کے لئے حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا:

''مَیں نے آپ کے لئے دعا کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمالی ہے۔ اور بتایا ہے کہ وہ آپ کو جلال الدین، شمس الدین اور عائشہ عطا فرمائے گا''

حضورؓ کی ان کے حق میں دی ہوئی یہ بشارت کس طرح حرف بحرف پوری ہوئی، اس بارے میں وہ فرماتے ہیں:

''یہ خوشخبری سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اور پھر مصر میں آنے کے جلد بعد ہی میری بیوی حاملہ ہوگئی جس پر مَیں نے لوگوں کو کہنا شروع کر دیا کہ دیکھنا، میرے ہاں جلال الدین پیدا ہوگا۔ جن دوستوں نے مجھے ملنے والی یہ خوشخبری سن رکھی تھی، وہ مجھے کہنے لگے کہ عین ممکن ہے، پہلے عائشہ یعنی بیٹی پیدا ہو جائے، اس لئے اتنے یقین کے ساتھ بیٹے کی خبر پھیلانا شاید درست نہ ہو۔ مگر مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی پیشگوئی پر اس قدر پختہ یقین تھا کہ مَیں نے انہیں جواب دیا کہ جس ترتیب سے مجھے یہ بشارت ملی ہے، اسی ترتیب سے پوری بھی ہوگی''

چنانچہ فی الواقعہ ایسا ہی ہوا۔ پہلے بیٹا پیدا ہوا جس کا نام آپ نے دئے ہوئے نام کے مطابق جلال الدین رکھا۔ اس کے بعد دوسرا بیٹا پیدا ہوا اور اس کا نام آپ نے شمس الدین رکھا اور پھر تیسرے نمبر پر بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام آپ نے عائشہ رکھا۔ (ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل، لندن۔ مورخہ 15/مئی 2009ء)

تیسرا واقعہ مکرم امام بشیر احمد صاحب رفیق، سابق امام مسجد لندن، کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی ان کی بیٹی کے لئے دعا اور اس کے اعجازی رنگ میں قبولیت کا بیان کیا جاتا ہے۔ یہ واقعہ جو حضورؒ کے خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضور کے پہلے دورۂ یورپ کے دوران کا ہے، بتاتا ہے کہ حضور کا یہ فرمانا کہ مَیں جماعت کے ہر فرد کے لئے دعا کرتا ہوں تو یہ زبانی کہنے سننے والی بات نہیں تھی بلکہ ایک حقیقت کا اظہار تھا۔ امام صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ جب حضور یورپی ممالک کے دورے کے اختتام پر انگلستان پہنچے تو ان ایام میں میری بیٹی عزیزہ امۃ الجمیل، عمر 6-7 سال، پر دمہ کا شدید حملہ ہوا۔ ڈاکٹر کو دکھایا گیا تو کہا کہ بچی کے بچنے کی بہت کم امید ہے۔ مکرم خان صاحب فرماتے ہیں:

''مَیں گھبراہٹ میں حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ ڈاکٹر یہ کہہ رہا ہے۔ حضورؒ نے تسلی دی اور فرمایا، فکر نہ کریں۔ مَیں دعا کروں گا، انشاء اللہ جمیلہ کو اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔ جب فجر کی نماز ہوئی تو حضرت بیگم صاحبہ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ کل رات حضورؒ ایک پل بھی نہیں سو سکے اور جمیلہ کیلئے بڑے تضرع سے دعائیں کرتے رہے ہیں''

فرماتے ہیں: اس کے بعد جب مَیں ہسپتال میں گیا تو بچی جمیلہ ایک آرام کرسی پر آرام سے بیٹھی ہوئی تھی، اس کی آکسیجن اُتر چکی تھی۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ تمہارے جانے کے بعد بچی کو غیر معمولی طور پر افاقہ ہونا شروع ہو گیا اور وہ اب خطرہ سے باہر ہے۔ امام صاحب موصوف فرماتے ہیں، اس کے بعد سے اس بچی کو دمہ کا اس قسم کا حملہ کبھی نہیں ہوا۔ (الفضل انٹرنیشنل، لندن۔ مورخہ 7/دسمبر 2001ء)

چوتھا واقعہ مکرم مولانا حنیف محمود صاحب، مبلغ سلسلہ، کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی قبولیت دعا کا ہے جو بتاتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے محض حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی دعا سے انہیں تین بیٹیوں کے بعد ایک بیٹے سے نوازا اور وہ بھی ایسے معجزانہ طور پر کہ خود ڈاکٹر حیران رہ گئے کہ بچہ اور زچہ کیونکر زندہ رہے۔ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں:

''جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے تحریک وقف نو کا اعلان فرمایا تو مَیں اپنی فیملی کے ہمراہ سیرالیون کے شہر 'بو' (Bo) میں مقیم تھا۔ میری تین بیٹیاں تھیں اور میری اہلیہ امید سے تھیں۔ اس لئے طبعًا اولاد نرینہ کی خواہش تھی۔ مَیں نے ہونے والے بچہ کو وقف کرتے ہوئے حضور کی خدمت میں ہر ہفتہ دعائیہ خط

لکھنے کا فیصلہ کیا۔ حضورؒ کی طرف سے بہت تسلی آمیز جواب موصول ہوتے رہے ۔ایک بار تحریر فرمایا: ''دینی کاموں میں ہمہ تن مصروف رہیں۔اس دفعہ اللہ تعالیٰ انشاءاللہ چندِ ماہتاب لڑکے سے نوازے گا''

اب ہوا یہ کہ کسی اندرونی پیچیدگی کی وجہ سے زچہ کو انٹرنل بلیڈنگ (Internal bleeding) شروع ہوگئی جس کا ڈاکٹروں کو دوران حمل اندازہ نہ ہو سکا مگر جب بچے کی پیدائش کا وقت آیا تو مکرم مولانا صاحب موصوف فرماتے ہیں:

''ڈیوٹی پر موجود عیسائی Dr. Frazor بڑی پریشانی کے عالم میں میرے پاس آئے اور کہنے لگے، اندرونی جریانِ خون کے باوجود زچہ بچہ کا زندہ رہنا حیرت کا موجب ہے اور یہ کہ ان کی زندگی میں یہ پہلا کیس ہے جس میں زچہ اور بچہ دونوں سلامت ہیں۔ مَیں نے انہیں بتایا کہ ایک عظیم روحانی ہستی نے اس بچے کے لئے دعائیں کر رکھی ہیں۔ ڈاکٹر کھڑا ہوگیا اور پوچھنے لگا کہ کیا مَیں بھی اس ہستی کو دیکھ سکتا ہوں۔ مَیں نے انہیں حضورؒ کا تعارف کرایا، نیز قرآن کریم اور 'اسلامی اصول کی فلاسفی' کا انگریزی ترجمہ پیش کیا اور بتایا کہ حضورؒ دو تین ماہ تک سیرالیون آنے والے ہیں۔ پھر جب حضور 1988ء میں دَورہ پر تشریف لائے تو خاکسار نے ان کی حضورؒ سے ملاقات بھی کروائی''

پانچواں واقعہ کراچی کے ایک دوست مکرم امتیاز حسین صاحب شاہد ملیر توسیع کالونی کا ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں:۔ خاکسار کی شادی 5/اپریل 1996ء کو ہوئی۔ فروری 1997ء میں اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو ایک بیٹے سے نوازا جس کا نام اعزاز احمد الطاف رکھا گیا۔ اس کی پیدائش کے آٹھ سال تک خاکسار کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔ نومبر 2004ء کی بات ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے سالِ نو کا اعلان فرماتے ہوئے خطبہ جمعہ میں ایک عجیب بات بیان فرمائی۔ فرمایا بعض احباب کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی انہوں نے اپنے ہونے والے بچوں کے حوالہ سے تحریک جدید کا چندہ ادا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس نیکی کو قبول فرماتے ہوئے انہیں اولاد عطا فرمائی۔ چاہیے کہ ہمارے دوست بھی اس روحانی نسخہ کو استعمال کریں۔ (مفہوم)

یہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا اور رمضان المبارک کا آخری عشرہ چل رہا تھا۔ خاکسار حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اس نسخہ پر عمل کرنے کے لئے جب اپنے حلقہ کے سیکرٹری مال کے پاس گیا تو رمضان کے مہینہ میں سَو فیصد تحریک جدید کا چندہ ادا کرنے والوں کی دُعائیہ فہرستیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوانے کے لئے تیار ہو رہی تھیں۔ جب خاکسار نے انہیں کہا کہ میرے لیے بھی بچگان امتیاز حسین کے نام سے چندہ تحریک جدید کی رسید کاٹ دیں تو وہ حیران ہو کر پوچھنے لگے کہ کیا گھر میں کوئی خوشی ہے؟

خاکسار مسکرا کر خاموش رہا اور بات کو ٹال دیا۔ اب اللہ تعالیٰ کی کرم فرمائی اور اس کی معجزانہ قدرت کی شان ملاحظہ ہو کہ اس دوسری رسید کے کٹنے پر ابھی ایک ماہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ فی الواقعہ گھر میں پیدائش کے آثار پیدا ہو گئے۔ یعنی خاکسار کی اہلیہ امید سے ہوگئیں اور پھر اس کے ٹھیک آٹھ ماہ بعد ہمارے گھر میں خاکسار کی بچی نے جنم لیا اور اس طرح ہمارا گھر جو گذشتہ آٹھ سالوں سے ایک اور بچے کے لئے ترس رہا تھا خوشیوں سے بھر گیا۔ یقیناً اس بچی کی پیدائش خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک زندہ نشان اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے تعلق باللہ کی ایک واضح دلیل ہے۔

(الناصر 2009 مجلس انصار اللہ جرمنی - سیّدنا مسرور ایدہ اللہ تعالیٰ نمبر صفحہ98)

## دین کے لئے زندگی وقف کرنے کی اہمیت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مَیں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیّت کروں اور یہ بات پہنچادوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اُسے سُنے یا نہ سُنے! اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیاتِ طیّبہ یا اَبدی زندگی کا طلب گار ہے، تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اُس کی رُوح بول اُٹھے۔ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ (بقرہ:132) جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہو کر نہیں مَرتا، وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو، تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لیے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اِس فعل کو اپنے لیے پسند کرتے اور خدا کے لیے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 370-371۔ ایڈیشن 2003ء)

مومنوں میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو سچا کر دکھایا جو انہوں نے خدا کے ساتھ کیا تھا

# صحابہ رُسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور مقام

اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے

مکرم نذیر احمد خادم صاحب۔ ربوہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''خدا تعالیٰ نے صحابہؓ کی تعریف میں کیا خوب فرمایا ہے۔ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ (الاحزاب:24) مومنوں میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو سچا کر دکھایا جو انہوں نے خدا کے ساتھ کیا تھا۔ سو اُن میں سے بعض اپنی جانیں دے چکے اور اور بعض جانیں دینے کو تیار بیٹھے ہیں۔ صحابہؓ کی تعریف میں قرآنِ شریف سے آیات اکٹھی کی جائیں تو اس سے بڑھ کر کوئی اُسوہ حسنہ نہیں۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 355۔ ایڈیشن 2003ء)

''قرآن شریف صحابہؓ کی تعریف سے بھرا پڑا ہے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 672۔ ایڈیشن 2003ء)

''قرآن شریف ان کی تعریف سے بھرا ہوا ہے۔ اسے کھول کر دیکھو۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 423۔ ایڈیشن 2003ء)

## صحابہؓ کی شان از روئے قرآن شریف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان ارشادات کی تعمیل میں حضور علیہ السلام کے مقدس خلفاء کے تراجم قرآن، تفسیر صغیر از حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمۂ قرآن کی فہرست مضامین میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں جو آیات دی گئی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

## تفسیر صغیر از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

۞ .وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ص تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ (التوبۃ:92)

''اور نہ لوگوں پر (کوئی الزام ہے) جو تیرے پاس اُس وقت آئے جب جنگ کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس لیے کہ تُو اُن کو کوئی سواری مہیا کر دے۔ تو تُو نے جواب دیا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے جس پر تمہیں سوار کراؤں اور (یہ جواب سُن کر) وہ چلے گئے اور (اس) غم سے اُن کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے کہ افسوس اُن کے پاس کچھ نہیں جسے (خدا کی راہ میں) خرچ کریں۔''

۞ .وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبہ:100)

''اور جو مہاجرین اور انصار میں سے سبقت لے جانے والے ہیں اور وہ لوگ بھی جو کہ کامل اطاعت دکھاتے ہوئے ان کے پیچھے چلے۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ اس نے ان کے لیے ایسی جنّتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اُن میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔''

۞ .لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ:117)

''اللہ نے نبی اور مہاجرین اور انصار پر بڑا فضل کیا ہے (یعنی ان لوگوں پر) جنہوں نے اُس (نبی) کی تکلیف کی گھڑی میں جبکہ ان میں سے ایک گروہ کے دل کسی قدر شک میں پڑ گئے تھے اتباع کی۔ پھر اُس نے اُن (کمزوروں) پر بھی فضل کر دیا۔ وہ ان (مومنوں) سے یقیناً محبت کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔''

۞ .وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا (بنی اسرآءیل:81)

''اور کہہ (کہ) اے میرے ربّ! مجھے نیک طور پر (دوبارہ مکہ میں) داخل کر اور نیک چھوڑنے والے طریق پر (مکہ سے) نکال اور اپنے پاس سے میرا کوئی مددگار (اور) گواہ مقرر کر۔''

نوٹ حاشیہ:۔ آیت کے آخری حصہ پر حضورؓ نے نوٹ لکھا ہے کہ: ''اس میں حضرت ابوبکرؓ کی طرف اشارہ ہے اور دُعا سکھائی ہے کہ اے اللہ مجھے اپنے پاس

سے سچائی کا گواہ اور مددگار عطا فرما۔‘‘

۞ .وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ (الکھف:29)

’’اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ رکھ جو اپنے ربّ کو اس کی خوشنودی چاہتے ہوئے صبح وشام پکارتے ہیں اور تیری نظریں ان کو پیچھے چھوڑ کر آگے نہ نکل جائیں۔‘‘ نوٹ حاشیہ:۔’’یعنی صحابہؓ کی قربانیوں کو بھولیو نہیں۔‘‘

۞ .وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ (الشعرآء:220)

’’اور اس وقت بھی جبکہ تو (نماز باجماعت کے لیے) سجدہ کرنے والی جماعت میں اِدھر اُدھر پھر رہا ہوتا ہے۔‘‘ نوٹ حاشیہ:۔’’قرآن مجید کے کئی بطن ہیں اور ایک بطن کے لحاظ سے تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ کے وہ معنے بھی جو ترجمہ میں کیے گئے ہیں۔

۞ .وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا O فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا O فَالتّٰلِیٰتِ ذِکْرًا O (الصافات:2-4)

’’(میں) شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں اُن نفوس کو جو (دشمنانِ صداقت کے سامنے) صفیں باندھے کھڑے ہیں۔ اور جو بُرے کام کرنے والوں کو ڈانٹتے ہیں۔ اور ذکرِ الٰہی (یعنی قرآن) کو پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔‘‘

نوٹ زیرِ آیت نمبر 1:۔’’یعنی صحابہ کرامؓ۔ ان کے حالات سے کفار مکہ کا مقابلہ کرو تو اسلام کی سچائی خود ظاہر ہو جائے گی۔‘‘

۞ .وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ O (الصافات:166)

’’اور ہم سب خدا کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہیں۔‘‘ نوٹ از حاشیہ:’’یعنی محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام جو نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔‘‘

۞ .لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا (الفتح:19)

’’اللہ مومنوں سے اس وقت بالکل خوش ہو گیا جب کہ وہ درخت کے نیچے تیری بیعت کر رہے تھے اور اُس نے اس (ایمان) کو جو اُن کے دلوں میں تھا خوب جان لیا سو اس کے نتیجہ میں اس نے انکے دلوں پر سکینت نازل کی اور ان کو ایک قریب میں آنے والی فتح بخشی۔‘‘ نوٹ حاشیہ۔’’بیعت حدیبیہ کا ذکر ہے جبکہ صحابہؓ موت کی قسم کھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر رہے تھے۔‘‘

۞ .مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا (الفتح:30)

’’محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں وہ کفار کے خلاف بڑا جوش رکھتے ہیں، لیکن آپس میں ایک دوسرے سے بہت ملاطفت کرنے والے ہیں جب تو انہیں دیکھے گا انہیں شرک سے پاک اور اللہ کا مطیع پائے گا۔ وہ اللہ کے فضل اور رضا کی جستجو میں رہتے ہیں، اُن کی شناخت اُن کے چہروں پر سجدوں کے نشان کے ذریعہ موجود ہے۔ یہ اُن کی حالت تورات میں بیان ہوئی ہے اور انجیل میں اُن کی حالت یوں بیان ہے کہ وہ ایک کھیتی کی طرح (ہوں گے) جس نے پہلے تو اپنی روئیدگی نکالی۔ پھر اس کو (آسمانی اور زمینی غذا کے ذریعہ سے) مضبوط کیا اور وہ روئیدگی اور مضبوط ہو گئی۔ پھر اپنی جڑ پر مضبوطی سے قائم ہو گئی یہاں تک کہ زمیندار کو پسند آنے لگ گئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ کفار اُن کو دیکھ دیکھ کر جلیں گے۔ اللہ نے مومنوں اور ایمان کے مطابق عمل کرنے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ ان کو مغفرت اور بڑا اجر ملے گا۔‘‘

تشریحی نوٹ نمبر 1:۔’’اس آیت میں انجیل والوں کے مقابل کے اسلامی حصہ کی مثال بیان کی گئی ہے جو مسیح محمدی کی جماعت ہے۔‘‘ تشریحی نوٹ نمبر 2:۔’’اس آیت میں اس پیشگوئی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جو متی باب 13 آیت 3 تا 9 میں ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے کہ ’’ایک بونے والا بیج بونے نکلا اور بوتے وقت کچھ دانے راہ کے کنارے گرے اور پرندوں نے آ کر انہیں اُچک لیا اور کچھ پتھریلی زمین پر گرے۔ جہاں ان کو بہت مٹی نہ ملی اور گہری مٹی نہ ملنے کے سبب سے جلد اُگ آئے اور جب سورج نکلا تو جل گئے اور جڑ نہ ہونے کے سبب سے سوکھ گئے اور کچھ جھاڑیوں میں گرے۔ اور جھاڑیوں نے بڑھ کر اُن کو دبا لیا۔ اور کچھ اچھی زمین میں گرے اور پھل لائے۔ کچھ سو گنا کچھ ساٹھ گنا۔ کچھ تیس گنا۔‘‘ قرآن مجید کی اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ امت محمدیہ میں آنے والے مسیح کی قوم بھی ایسی ہی ہوگی۔ جیسے اچھی زمین میں بویا ہوا دانہ اور اللہ تعالیٰ اس میں ایسی برکت پیدا کرے گا کہ ایک ایک دانہ سے ساٹھ ساٹھ ستر ستر بلکہ سو سو گنا پیدا ہوگا۔ مگر یہ فوراً نہیں ہوگا بلکہ تدریج کے ساتھ ہوگا۔‘‘

۞ .وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِھِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ ھَاجَرَ اِلَیْھِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِھِمْ حَاجَۃً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الحشر:10)

’’اور (اسی طرح وہ مال اُن لوگوں کے لیے بھی ہے) جو مدینہ میں پہلے سے رہتے تھے اور (مہاجرین کے آنے سے پہلے) ایمان قبول کر چکے تھے اور ان سے محبت کرتے تھے جو اُن کی طرف ہجرت کر کے آئے اور اپنے دلوں میں اس (مال) کی کوئی خواہش نہیں رکھتے تھے جو اُن کو دیا گیا تھا اور وہ باوجود اس کے خود غریب تھے مہاجرین کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے تھے اور جن لوگوں کو اپنے نفس کے بخل سے محفوظ رکھا جائے ایسے تمام لوگ بامراد ہونے والے ہیں۔‘‘

۞ .وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا O فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا O وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا O فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا O فَالْمُلْقِیٰتِ ذِکْرًا O (المرسلٰت:2-6)

’’مَیں شہادت کے طور پر اُن ہستیوں کو پیش کرتا ہوں جو پہلے آہستگی سے چلائی جاتی ہیں۔ پھر وہ تیزی سے چلنے لگ جاتی ہیں۔ اور مَیں دنیا میں پھیلا دینے والی ہستیوں کو بھی شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ اور حق و باطل میں فرق کر دینے

والی ہستیوں کو۔اور خدا کا کلام سنانے والی ہستیوں کو۔‘‘

۞ .وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا O وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا O وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا O فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا O فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا O (النّٰزعٰت:2-6)

’’مَیں ان ہستیوں کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں جو پوری توجہ سے علوم دینیہ کو کھینچتی ہیں۔اور ان (ہستیوں) کو جو خوب اچھی طرح گرہ باندھتی ہیں۔اور اُن (ہستیوں) کو جو دُور دُور نکل جاتی ہیں۔پھر (مقابلہ کر کے اپنے مدّ مقابل سے) خود آگے نکل جاتی ہیں۔پھر (دنیا کا) کام (چلانے) کی تدبیروں میں لگ جاتی ہیں۔‘‘

نوٹ آیت نمبر2:’’ان آیات میں مؤنث کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے کہ یہاں صحابہؓ کی جماعتوں کا ذکر ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ اخلاق فاضلہ کو دنیا میں قائم کرنے کے لیے زور لگاتے تھے۔مفسرین کہتے ہیں کہ ان آیات میں فرشتوں کا ذکر ہے مگر مَیں نے فرشتوں کی جگہ صحابہؓ مراد لیے ہیں۔کیونکہ واؤ قسم کے لیے آتی ہے اور قسم گواہی کے لیے ہوتی ہے اور فرشتوں کی گواہی کو نہ مومن سمجھ سکتے ہیں نہ کفار۔ہاں صحابہؓ کی گواہی کو مومن اور کافر دونوں سمجھ سکتے ہیں۔پس اس جگہ صحابہ ؓ ہی کا ذکر ہے اور ترجمہ میں مَیں نے انہی کا ذکر کیا ہے۔‘‘

نوٹ آیت نمبر3:’’یعنی اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کرتے ہیں۔‘‘نوٹ آیت نمبر4:’’یعنی صحابہؓ کی جماعتیں جو تبلیغ اسلام کے لیے ملک در ملک پھرتی تھیں۔‘‘

نوٹ آیت نمبر5:’’یعنی صحابہؓ میں نیکی میں ایک دوسرے سے بڑھنے کا مادہ پایا جاتا تھا جس کی وجہ سے وہ نیکی میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش میں کوئی دِقّت محسوس نہیں کرتے تھے اور ان کی تمام کوششیں ایسی ہی تھیں جیسے تیرنے والے کو تیرنے میں پانی کی وجہ سے سہولت ملتی ہے۔نوٹ آیت نمبر6:۔یعنی دنیا کی اصلاح اور ترقی ان کا مقصدِ زندگی ہوتا ہے۔

۞ .عَبَسَ وَتَوَلّٰٓی O اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی O (عبس:2-3)

’’(کیا) چیں بہ جبیں ہو گیا اور مُنہ موڑ لیا؟۔(صرف) اس بات پر کہ اس کے پاس (ایک) نابینا (جسے واقف لوگ جانتے ہیں) آیا۔‘‘

۞ .بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ O کِرَامٍ بَرَرَةٍ O (عبس:16-17)

’’وہ (صحیفے لکھنے والوں اور دُور دُور) سفر کرنے والوں کے ہاتھوں میں (ہیں) (ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں) جو معزز ہیں اور اعلیٰ درجہ کے نیکوکار ہیں۔

نوٹ آیت نمبر16:۔یعنی صحابہؓ قرآن مجید کو لے کر دُور دُور جائیں گے۔‘‘

نوٹ آیت نمبر17:۔یعنی قرآن مجید کی برکت سے صحابہؓ بڑی بڑی عزتیں پائیں گے اور نیکیوں میں ترقی کریں گے۔

۞ .وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ O (الغاشیہ:20)

’’اور پہاڑوں کو (نہیں دیکھتے) کہ کس طرح گاڑے ہوئے ہیں۔‘‘

نوٹ آیت نمبر20:۔پہاڑ کے معنے بڑے آدمی کے بھی ہوتے ہیں۔چونکہ پہلے صحابہ ؓ کا ذکر ہے اس لیے اس جگہ بھی پہاڑ سے مراد مسلمانوں کے بڑے آدمی لیے جائیں گے اور اس آیت کے یہ معنے ہونگے کہ کیا وہ صحابہ کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح گاڑے ہوئے ہیں یعنی باوجود دشمنوں کی خطرناک کوششوں کے اپنی جگہ سے نہیں ہلتے۔

۞ .وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا O فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا O فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا O فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا O فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا O (العادیات:2-6)

’’مَیں شہادت کے طور پر اُن جماعتوں کو پیش کرتا ہوں جو گھوڑوں پر چڑھ کر اس طرح بے تحاشا دوڑتی ہیں کہ اُن کے گھوڑوں کے منہ سے آوازیں نکلنے لگ جاتی ہیں۔نیز ان گھوڑ سواروں کو جن کے مرکب چوٹ مار کر چنگاریاں نکالتے ہیں۔پھر صبح ہی صبح حملہ کرنے والوں کو۔جس کے نتیجہ میں اس (صبح کے وقت) میں غبار اُڑاتے ہیں۔اور لشکر میں گھس جاتے ہیں۔‘‘

نوٹ آیت نمبر2:اس آیت میں اسلام کی صداقت کے ثبوت میں صحابہؓ کو پیش کیا گیا ہے گو الفاظ گھوڑوں کے مناسب حال رکھے ہیں مگر چونکہ گھوڑا خود نہیں چلتا بلکہ اس کو سوار چلاتا ہے اس لیے اس سے مراد گھوڑوں پر چڑھنے والی جماعتیں ہیں یعنی صحابہؓ جو جہاد کرتے تھے۔

نوٹ آیت نمبر4:۔اس آیت نے سارا راز ظاہر کر دیا۔کیونکہ اس جگہ پر صبح کے وقت حملہ کرنے کا ذکر ہے۔اور ایسی احتیاط کرنا گھوڑے کا کام نہیں بلکہ سوار کا کام ہے پس ثابت ہو گیا کہ اس جگہ پر صحابہؓ کا ذکر ہے نہ کہ خالی سواریوں کا۔

نوٹ آیت نمبر5:یعنی جب وہ حملہ کرتے ہیں تو صرف سڑکوں پر سے ہی چنگاریاں نہیں نکلتیں بلکہ ایک ایسا شور پڑ جاتا ہے کہ جس گاؤں پر انہوں نے حملہ کیا ہوتا ہے اس کے لوگ گھبرا کر نکل آتے ہیں اور تمام جگہ میں غبار اُڑنے لگتا ہے۔

نوٹ آیت نمبر6:یعنی یہ سواروں کی جماعت جو حملہ کرتی ہے اس قبیلہ کے لوگوں کو دیکھ کر جن پر حملہ کیا گیا ہے ڈر نہیں جاتی بلکہ دلیری کے ساتھ ان کے اندر گھس جاتی ہے جس کے نتیجہ میں لڑائی دست بدست ہونے لگ جاتی ہے۔

اضافی آیات بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

۞ .وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْهَا ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ (اٰل عمرٰن:104)

’’اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔اور تم آپ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔‘‘

۞ .اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَکِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ کَلِمَةَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا

السُّفْلٰی ؕ وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا ؕ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (التوبہ:40)
’’اگر تم اس (رسول) کی مدد نہ بھی کرو تو اللہ (پہلے بھی) اس کی مدد کر چکا ہے جب اسے اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا (وطن سے) نکال دیا تھا اس حال میں کہ وہ دو میں سے ایک تھا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے۔ اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے اس پر اپنی سکینت نازل کی اور اس کی ایسے لشکروں سے مدد کی جن کو تم نے کبھی نہیں دیکھا۔ اور اس نے ان لوگوں کی بات نیچی کر دکھائی جنہوں نے کفر کیا تھا۔ اور بات اللہ ہی کی غالب ہوتی ہے اور اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔‘‘

۞ .وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ(الحجر:48)
’’اور ہم ان کے دلوں سے جو بھی کینے ہیں نکال باہر کریں گے۔ بھائی بھائی بنتے ہوئے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔‘‘

۞ .رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ ۙ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (النور:38)
’’ایسے عظیم مرد جنہیں نہ کوئی تجارت اور نہ کوئی خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے یا نماز کے قیام سے یا زکوٰۃ کی ادائیگی سے غافل کرتی ہے۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل (خوف سے) اُلٹ پلٹ ہو رہے ہوں گے اور آنکھیں بھی۔‘‘

۞ .مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا (الفتح:30)
’’محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں کفار کے مقابل پر بہت سخت ہیں (اور) آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے۔ تُو انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا۔ وہ اللہ ہی سے فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر ان کی نشانی ہے۔ یہ اُن کی مثال ہے جو تورات میں ہے۔ اور انجیل میں ان کی مثال ایک کھیتی کی طرح ہے جو اپنی کونپل نکالے پھر اُسے مضبوط کرے پھر وہ موٹی ہو جائے اور اپنے ڈنٹھل پر کھڑی ہو جائے، کاشتکاروں کو خوش کر دے تا کہ ان کی وجہ سے کفار کو غیظ دلائے۔ اللہ نے ان میں سے اُن سے، جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے، مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ہوا ہے۔‘‘

نوٹ:۔اس آیت میں آنحضرت ﷺ کی جو صفات بیان فرمائی گئی ہیں ان کو آپؐ کی ذات تک محدود نہیں رکھا بلکہ فوراً فرمایا وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ یعنی آپؐ کی خوبیاں ان لوگوں میں بھی سرایت کریں گی جو آپؐ کے ساتھ ہیں۔ خوبیوں میں سب سے پہلی چیز تو یہ ہے کہ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ کفار پر اپنی سخت دلی کی وجہ سے شدید ہوں گے بلکہ کفر کا اثر قبول نہ کرنے کے لحاظ سے انہیں شدید کہا گیا ہے۔ لیکن ان کے دل رحمت سے بھرے ہوئے ہوں گے جس کی وجہ سے مومن ایک دوسرے سے رحمت اور تلطّف کا سلوک کرنے والے ہوں گے۔ اور ان کے جہاد کی غرض محض رضائے باری تعالیٰ ہے نہ کہ دنیاوی مال کمانا۔ چنانچہ وہ اللہ کے حضور رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے جھکیں گے اور اس سے فضل یعنی ایسا دنیاوی مال طلب کریں گے جس کے ساتھ رضائے باری تعالیٰ بھی ہو۔ یہ ان کے جہاد کے وہ مرکزی پہلو ہیں جو تورات میں ان کے متعلق بیان کئے گئے تھے۔‘‘

۞ .لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْۤا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ ؕ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ؕ وَیُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ؕ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (المجادلہ:23)
’’تو کوئی ایسے لوگ نہیں پائے گا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوئے ایسے لوگوں سے دوستی کریں جو اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کرتے ہوں، خواہ وہ اُن کے باپ دادا ہوں یا اُن کے بیٹے ہوں یا اُن کے بھائی ہوں یا اُن کے ہم قبیلہ لوگ ہوں۔ یہی وہ (باغیرت) لوگ ہیں جن کے دل میں اللہ نے ایمان لکھ رکھا ہے اور ان کی وہ اپنے امر سے تائید کرتا ہے اور وہ انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں وہ اُن میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے۔ اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ یہی اللہ کا گروہ ہیں۔ خبردار! اللہ ہی کا گروہ ہے جو کامیاب ہونے والے لوگ ہیں۔‘‘

نوٹ: اَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ میں ھُمْ کی ضمیر صحابہؓ کی طرف جاتی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ صحابہؓ پر روح القدس اُترتا تھا۔ اس پہلو سے عیسائیوں کے لئے اس فخر کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ حضرت مسیحؑ پر روح القدس اُترتا تھا۔ وہ تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے غلاموں پر بھی اُترتا تھا اور ان کا مددگار ہوتا تھا۔‘‘

۞ .لِلْفُقَرَآءِ الْمُھٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ؕ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ (الحشر:9)
’’اُن درویش مہاجرین کے لئے بھی ہے جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اپنے اموال سے (الگ کئے گئے)۔ وہ اللہ ہی سے فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی ہیں وہ جو سچے ہیں۔‘‘

# رپورٹ 33واں سالانہ اجتماع

## مجلس انصاراللہ جرمنی 2013ء

مکرم شاہد محمود صاحب۔سیکرٹری اجتماع (نائب صدر دوم)

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ مجلس انصاراللہ جرمنی کا 33واں سالانہ اجتماع مورخہ 10، 11، 12 مئی 2013 کو اپنی اعلیٰ جماعتی روایات کے ساتھ مختلف مراحل میں سے گزرتا ہوا بخیر وخوبی اپنے اختتام کو پہنچا۔امسال ماہ جنوری میں مکرم صدر مجلس انصاراللہ جرمنی مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب نے مکرم مبارک احمد شاہد صاحب، نائب صدر صفِ دوم کو منتظم اعلیٰ اور خاکسار شاہد محمود نائب صدر دوم کو سیکرٹری اجتماع مقرر فرمایا۔منتظم اعلیٰ صاحب نے فوری طور پر صدرِ مجلس کی منظوری سے 18 ممبران پر مشتمل ایک اجتماع بورڈ تشکیل دیا اور ہر ممبر کے ذمہ مختلف شعبہ جات کئے اور اس طرح 50 منتظمین پر مشتمل ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل پائی۔چنانچہ اجتماع بورڈ کی سب سے پہلی میٹنگ بیت السبوح فرنکفرٹ میں اور بعد ازاں انتظامیہ کمیٹی اور اجتماع بورڈ کی ایک اجتماعی میٹنگ یکم مئی 2013ء کو جامعہ احمدیہ جرمنی بمقام Riedstadt منعقد ہوئی۔ہر دو میٹنگز کی صدارت صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے فرمائی جس میں آپ نے تمام نائب منتظمین اعلیٰ اور منتظمین کو تفصیلی ہدایات سے نوازا جن کی روشنی میں منتظم صاحب اعلیٰ اپنے نائبین اور منتظمین سے ہر سطح پر مکمل رابطہ رکھتے ہوئے انہیں ہدایات دیتے رہے۔

اجتماع کی تیاری کے سلسلہ میں کام تو تین ماہ قبل ہی شروع ہوگیا تھا جبکہ اجتماع سے ایک روز قبل 9 رمئی بروز جمعرات صبح نو بجے دعا کے ساتھ مقام اجتماع پر وقارِ عمل سے باقاعدہ تیاری کا آغاز ہوا۔وقارِ عمل میں 400 کے قریب انصار نے حصّہ لیا۔الحمدللہ ایک دن میں اجتماع کی مکمل تیاری کر لی گئی۔اللہ تعالیٰ انصار کے جذبۂ خدمت اور دینی جوش اور ولولے کو قبول فرماتے ہوئے دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔ہم اُن سب کا تہہ دِل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

**پہلا روز جمعہ 10 مئی:** مہمانان کرام کی آمد کا سلسلہ صبح سے ہی شروع ہو گیا 10:00 بجے رجسٹریشن کا آغاز کیا گیا۔ڈیڑھ بجے دوپہر مکرم امام حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے نماز جمعہ پڑھائی۔آپ نے خطبہ میں دُعا سے متعلق قرآن کریم، سیدنا حضرت اقدس محمد ﷺ، سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء کے ارشادات کی روشنی میں وضاحت کی نیز حضور انور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کے تابع موجودہ حالات میں کی جانے والی مختلف دُعاؤں کی یاد دہانی کروائی۔اللہ ہمیں ان پر عمل کرنے والا بنائے۔آمین۔

2 بج کر 45 منٹ پر پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔جس میں مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے لوائے انصاراللہ اور مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے جرمنی کا قومی پرچم لہرایا۔پرچم کشائی کی تکمیل پر مکرم مبلغ انچارج صاحب نے دُعا کروائی۔

15:20 پر افتتاحی اجلاس کا آغاز ہوا جس میں مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ نے انصار کو مختلف تربیتی امور کی بجا آوری کی طرف احسن رنگ میں توجہ دلائی نیز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے موصولہ پیغام پڑھ کر سنایا جس میں حضور انور نے فرمایا کہ اس موقع پر میں آپ کو قرآن شریف کی تلاوت میں باقاعدگی اختیار کرنے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

**علمی مقابلہ جات:** افتتاحی تقریب کے معاً بعد مقابلہ تقاریر اور کوئز کے کوالیفائینگ راؤنڈ سے علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔اگلے دونوں ایام میں کوئز کے فائنل مقابلہ جات اور حسن قرأت وحفظ قرآن کے مقابلہ جات ایک ہی وقت میں شروع کروائے گئے اِن میں مجموعی طور پر 85 انصار نے حصّہ

لیا۔حاضرین نے نہایت دلچسپی سے ان مقابلہ جات کا مشاہدہ کیا اور محظوظ ہوئے۔

**ورزشی مقابلہ جات:** ورزشی مقابلہ جات میں پہلے روز رسہ کشی اور انفرادی مقابلہ جات میں 50 میٹر، 400 میٹر، 1000 میٹر دوڑ کے مقابلے ہوئے۔اگلے دوایام میں فٹبال، والی بال کے میچز کروائے گئے۔ریجنل بلاکس کی آٹھ آٹھ ٹیموں نے حصہ لیا۔مشاہدہ معائنہ کا دلچسپ مقابلہ بھی کروایا گیا۔ ان مقابلہ جات میں مجموعی طور پر 375 انصار نے حصہ لیا۔اس کے علاوہ صفِ دوم اور صفِ اوّل کے انصار کے علیحدہ علیحدہ کلائی پکڑنے کے بھی نہایت دلچسپ مقابلہ جات منعقد ہوئے جس سے دیکھنے والے احباب خوب لطف اندوز ہوئے۔

**دوسرے روز** ایک خصوصی اجلاس میں محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ جرمنی نے خطاب فرمایا جس میں آپ نے جہادِ اکبر یعنی اصلاح نفس کے بارے میں مختلف حوالہ جات سے تلقین فرمائی نیز آپ نے مجلس انصاراللہ جرمنی کی مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کا مختصر جائزہ بھی پیش فرمایا اور اس کی روشنی میں انصار کو قدم آگے بڑھانے کی تاکید کی، ان میں نماز باجماعت، خلیفہ وقت کے خطبات کو باقاعدگی سے سننا اور تبلیغ اسلام میں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے جیسے امور شامل ہیں۔

**پروگرام تلقین عمل:** اسی طرح دوسرے روز ایک اہم اجلاس میں مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچاج جرمنی کی صدارت میں تلقینِ عمل کا بھی انعقاد کیا گیا جس میں مربیان سلسلہ مکرم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی اور مکرم محمد اشرف ضیاء صاحب مربی سلسلہ نے سیرۃ حضرت اقدس محمد ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو ایمان افروز رنگ میں بیان کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزا۔پھر صدر اجلاس مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب نے آنحضور ﷺ کے اخلاق عالیہ کے موضوع پر خطاب فرمایا اور آنحضور ﷺ کی زندگی کے حسین واقعات کے حوالے سے اس مضمون کو اُجاگر کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دورانِ اجتماع نماز تہجد باجماعت بھی ادا کی گئی۔فجر کے بعد تمام حاضرین کو تلاوت قرآن کریم کرنے کی سعادت ملی نیز دوسرے روز بعد نماز فجر مکرم مولانا عبدالباسط طارق صاحب مبلغ سلسلہ نے رحمۃ للعالمین اور محسن انسانیت کے موضوع پر درس دیا اور بعد نماز ظہر وعصر مکرم طاہر احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے درود شریف کی اہمیت و برکات کے حوالے سے درس دیا۔

مجلس انصاراللہ جرمنی چند سالوں سے اپنے سالانہ اجتماع کا ایک موٹو مقرر کرتی ہے۔امسال سیرت النبی کا عنوان مقرر کیا گیا تھا۔چنانچہ مختلف درسوں اور خطابات اور علمی مقابلہ جات میں بھی یہی موضوع پیش نظر رکھا گیا۔اس اجتماع میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے رجسٹریشن کی رپورٹ کے مطابق حاضری 2960 رہی۔

خاکسار تمام کارکنان اور معاونین کا شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے اجتماع کی کامیابی میں اپنی خداداد صلاحیتوں کے مطابق بھرپور کردار ادا کیا۔اسی طرح مبلغین کرام کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے ہماری درخواست کو قبول فرما کر ہمیں نصائح سے نوازا نیز انصار کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے جو کہ سفر کی تکالیف اٹھا کر محض للہ یہاں تشریف لائے اور اجتماع کی رونق میں اضافہ کیا۔اللہ سب کو جزا دے۔سب کی خدمات کو قبول فرماتے ہوئے اجر عظیم سے نوازے اور اس اجتماع کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔

## انڈہ پہلے آیا یا مرغی؟

انڈہ پہلے آیا یا مرغی؟ یہ معمہ دنیا بھر کے لوگوں کے ذہنوں میں ہمیشہ سے موجود رہا ہے مگر یہ مسئلہ اب حل طلب نہیں رہا۔ برطانوی سائنسدانوں نے ایک طویل تحقیق کے بعد اس پہیلی کا جواب تلاش کرلیا ہے جس کے مطابق روئے زمین پر پہلے مرغی کی تخلیق ہوئی تھی۔ برطانیہ کی Sheffield اور Warwick یونیورسٹیز میں اس مسئلہ پر طویل عرصے سے جاری تحقیق سے سامنے آنے والے نتائج سے پتہ چلا کہ مرغی دنیا میں پہلے آئی ہے۔دنیا کے اس سب سے پرانے معمے کو سلجھانے میں انڈوں کے چھلکوں سے مدد ملی۔سائنسدانوں کے مطابق انڈوں کا چھلکا ایک خاص پروٹین سے تشکیل پاتا ہے جو صرف مرغی کے اندر ہی موجود ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے انڈہ وجود میں آتا ہے لہٰذا یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ دنیا میں پہلے مرغی آئی اور پھر انڈوں سے اس کی نسل پروان چڑھی۔ (روزنامہ دنیا 2 رفروری 2013ء)

(مرسلہ: نجیب احمد طاہر، مجلس نوئے ہوف)

# تقریب پرچم کشائی



مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی نے لوائے انصاراللہ اور مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جماعت احمدیہ جرمنی نے جرمنی کا جھنڈا لہرایا













مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی اجتماع کے موقع پر انصار سے عہد لیتے ہوئے




مکرم مبارک احمد شاہد صاحب (نائب صدر صفِ دوم) منتظم اعلیٰ اجتماع نے کارکنان اجتماع کا شکریہ ادا کیا




مکرم شاہد محمود صاحب (نائب صدر دوم) سیکرٹری اجتماع، اجتماع کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے




اجتماع کے دوران پروگرام تلقین عمل کا ایک خوبصورت منظر۔ مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج نے صدارت فرمائی۔ مکرم مولانا محمد اشرف ضیا صاحب اور مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس بھی ہمراہ تشریف فرما ہیں۔ مکرم مسعود احمد گل صاحب نے تلاوت قرآن کریم پیش کی





مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب اور مکرم مولانا شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی سیرت النبی کے موضوع پر خطاب فرما رہے ہیں



مکرم داؤد احمد ناصر صاحب نے کلام طاہر سے انتخاب خوش الحانی سے پیش کیا



مکرم مولانا محمد اشرف ضیا صاحب مبلغ سلسلہ نے بھی اس موقع پر خطاب کیا






منصفین کرام: مکرم محمد فاتح ناصر صاحب، مکرم لئیق احمد منیر صاحب، مکرم حسن طاہر بخاری صاحب، مکرم منور حسین طور صاحب، مکرم مقصود احمد علوی صاحب، مکرم ہدایت اللہ شاد صاحب




مکرم محمد اسحاق صاحب نے اجتماع کے افتتاحی اجلاس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام خوش الحانی سے پیش کیا




مکرم محمد ایوب خان صاحب سیکرٹری سٹیج فرائض ادا کرتے ہوئے




اجتماع کے دوران مقابلہ بیت بازی کا ایک منظر




سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ کے دوران مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس اور مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی سٹیج پر تشریف فرما ہیں




صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی اجتماع کے موقع پر انصار سے عہد لیتے ہوئے




مجلس انصاراللہ کے تحت آل جرمنی مقابلہ مقالہ نویسی بعنوان ''دُعا کا فلسفہ'' میں مکرم ظہیر احمد طاہر صاحب مجلس نوئے ہوف (Fulda) نے اوّل پوزیشن حاصل کی




اجتماع کے دوران انتظامی امور کا جائزہ لینے کے لئے صدر صاحب مجلس کی زیر صدارت منعقد ہونے والے اجتماع کمیٹی کے اجلاس کا ایک منظر




اجتماع کے دوران مقابلہ حسنِ قرأت کا ایک منظر۔ مکرم ڈاکٹر وسیم احمد طاہر صاحب رکنِ خصوصی مجلس انصاراللہ جرمنی نے اس اجلاس کی صدارت کی



مکرم مبارک احمد شاہد صاحب (نائب صدر صفِ دوم) منتظم اعلیٰ اجتماع MTA کے لئے ایک خصوصی انٹرویو دیتے ہوئے



اجتماع کے موقع پر منعقد ہونے والے کوئز پروگرام کے فائنل کا ایک منظر۔ مکرم نیر اقبال صاحب قائد تعلیم نے میزبانی کے فرائض سرانجام دیئے



ریجن Gross Gerau کے 14 انصار نے تقریباً 35 کلومیٹر کا فاصلہ سائیکلوں پر طے کر کے اجتماع میں شرکت کی۔ روانگی سے قبل مکرم عبدالسلام خان صاحب ناظم علاقہ کے ساتھ

# تیاری اجتماع کی چند تصویری جھلکیاں




























nur als
eine Barmherzigkeit
für alle Welten.
(21:108)
وما ارسلنك
اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ
(الانبياء:108)





اجتماع کے موقع پر مختلف شعبہ جات مصروفِ عمل ہیں























طبّی امداد
Erste Hil








Lager



اجتماع کی تیاری کا جائزہ لینے کے لئے اراکین اجتماع بورڈ و کمیٹی کی مشترکہ میٹنگ صدر صاحب مجلس انصاراللہ کی زیر صدارت جامعہ احمدیہ Riedstadt میں منعقد ہوئی



شرکاء میٹنگ



14 انصار پر مشتمل قافلہ سائیکلوں پر تقریباً 40 کلومیٹر کا سفر طے کر کے جب مقام اجتماع پہنچا تو صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے ان کا استقبال کیا

















































اداریہ

# وقت کم ہے بہت ہیں کام چلو

دن مہینوں میں اور مہینے سالوں میں بدلتے چلے جاتے ہیں۔ایک موسم کے بعد دوسرا اور ایک مرحلہ کے بعد دوسرا ہمارا منتظر رہتا ہے۔زندگی میں دھوپ چھاؤں کا یہ سلسلہ انسان کی پیدائش سے اس کی وفات تک جاری رہتا ہے۔ہم بھی ایسے ہی بہت سے مراحل سے گزر کر انصاراللہ میں شامل ہو چکے ہیں۔یہ نام ملنا ایک اعزاز بھی ہے ایک ذمہ داری بھی ہے اور ہمارے فرائض سے آگاہ کرنے کا ایک ذریعہ بھی ہے۔یہ وہ عمر ہے جس میں جوانی کی توانائیوں کے ساتھ تجربہ کی چاشنی بھی آجاتی ہے اور اس اعتبار سے یہ وقت خدمت دین کے لئے مناسب ترین وقت ہے۔ہمارے اجتماعات اس کی بہترین مثال ہیں کہ کیسے ایک عام شخص جہاں اپنے بڑھاپے سے خائف رہتا ہے وہیں ایک احمدی ناصر ''جوانوں کے جوان'' کا اعزاز پا کر ایک نیا جوش اور ولولہ اپنے دل میں پاتا ہے۔ہمارے یہ انصار بھائی جماعتی پروگراموں میں ویسی ہی توانائیوں کا مظاہرہ کرتے ہیں جیسا ایک جوان،اور یہ سب برکت ہے اس نظام کی جو جماعت کی بدولت ہمیں ملا ہے جو خلافت احمدیہ نے ہمیں عطا کیا ہے۔لیکن یہ عمر غور کی عمر بھی ہے۔اپنے تجربات سے سیکھ کر اپنی زندگی کو بہتر بنانے کی عمر بھی ہے۔اپنے عہد کو یاد کر کے خلافت احمدیہ کا دست و بازو بننے کی عمر بھی ہے۔اور زیادہ سے زیادہ اپنے اوقات کو مفید ترین کاموں میں استعمال کرنے کی عمر بھی ہے کیونکہ سفید بال جہاں تجربہ کی علامت ہیں وہیں زندگی کے اختتام کی جانب اٹھتے ہوئے قدموں کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔جیسا کہ کہتے ہیں

موئے سفید زاجل آرد پیام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ایک ذرّہ بدی کا بھی قابل پاداش ہے۔وقت تھوڑا ہے اور کارِ عمر ناپیدا۔ تیز قدم اٹھاؤ کہ شام نزدیک ہے۔جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو۔ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیاں کاری کا موجب ہو۔یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو۔''

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہماری تنظیم کے بانی بھی ہیں اس بارے میں سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''یاد رکھو تمہارا نام انصاراللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے مددگار۔گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔اور اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔اس لئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤ اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسل چلتا چلا جاوے۔اور اس کے دو ذریعے ہو سکتے ہیں۔ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی جائے اور اس میں خلافت کی محبت قائم کی جائے۔.....اگر تم حقیقی انصاراللہ بن جاؤ اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لو تو تمہارے اندر خلافت بھی دائمی طور پر رہے گی.....آپ نے انصار کا نام قبول کیا ہے تو صحابہ جیسی محبت بھی پیدا کریں۔آپ کے نام کی نسبت خدا تعالیٰ سے ہے اور خدا تعالیٰ ہمیشہ رہنے والا ہے۔اس لئے تمہیں بھی چاہئے کہ خلافت کے ساتھ ساتھ انصار کے نام کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھو۔اور ہمیشہ دین کی خدمت میں لگے رہو۔کیونکہ اگر خلافت قائم رہے گی تو اس کو انصار کی بھی ضرورت ہوگی۔خدام کی بھی ضرورت ہوگی اور اطفال کی بھی ضرورت ہوگی۔ورنہ اکیلا آدمی کوئی کام نہیں کر سکتا۔اکیلا نبی کوئی کام نہیں کر سکتا۔دیکھو حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حواری دیئے ہوئے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کی جماعت دی۔اسی طرح اگر خلافت قائم رہے گی۔تو ضروری ہے کہ اطفال الاحمدیہ۔خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ بھی قائم رہیں۔اور جب یہ ساری تنظیمیں قائم رہیں گی تو خلافت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے قائم رہے گی۔(افتتاحی خطاب سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ مرکزیہ 26 اکتوبر 1956ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنوں میں انصاراللہ بننے کی توفیق دے اور جہاں ہم اپنے اجتماعات کے موقعہ پر اپنے جوش اور جذبہ کا مظاہرہ کرتے ہیں وہیں دین کی ان عظیم منزلوں کی طرف بھی پورے جوش سے آگے بڑھنے والے بن جائیں۔اللہ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔



سپورٹس ہال میں ورزشی مقابلہ جات ملاحظہ کرتے ہوئے۔(دائیں سے بائیں) مکرم ہدایت اللہ شاد صاحب معاون صدر،مکرم مبارک احمد شاہد صاحب نائب صدر صف دوم (منتظم اعلیٰ اجتماع) مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس، مکرم عبدالرحمن مہشر صاحب سابق صدر مجلس انصاراللہ جرمنی،مکرم ڈاکٹر وسیم احمد طاہر صاحب رکن خصوصی،مکرم ملک اختر محمود صاحب نائب صدر اوّل



انصار بڑے انہماک سے سپورٹس کے مقابلہ جات دیکھ رہے ہیں




اراکین مجلس عاملہ صدر صاحب مجلس کے ہمراہ کھیلوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔(دائیں سے بائیں) مکرم شیخ منیر احمد صاحب نائب صدر سوم،مکرم شاہد محمود صاحب نائب صدر دوم، مکرم مبارک احمد شاہد صاحب نائب صدر صف دوم،مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس،مکرم ملک اختر محمود صاحب نائب صدر اوّل اور مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب رکن خصوصی

# رسہ کشی کے دلچسپ تصویری مناظر



















Hessen Mitte کے کھلاڑی صدر صاحب مجلس انصاراللہ اور دیگر ممبرانِ مجلس عاملہ کے ساتھ









کلائی پکڑنے کے چند مناظر




















مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی اجتماع کے اختتامی اجلاس میں خطاب فرما رہے ہیں۔ مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ اور مکرم مبلغ انچارج جرمنی بھی تشریف فرما ہیں




انصار بڑے انہماک کے ساتھ مکرم امیر صاحب کا خطاب سن رہے ہیں

# تقریب تقسیم انعامات






















































































































































# مقابلہ حسنِ کارکردگی 2012ء

مکرم رانا خلیل احمد صاحب۔ قائد عمومی مجلس انصاراللہ جرمنی

## علَمِ انعامی

مجلس انصاراللہ جرمنی ہر سال چھوٹی اور بڑی مجالس کے درمیان مقابلہ حسن کارکردگی منعقد کرواتی ہے۔ پوزیشن حاصل کرنے والی مجالس میں سالانہ اجتماع کے موقع پر انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ 7 یا اس سے کم تجنید پر مشتمل مجالس چھوٹی مجالس کہلاتی ہیں جبکہ 8 یا اس سے زائد تجنید پر مشتمل مجالس بڑی مجالس کہلاتی ہیں۔

سال 2012ء میں حسنِ کارکردگی کے مقابلہ جات میں علَمِ انعامی کی حقدار مجلس Wiesbaden West (ریجن Wiesbaden) قرار پائی۔

### حسنِ کارکردگی کے لحاظ سے پہلی دس بڑی مجالس کی پوزیشن

| پوزیشن | نام مجلس | نام ریجن | پوزیشن | نام مجلس | نام ریجن |
|---|---|---|---|---|---|
| اوّل | Wiesbaden West | Wiesbaden | ششم | Baitus Sabuh | Frankfurt |
| دوئم | Wiesbaden Mitte | Wiesbaden | ہفتم | Wiesbaden Süd | Wiesbaden |
| سوئم | Darmstadt City | Darmstadt | ہشتم | Erfelden | Riedstadt |
| چہارم | Dreieich | Hessen west | نہم | Raunheim Nord | Hessen West |
| پنجم | Marburg | H.M.Marburg | دہم | Wiesbaden Nord | Wiesbaden |

### حسنِ کارکردگی کے لحاظ سے پہلی پانچ چھوٹی مجالس کی پوزیشن

| پوزیشن | نام مجلس | نام ریجن | پوزیشن | نام مجلس | نام ریجن |
|---|---|---|---|---|---|
| اوّل | Frankenberg | H.M. Marburg | چہارم | Alzey | Pfalz |
| دوئم | Mosbach | B.Heidelberg | پنجم | Nordhorn | W.F.Nord |
| سوم | Reichelsheim | H.M.Friedberg | ☆ | ☆ | ☆ |

### حسنِ کارکردگی ریجنز سال 2012ء

گزشتہ چار سال سے ریجنز کے درمیان بھی مقابلہ حُسنِ کارکردگی کا انعام دیا جارہا ہے۔ مجلس نصاراللہ جرمنی میں کل 29 ریجنز ہیں۔ پچھلے سال بھی باقی سالوں کی طرح ریجنز کے مابین بڑا سخت مقابلہ رہا۔ تاہم کارکردگی کے لحاظ سے ریجنز کی پوزیشنز اِس طرح رہیں:

| اوّل | Wiesbaden | دوئم | Hessen West | سوئم | Riedstadt |
|---|---|---|---|---|---|

### مقابلہ بلاک اجتماعات 2013ء

رواں سال (2013ء) میں جرمنی بھر میں 8 بلاک اجتماع کروائے گئے۔ ماشاءاللہ اِمسال بھی اکثر بلاکس اجتماعات کا معیار بہت اعلیٰ تھا جس میں عمومی انتظامات، حاضری، ڈسپلن اور خاص طور پر انصار بھائیوں کا پروگراموں میں انتہائی نظم وضبط، دلچسپی اور شوق کے ساتھ حصّہ لینا شامل ہیں۔ مقابلہ کارکردگی اجتماع میں بلاکس کی پوزیشنز اِس طرح رہیں:

| اوّل بلاک Hessen West | دوم بلاک Mainfranken | سوم بلاک Nord |
|---|---|---|

# نتائج علمی مقابلہ جات

## سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ جرمنی 2013ء

مکرم نیر اقبال صاحب۔ قائد تعلیم مجلس انصاراللہ جرمنی

سال 2013ء سیرت آنحضور ﷺ کے طور پر منایا جارہا ہے۔ اسی مناسبت سے قیادت تعلیم نے گروپس اجتماع اور سالانہ اجتماع کے لئے علمی مقابلہ جات کا نصاب تیار کیا۔ مقابلہ حسن قرأت کے لئے قرآن مجید میں سے آٹھ منتخب حصے جو آنحضور ﷺ کی سیرت پر مشتمل ہیں اور مقابلہ نظم کے لئے درثمین ، کلام محمود ، کلام طاہر اور درعدن سے نعتیہ کلام پر مشتمل منتخب اشعار اور اسی طرح مقابلہ اردو تقریر کے لئے بھی آنحضور ﷺ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلو بطور عنوان رکھے گئے۔ گروپس اجتماع میں ہر دو مقابلہ سے اوّل، دوئم پوزیشن حاصل کر کے سولہ، سولہ انصار نے نیشنل سالانہ اجتماع کے لئے کوالیفائی کیا۔ اور اجتماع کے پہلے اور دوسرے دن فائنل مقابلہ جات ہوئے۔ پوزیشنز حاصل کرنے والے انصار کے نام درج ذیل ہیں۔

### مقابلہ حسن قرأت

اوّل:.....مکرم میر نسیم الرشید صاحب۔ Majlis Rodgau

دوم:.....مکرم منیر بن عیسیٰ صاحب۔ Majlis Kiel

سوم:.....مکرم مسعود احمد گل صاحب۔ Majlis Reutlingen

سوم:.....مکرم محمد اکرم سندھو صاحب۔ Majlis Pforzheim

### مقابلہ حفظ قرآن

اوّل:.....مکرم محمد امین خالد صاحب۔ Eidelstedt

دوم:.....مکرم طاہر احمد صاحب Majlis Hattersheim۔

سوم:.....مکرم محمد وارث صاحب۔ Majlis Seligenstadt

چہارم:.....مکرم محمد حفیظ اعوان صاحب Majlis Hattersheim۔

### مقابلہ اردو نظم

اوّل:.....مکرم احمد سعید خان صاحب۔ Majlis Bad Soden

دوم:.....مکرم محمد رفیق شاکر صاحب۔ Majlis Eidelstedt

سوم:.....مکرم فلاح الدین خان صاحب۔ Majlis Ginnheim

چہارم:.....مکرم میر نسیم الرشید صاحب۔ Majlis Rodgau

### مقابلہ اردو تقریر

اوّل:.....مکرم میر نسیم الرشید صاحب۔ Majlis Rodgau

دوم:.....مکرم سفیر احمد صاحب۔ Majlis Höchst

سوم:.....مکرم منیر احمد باجوہ صاحب۔ Majlis Mahdiabad

چہارم:.....مکرم حبیب اللہ طارق صاحب Majlis Mahdiabad

### مقابلہ کوئیز

اس مقابلہ کے لئے قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ جرمنی نے ایک نصاب برائے کوئز تیار کیا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب لیکچر سیالکوٹ فہم القرآن، تعلیمی نصاب اور جنرل نالج کے سوالات شامل تھے۔ کوئز کے مقابلہ میں آٹھ بلاکس کی آٹھ ٹیموں نے حصہ لیا ہر ٹیم تین افراد پر مشتمل تھی۔ اس مقابلہ کے کوالیفائنگ راؤنڈ بروز جمعہ شام کو کروائے گئے۔ ان میں سے بہترین تین ٹیموں کا فائنل مقابلہ بروز ہفتہ تمام حاضرین کی موجودگی میں کروایا گیا۔ اس مقابلہ میں پوزیشن حاصل کرنے والی ٹیموں کے نام درج ذیل ہیں۔

اوّل: Block Main Taunus

مکرم میر عبداللطیف صاحب۔ Majlis Kaiserlei

مکرم عبدالقادر صاحب۔ Majlis Höchst

مکرم رفیق احمد شاہد صاحب۔ Majlis Noor Moschee

دوم: Block Mainfranken

مکرم محمد وارث صاحب۔ Majlis Seligenstadt

مکرم عبدالقیوم صاحب Majlis Rödermark

مکرم منصور احمد صاحب۔ Majlis Seligenstadt

سوم: Block Hessen West

مکرم ڈاکٹر ناصر احمد خان صاحب۔ مجلس Wiesbaden West

مکرم.....رشید علی زاہد صاحب۔ مجلس Erfelden

مکرم.....محمود احمد بھٹی صاحب۔ مجلس Wiesbaden

## مقابلہ اردو نظم

مقابلہ بیت بازی کے لئے آٹھ بلاکس کو دو گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ ایک گروپ کا نام صداقت اور دوسرے گروپ کا نام شرافت رکھا گیا۔

اس مقابلہ کے لئے ہر بلاک سے ایک ایک ناصر لیا گیا۔ یہ مقابلہ بروز اتوار پہلے سیشن میں تمام حاظرین کے سامنے کروایا گیا۔

### اوّل: صداقت گروپ

مکرم محمد عمر کاہلوں صاحب۔ Hessen WestBlock

مکرم غیاث قریشی صاحب۔ WürttembergBlock

مکرم محمد وارث صاحب۔ Main Franken Block

مکرم محمد عارف صاحب۔ Baden Block

### دوم: شرافت گروپ

مکرم عبدالرافع صاحب۔ Nord Block

مکرم عبدالمنان ناصر صاحب Nordrhein Block

مکرم محمود احمد صاحب۔ Hessen Mitte Block

مکرم فلاح الدین خان صاحب Main Taunus Block

## مقابلہ مقالہ نویسی

قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ جرمنی نے سال 2012ء کے موقع پر ایک مقابلہ مقالہ نویسی بعنوان ''دعا کا فلسفہ'' رکھا تھا اس مقابلہ میں جرمنی بھر سے 17 انصار نے بڑی محنت سے، ساٹھ ہزار الفاظ پر مشتمل اپنے اپنے مقالہ کو مکمل کیا۔ مقابلہ میں اوّل آنے والے ناصر کو 300 یورو نقد، مشعل راہ کا سیٹ اور یادگار سند، دوسری پوزیشن حاصل کرنے والے ناصر کو 200 یورو نقد، مشعل راہ کا سیٹ اور یادگار سند۔ اسی طرح تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے ناصر کو ایک سو یورو نقد، حقائق الفرقان کا سیٹ اور یادگار سند دی گئی۔ باقی ہر حصہ لینے والے ناصر کو ایک ایک کتاب کے ساتھ یادگار سند دی گئی۔ پہلی دس پوزیشن حاصل کرنے والے انصار کے نام درج ذیل ہے۔

اوّل:.....مکرم ظہیر احمد طاہر صاحب۔ Majlis Neuhof

دوم:.....مکرم محمد ادریس صاحب۔ Majlis Fulda

سوم:.....مکرم رستم حیات صاحب۔ Majlis Balingen

چہارم:.....مکرم شیخ عبدالمجید صاحب۔ Majlis Steinbach

پنجم:.....مکرم تنویر احمد ناصر صاحب۔ Majlis Nürnberg

ششم:.....مکرم عبدالجلیل ظفر صاحب Majlis Weiterstadt

ہفتم:.....مکرم خورشید احمد داتوی صاحب۔ Majlis München

ہشتم:.....مکرم عبدالمجید صاحب۔ Majlis Grünberg

نہم:.....مکرم ڈاکٹر ناصر احمد خان صاحب Majlis Wiesbaden West

دہم:.....مکرم میر نسیم الرشید صاحب Malis Rodgau

## مقابلہ مطالعہ کتب

قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ جرمنی نے سال 2012ء کے لئے برائے مطالعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''توضیح مرام'' مقرر کی تھی۔ اس کتاب کا مسودہ سرکلر کے ذریعہ ہر ناصر تک پہنچایا گیا۔ سال کے آخر پر اس کتاب کا تحریری پرچہ لیا گیا۔ اس پرچہ میں جرمنی بھر سے 1710 انصار نے حصہ لیا۔ جن میں 636 انصار صف اوّل اور 1074 انصار صف دوم کے شامل ہوئے۔ 1157 پرچے بروقت مرکز موصول ہوئے۔ 63 انصار زبانی

پرچہ حل کر کے مقابلہ میں شامل ہوئے۔ پوزیشن حاصل کرنے والے انصار کے نام بغرض دعا درج ذیل ہیں ۔

اوّل:.....مکرم بشارت احمد صاحب۔ Majlis Pforzheim

اوّل:.....مکرم وحید احمد قمر صاحب۔ Majlis Friedberg

اوّل:.....مکرم قمر نعیم احمد صاحب۔ Bruchsal

دوم:.....مکرم چوہدری سعید الدین صاحب۔ Majlis Köln

سوم:.....مکرم داؤد خان صاحب۔ Majlis Waiblingen

سوم:.....مکرم عبدالبصیر بھٹی صاحب۔ Majlis Wiesbaden Mitte

## کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ کی اہمیت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ..... جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اُس کے سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔''

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104)

''میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دُوربین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔'' (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

''مَیں خاص طور پر خدائے تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب مَیں عربی میں یا اُردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو مَیں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔'' (نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434)

## اَلْخِلَافَۃُ الْاِسْلَامِیَّۃُ الْاَحْمَدِیَّہ

خلافت نورِ ربِّ العالمیں ہے
خلافت ظلِّ ختم المرسلیں ہے
خلافت حرز جانِ مومنیں ہے
خلافت دیں کا اک حصنِ حصین ہے
خلافت پَرتَوِ مہرِ مُبیں ہے
خلافت رونقِ گلزارِ دیں ہے
خلافت ماحیٔ اعدائے دیں ہے
خلافت حامیٔ شرعِ متیں ہے
خلافت پاسبانِ مومنیں ہے
خلافت ہی سے شانِ مومنیں ہے
خلافت باعثِ تہذیبِ انساں
خلافت کشورِ حق کی امیں ہے
خلافت زینتِ مُہرِ نبوت
خلافت ایک تابندہ نگیں ہے
خلافت محرمِ انوارِ قرآں
خلافت کاشفِ اسرارِ دیں ہے
خلافت سے جو رکھتا ہے عداوت
وہ پیروکار، شیطانِ لعیں ہے
خلافت سے سدا وابستہ رہنا
ہمارا عین فرضِ اوّلیں ہے
خلافت مخزنِ عرفان و حکمت
خلافت درسگاہِ علمِ دیں ہے
خلافت وحدتِ ملت کی ضامن
خلافت لائقِ صد آفریں ہے
خلافت ملت بیضا کے حق میں
حصارِ امن و ایمان و یقیں ہے
خلافت کا یہ فیضِ عام لیکن
بفیضِ ''رحمۃ للعالمیں'' ہے

(مولانا محمد صدیق امرتسری)

# نتائج ورزشی مقابلہ جات

سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ جرمنی 2013ء

مکرم قمر احمد عطا صاحب۔ قائد ذہانت وصحت جسمانی مجلس انصاراللہ جرمنی

## والی بال

اوّل پوزیشن:..... Block Hessen West۔ کپتان مکرم مبشر احمد صاحب

دوم پوزیشن:..... Block Hessen Mitte۔ کپتان رانا زاہد محمود صاحب

## فٹ بال

اوّل پوزیشن:..... Block Main Taunus۔ کپتان مکرم احمد کلیم صاحب

دوم پوزیشن:..... Block Württemberg۔ کپتان مکرم خواجہ مظفر صاحب

## رسہ کشی

اوّل پوزیشن Block Hessen West۔ کپتان مکرم امتیاز احمد صاحب

دوم پوزیشن Block Hessen Mitte۔ کپتان مکرم یاسر گورایا صاحب

## انفرادی مقابلہ جات صف اوّل

### 50 میٹر دوڑ صف اوّل

اوّل پوزیشن:..... مکرم چوہدری سفیر الدین صاحب مجلس Darmstadt

دوم پوزیشن:..... مکرم طاہر احمد ظفر صاحب۔ مجلس Wittlich

### صف اوّل واکنگ 1000 میٹر

اوّل پوزیشن:..... مکرم سفیر الدین صاحب۔ مجلس Darmstadt

دوم پوزیشن:..... مکرم منور احمد وڑائچ صاحب۔ Darmstadt

سوم پوزیشن:..... مکرم سید محمد خاور صاحب۔ Taunus

### کلائی پکڑنا صف اوّل

اوّل پوزیشن:..... مکرم امتیاز احمد کانگ صاحب۔ Majlis GG

دوم پوزیشن:..... مکرم ناصر احمد چٹھہ صاحب۔ Majlis Köln

سوم پوزیشن:..... مکرم مظفر احمد ظفر صاحب۔ Baden

## انفرادی مقابلہ جات صف دوم

### 400 میٹر دوڑ

اوّل پوزیشن:..... مکرم شاہد اقبال صاحب۔ Nord Block

دوم پوزیشن:..... مکرم شرافت احمد صاحب۔ Heidelberg

سوم پوزیشن:..... مکرم طارق محمود صاحب۔ Waiblingen

### 1000 میٹر واکنگ

اوّل پوزیشن:..... مکرم مبشر احمد گوندل صاحب۔ Koblenz

دوم پوزیشن:..... مکرم رانا محفوظ احمد صاحب

سوم پوزیشن: مکرم نصیر الدین طاہر صاحب Hessen West

### کلائی پکڑنا

اوّل پوزیشن:..... مکرم کلیم اللہ صاحب

دوم پوزیشن:..... مکرم طاہر اسلام گل صاحب۔ Stuttgart

سوم پوزیشن:..... مکرم رشید احمد صاحب۔ Mainfranken

## مشاہدہ معائنہ

اوّل پوزیشن:.....مکرم محمود احمد ناصر صاحب۔ Riedstadt
دوم پوزیشن:.....مکرم ظفر اسلام خان صاحب۔ Dreieich
سوم پوزیشن:.....مکرم عبدالرزاق صاحب Nordweststadt

## اجتماع کے بہترین کھلاڑی

بیسٹ ایتھلیٹ:.....مکرم مبشر احمد صاحب۔ Dreieich
سیکنڈ بیسٹ ایتھلیٹ:.....مکرم رفیع احمد خان صاحب۔ Marburg

## خصوصی انعامات

### مقابلہ واکنگ صف اوّل

مکرم اعجاز احمد صاحب Frankfurt۔مکرم بشیر احمد کاہلوں Wetter۔
مکرم عنایت الرحمٰن صاحب Fulda۔مکرم ناصر احمد بٹ صاحب Hamburg۔مکرم بشارت احمد صاحب Wiesbaden۔

### سائیکل سفر

سائیکل سفر کے ذریعہ اجتماع میں شامل ہونے والے گروس گیراؤ کے درج ذیل تیرہ انصار کو بھی خصوصی انعام دیا گیا۔1۔مکرم مشرف احمد انور صاحب۔2۔مکرم محمد سلیم احمد صاحب۔3۔مکرم محمد صادق پرویز صاحب۔4۔مکرم مقصود احمد طاہر صاحب۔5۔مکرم طارق کلیم عارف صاحب۔6۔مکرم محمد ذوالقرنین صاحب۔7۔مکرم تنویر احمد صاحب۔8۔مکرم رفیق الرحمٰن انور صاحب۔9۔مکرم عبدالحق صاحب۔10۔مکرم منصور عباد صاحب۔11۔مکرم لقمان احمد صاحب۔12۔مکرم ریاست علی صاحب۔13 مکرم عابد احمد صاحب۔ان انصار نے چالیس کلومیٹر کا فاصلہ سائیکل پر (گیروس گیراؤ سے ڈی برگ تک) طے کیا اور یہ سب اجتماع کے پہلے روز نماز جمعہ سے قبل مقام اجتماع میں پہنچے۔

### مقابلہ سیر

اوّل:.....مکرم منیر احمد باجوہ صاحب۔ Mahdiabad
دوم:.....مکرم محمد اشرف صاحب۔ Weiterstadt
سوم:.....مکرم وسیم احمد سندھی صاحب۔ Darmstadt
خصوصی انعام: مکرم محمد امین خالد صاحب Hamburg۔

# مشاہدۂ سیر مورخہ یکم مئی 2013ء

(مکرم منیر احمد باجوہ صاحب۔مجلس انصاراللہ مہدی آباد)

اللہ تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں ہوں حضرت مصلح موعودؓ پر جنہوں نے اپنی فراست سے جماعت کے چالیس سال سے تجاوز کر جانے والے احباب جماعت کی روحانی، جسمانی صحت وتوانائی کو فعال اور متحرک رکھنے کے لئے ایک ایسی تنظیم بنائی جس کا نام انصاراللہ ہے۔مجلس انصاراللہ جرمنی کے شعبہ صحت جسمانی نے یوم سیر منانے کا بہت مفید اور دلچسپ پروگرام ہمیں دیا۔سیر کرنا علاوہ دیگر فوائد کے سنت انبیاء بھی ہے۔اس لئے ہم نے اس کے دوہرے دوہرے مفاد سے اپنی جھولیاں بھریں۔ثواب بھی اور صحت بھی۔

جان سے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خواہش کے تابع بننے والا یہ پروگرام بے حد دلربا ثابت ہوا۔اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اس دن موسم بھی بہت خوشگوار تھا۔شدید سردی اور یخ بستہ ہواؤں کے ناقابلِ برداشت طویل عرصہ کے بعد ایسا روشن اور چمکدار دن دیکھنا نصیب ہوا۔شائد یہ دن بھی حسب معمول سُستی بے دلی اور کاہلی کی نذر ہوجاتا اگر قیادت صحت جسمانی انصاراللہ ہمیں متحرک نہ کرتی۔سیر کا پروگرام بناتے وقت اور گھر سے نکلتے وقت خاکسار کے دل میں یہ خیال بار بار موجزن تھا کہ ہم کتنے خوش نصیب ہیں جن کے سر پر ایک نہایت ہی قیمتی وجود یعنی امام وقت موجود ہے اور ہماری ہی بھلائی کے لئے اُس کی دوربین نگاہ کتنی گہرائیوں تک جاکر ہمارا درد رکھتی ہے۔

سیر شروع کی تو قدرت کے عجائبات ایک سے بڑھ کر ایک سامنے آتے گئے۔اس دن چھٹی تھی سڑکوں اور گزرگاہوں پر زیادہ بھیڑ نہیں تھی۔کہیں کہیں دور فاصلے پر کوئی ضعیف العمر جوڑی چہل قدمی کرتی ہوئی نظر آئی۔جو کوئی تنہا تھا اس نے کتے کو ہی اپنے ہمراہ لے لیا۔ہوا اس قدر صاف اور شفاف تھی کہ اس میں سانس لیتے بے حد تازگی محسوس ہوتی تھی۔جی چاہتا تھا کہ ساری ہوا کو اپنے اندر اُنڈیل لیا جائے۔ساتھ ساتھ سیر کی تیز رفتاری کے باعث اس قسم کی تازہ ہوا کی طلب پہلے سے بڑھ کر ہوتی تھی۔بدن میں پسینہ کی موجودگی کے ساتھ اس قسم کی فضاء کا ہلکا پھلکا سا تصادم من میں حسین امتزاج پیدا کر دیتا تھا۔اردگرد تاحدِ نگاہ سبزہ ہی سبزہ دکھائی دے رہا تھا گرد آلود بگولوں کا نام ونشان تک نہ تھا۔لباس خاک آلود نہیں ہوا کہ اسے جھاڑنے کی نوبت آتی۔

درخت ونباتات اس سلیقہ اور صفائی سے اپنی اپنی جگہ پر پُرسکون ایستادہ تھے کہ

گویا اپنے پیدا کرنے والے کے حضور سجدہ ریز ہوں۔ گاہے گاہے بادِ بہاری اٹھکیلیاں کرتی تو وہ ایک جنبشِ مستانہ سے ہلنے لگتے۔ پرندے ان پر بڑے سکون کے ساتھ بے خوف وخطر بسیرا کئے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ آج وہ بھی فارغ ہیں اور یوم سکون منا رہے ہیں۔ سناٹا تھا کہ اس نے چاروں طرف اپنا سایہ پھیلا رکھا تھا۔ کبھی کبھی کسی پرندے کی ہلکی سی چہچہاہٹ اس سناٹے کو چیرتی ہوئی دل ودماغ میں اتر جاتی۔ اکّا دُکّا گاڑی قریب سے گزر جاتی۔ نہ کوئی آواز اور نہ ہی اس کا ہارن۔ اس کو دیکھ کر دل میں خیال گزرتا کہ کہاں گیا وہ ہمارے ہاں کا معروف جملہ کہ ''ہارن دو راستہ لو'' کوئی سائیکل سوار بغیر آہٹ کے جب پاس سے گزر جاتا تب کہیں جا کر پتہ چلتا کہ اوہ یہ سائیکل سوار اچانک کہاں سے آدھمکا؟ نہ اس کے مڈگارڈ کا شور اور نہ اس کے دیگر اعضاء کی چیخ وپکار۔ یہ کیسی سائیکل ہے؟ سڑک بھی ایسی ہموار کہ اس میں گڑھا نام کو بھی نہیں ورنہ اس کے گڑھے ہی کسی سواری کی آمد کا ڈنکا بجا دیتے۔

ریلوے لائن کے دونوں اطراف بلند حفاظتی آہنی جنگلے لگے ہوئے کسی ہوشمند ہمدردِ انسانیت قوم کی گواہی دے رہے تھے۔ ریل گاڑی چند قدموں پر قریب پہنچ کر اپنی موجودگی کا احساس دلاتی۔ اس کی بدولت ربوہ سکول کے زمانہ کی یاد دل میں انگڑائیاں لینے لگتی جب سکول کے راستے پر آتے جاتے دور بہت دور سے ہی کالے ریلوے انجن کی آمد اور چنگھاڑ سنتے ہی ہم جیسا ہر راہگیر اس کی دید کی تمنا لئے بصد احترام رک جاتا اور اس وقت تک اپنے قدموں سے نہ ہلتا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو جاتا۔

میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ دن صرف بدنی یا جسمانی سیر اور شادمانی کا ہی دن نہیں تھا بلکہ ہماری روحانی راحت وتسکین کا بھی وسیلہ تھا۔ ظاہری سیر کے ساتھ ساتھ ماضی کی سہانی یادوں اور گزری ہوئی دلچسپیوں کے ہجوم کو ساتھ لے کر چلنے کا دن بھی ثابت ہوا۔ پورا ایک گھنٹہ سیر کر کے گھر پہنچا۔ نہا دھو کر تازہ دم ہوا۔ پھر سَیر کے بعد سیر ہو کر کھانا کھایا۔ اس سیر کی لذت مستی اور خمار کا رنگ کچھ ایسا چڑھا کہ اب روزانہ ہی سیر کرنے کی عادت ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ڈھیروں ڈھیر اجرِ احسن سے نوازے ہمارے مرکزی کارکنان کو۔ ہمارے مہدی آباد کے زعیم صاحب مجلس اور ہمارے مہدی آباد کے منتظم صحت جسمانی صاحب کو جن کی منصوبہ بندی اور انتھک کاوشوں کے سبب اس عاجز کو سُستیاں ترک کر وطالب آرام نہ ہو کے روح پرور ارشاد پر عمل کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ فالحمدللہ علی احسانہٖ۔

# قیادت تعلیم القرآن

قیادت تعلیم القرآن کے سال 2013ء کے لائحہ عمل کے مطابق دوسری ٹرم یکم مئی تا 31/اگست 2013ء تک ہے۔

- اس دوران انشاء اللہ العزیز رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ کا بھی آغاز ہوگا۔ زعماء مجالس اور ناظمین علاقہ سے درخواست ہے کہ کوشش کریں کہ ہر ناصر قرآن کریم کا ایک دَور ضرور مکمل کرے۔ زعماء مجالس دَور مکمل کرنے والے خوش نصیب انصار کے اسماء کی فہرست ارسال فرمائیں تا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کے لئے ارسال کر سکیں۔
- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سالانہ اجتماع 2013ء کے موقعہ پر اپنے خصوصی پیغام میں تلاوت قرآن کریم کی اہمیت واضح کرتے ہوئے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ: سو فیصد انصار بھائیوں کو روزانہ باقاعدگی سے تلاوت کا عادی بنائیں۔
- رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں ہر مجلس درس القرآن کا انتظام کرے خواہ یہ درس روزانہ ایک رکوع کی تلاوت ترجمہ اور تفسیر پر ہی مشتمل ہو۔
- رمضان المبارک کے مہینہ میں زیادہ سے زیادہ قرآن سیمینار کا انعقاد کیا جائے۔ اس سلسلہ میں مختلف موضوعات پر مشتمل چند تقاریر انشاء اللہ العزیز بھجوائی جائیں گی۔
- اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انصار کو وقف عارضی کی اہمیت وبرکات سے آگاہ کریں اور جو ناصر اس سلسلہ فارم پُر کرنا چاہیں ان سے فارم پُر کروائے جائیں۔

(شیخ محمد یونس شاہد۔ قائد تعلیم القرآن مجلس انصاراللہ جرمنی)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''شیخ ابن عربی لکھتے ہیں کہ ایک صوفی تھے وہ حافظ قرآن تھے اور قرآن شریف کو دیکھ کر بڑے غور سے پڑھتے۔ ہر حرف پر انگلی رکھتے جاتے اور اتنی اونچی آواز میں پڑھتے کہ دوسرا آدمی سن سکے۔ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ آپ کو تو قرآن شریف خوب آتا ہے پھر آپ کیوں اس اہتمام سے پڑھتے ہیں، فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میری زبان، کان، آنکھ، ہاتھ سب خدا کی کتاب کی خدمت کریں۔''

(حقائق الفرقان جلد چہارم ص305)

مختصر رپورٹ

# بلاک اجتماعات 2013ء

## مجلس انصاراللہ جرمنی

رپورٹ مرتبہ: مکرم مبارک احمد شاہد صاحب، نائب صدر صف دوم

مجلس انصاراللہ جرمنی پچھلے چند سالوں سے ریجنل اجتماعات بلاکس کی سطح پر کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ ان اجتماعات کا مقصد اپنی تنظیم کے ممبران کی تبلیغی، تربیتی اور علمی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا، جسمانی صلاحیتوں کا جائزہ لینا اور اس سلسلہ میں دوران سال کی ہوئی کوششوں کو پرکھنا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بلاک اجتماعات سالانہ نیشنل اجتماع کی تیاری کا کام بھی کرتے ہیں کیونکہ ان بلاکس اجتماعات سے مختلف علمی مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار ہی نیشنل اجتماع کے موقع پر مقابلہ جات میں شامل ہو سکتے ہیں اور ورزشی مقابلہ کے لئے بھی یہاں سے ہی ٹیمیں منتخب کی جاتی ہیں جو کہ نیشنل اجتماع میں اپنے اپنے بلاک کی طرف سے نمائندگی کرتی ہیں۔ ان اجتماعات کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ ہر علاقہ میں انتظامی ٹیمیں بھی تیار ہو رہی ہوتی ہیں اور پھر اسی میں سے مختلف کارکنان نیشنل سالانہ اجتماع کے موقع پر خدمت کی توفیق پاتے ہیں۔ مجلس انصاراللہ جرمنی اس وقت 29 ریجنز پر مشتمل ہے ان ریجنز کے 8 بلاکس بنائے گئے ہیں۔ ان بلاکس کے نام جرمنی کے جغرافیائی اور علاقائی حوالہ سے رکھے گئے ہیں۔

امسال جنوری میں ناظمین علاقہ کے ساتھ ریفریشر کورس میں بلاکس اجتماعات کے متعلق مشورہ کیا گیا اس کے فوراً بعد مکرم و محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے ان بلاکس اجتماعات کے لئے منتظمین مقرر فرمائے۔ منتظمین اعلیٰ کو یہ ٹارگٹ دیا گیا کہ ماہ اپریل میں اجتماعات کے لئے جگہ کی تلاش کی جائے اور جگہ ملنے پر مرکز سے منظوری لے کر اجتماع کی تاریخ کا تعین کیا جائے۔ اس بات پر بھی زور دیا گیا کہ کوشش کی جائے کہ یہ اجتماعات سپورٹس ھال میں منعقد کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام منتظمین اعلیٰ نے بھرپور کوشش کی اور اسی مقررہ وقت میں اجتماعات کی جگہ حاصل کر لی اور اس کے مطابق اجتماع کی تاریخوں کا تعین کر کے مرکز سے منظوری حاصل کی۔ اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے 8 بلاکس میں سے 7 بلاکس کو اجتماعات سپورٹس ہال میں کروانے کی توفیق ملی۔ یہ تمام اجتماعات نہایت ہی کامیاب رہے۔ حاضری کا تناسب 65 فیصد رہا جو گزشتہ کئی سالوں کی نسبت بہت اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دینی و روحانی اجتماعات کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

ذیل میں بلاکس اجتماعات کی مختصر تفصیل دی جا رہی ہے۔

## بلاک بادن (Block Baden)

بادن بلاک میں ریجن بادن ہائیڈل برگ، بادن کالسروئے، من ہائیم اور فالز کے ریجن شامل ہیں۔ اس اجتماع کے لئے مکرمی صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے مکرم شبیر احمد صاحب ناظم علاقہ بادن ہائیڈل برگ کو منتظم اعلیٰ اجتماع مقرر فرمایا۔ مکرم شبیر احمد صاحب نے فوری طور پر اجتماع کے لئے جگہ کی تلاش کا کام شروع کر دیا اور چند ہی دنوں میں شہر ہائیڈل برگ میں ایک سپورٹس ہال کرایہ پر حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دے کر مرکز کو اطلاع دے دی۔ یہ اجتماع 21 اپریل 2013ء کو منعقد ہونا قرار پایا۔

21 اپریل بروز اتوار صبح 10 بجے اجتماع کا افتتاح پرچم کشائی سے ہوا جس میں لوائے انصاراللہ مرکزی نمائندہ خاکسار مبارک احمد شاہد نائب صدر صف دوم مجلس انصاراللہ جرمنی نے اور جرمنی کا قومی پرچم منتظم اعلیٰ اجتماع مکرم شبیر احمد صاحب نے لہرایا۔ اس کے بعد افتتاحی تقریب کا آغاز ہوا، تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مرکزی نمائندہ خاکسار مبارک احمد شاہد نے افتتاحی خطاب کیا۔ اجتماعی دعا کے بعد علمی، ورزشی مقابلہ جات کرائے گئے۔ ظہر و عصر کی نماز کے بعد معلم سلسلہ محترم

مقصود احمد علوی صاحب نے سیرت نبی کریم ﷺ کے متعلق خطاب فرمایا۔

آخر پر مکرم ومحترم چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی نے پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کیے اور اختتامی خطاب فرمایا۔

اس اجتماع میں مرکز کی طرف سے مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی، مکرم ملک اختر محمود صاحب نائب صدر اوّل، خاکسار مبارک احمد شاہد نائب صدر صف دوم، مکرم شاہد نصیر وڑائچ صاحب قائد تجنید شامل ہوئے۔ جبکہ مکرم شیخ منیر احمد صاحب نائب صدر سوم اور مکرم ڈاکٹر وسیم احمد طاہر صاحب رکن خصوصی اس بلاک میں رہائش پذیر ہیں اس لحاظ سے وہ اپنے اس اجتماع میں شامل تھے۔ اجتماع کے سلسلہ میں مکرم ظہور احمد صاحب ناظم علاقہ من ہائیم، مکرم قمر نعیم احمد صاحب ناظم علاقہ بادن کالسروئے اور مکرم عبدالماجد سلیم صاحب ناظم علاقہ فالس نے اپنا خصوصی تعاون پیش کیا۔

## بلاک ہیسن مٹے (Block Hessen Mitte)

اس بلاک میں ریجن ہیسن مٹے اور ہیسن نورڈ شامل ہیں۔ اس بلاک کے لئے مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے مکرم رفیع احمد خان صاحب ناظم علاقہ ہیسن مٹے کو منتظم اعلیٰ اجتماع مقرر کیا۔ مکرم رفیع خان صاحب نے جگہ کی تلاش کے ساتھ ایک انتظامی کمیٹی تشکیل دی اور اجتماع کے انتظامات کا کام شروع کر دیا۔ اس اجتماع کے لئے بھی ایک خوبصورت سپورٹس ہال کرائے پر لیا گیا اور 14.04.2013 کو اجتماع کا افتتاح پرچم کشائی سے ہوا۔ لوائے انصاراللہ مکرم صدر صاحب انصاراللہ جرمنی نے اور جرمنی کا قومی پرچم مکرم رفیع خان صاحب منتظم اعلیٰ نے لہرایا۔

افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم، عہد اور نظم سے ہوا بعد ازاں مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ اس کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد مکرم منور حسین طور صاحب معلم سلسلہ نے انصار سے سیرت نبی کریم ﷺ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اختتامی تقریب کے موقع پر مکرم مبارک احمد شاہد صاحب نائب صدر صفِ دوم نے پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم فرمائے اور اختتامی خطاب فرمایا۔ اس اجتماع میں مرکز کی طرف سے مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی، مکرم مبارک احمد شاہد صاحب نائب صدر صفِ دوم اور مکرم اسداللہ خان صاحب قائد تحریک جدید اور محمد ایوب خان صاحب قائد تربیت نومبائعین شامل ہوئے۔ علاوہ ازیں مکرم ملک اختر محمود صاحب نائب صدر اول، مکرم رانا خلیل احمد صاحب قائد عمومی، مکرم ظہیر احمد طاہر صاحب قائد اشاعت اور مکرم خواجہ رفیق احمد قائد ایثار اس بلاک کے ممبر ہونے کی بنا پر اجتماع میں شامل ہوئے۔ مکرم محمد ادریس صاحب ناظم علاقہ ہیس نورڈ نے اجتماع کی تیاری میں بھرپور تعاون پیش کیا۔

## بلاک ہیسن ویسٹ (Block Hessen West)

ہیسن ویسٹ کا بلاک اجتماع 14.04.2013 کو گروس گیراؤ میں منعقد ہوا۔ اس بلاک میں ریجن گروس گیراؤ کے علاوہ ریجن ریڈشٹڈ، ریجن ہیسن ویسٹ، اور ریجن ویس باڈن شامل ہیں۔ اس اجتماع کے لئے مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے مکرم بشارت نوراللہ صاحب ناظم علاقہ Hessen West کو منتظم اعلیٰ مقرر فرمایا۔ مکرم بشارت صاحب نے فوری طور پر ایک انتظامی کمیٹی تشکیل دی اور اجتماع کی تیاری کا کام شروع کر دیا۔

14 اپریل صبح نو بجے اجتماع کا آغاز پرچم کشائی سے ہوا۔ لوائے انصاراللہ خاکسار مبارک احمد شاہد نائب صدر صفِ دوم مجلس انصاراللہ جرمنی نے اور جرمنی کا جھنڈا مکرم بشارت نوراللہ صاحب منتظم اعلیٰ نے لہرایا۔ افتتاحی تقریب میں تلاوت، عہد اور نظم کے بعد خاکسار مبارک احمد شاہد نے انصار سے خطاب کیا اور علمی و ورزشی مقابلہ جات کے بعد مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ نے انصار سے خطاب فرمایا۔ اختتامی تقریب میں مکرم ومحترم صدر صاحب انصاراللہ جرمنی نے اختتامی خطاب فرمایا اور انصار میں انعامات تقسیم فرمائے۔

اس اجتماع میں صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی کے علاوہ خاکسار مبارک احمد شاہد نائب صدر صف دوم، مکرم راجہ محمد سلیمان صاحب قائد تبلیغ، مکرم اسداللہ خان صاحب قائد تحریک جدید، مکرم محمد ایوب خان صاحب قائد تربیت نومبائعین شامل ہوئے۔ اسی طرح مکرم شاہد جاوید صاحب قائد مال اور مکرم شاہد نصیر وڑائچ صاحب قائد تجنید اس بلاک کے ممبر کی حیثیت سے اجتماع میں شامل تھے۔ اجتماع کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے مکرم منور اکمل فانی ناظم علاقہ ریڈشٹڈ، مکرم عبدالسلام خان صاحب ناظم علاقہ گروس گیراؤ اور مکرم مسعود احمد سیپیا صاحب ناظم علاقہ ویس باڈن نے بھرپور کوشش کی۔

## بلاک مائن فرانکن (Block Main Franken)

یہ بلاک 2 ریجنز پر مشتمل ہے۔ ریجن ڈارمسٹڈ، ریجن مائن فرانکن۔ اس بلاک کے لئے محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے مکرم مبشر احمد صاحب ناظم علاقہ ریجن مائن فرنکن کو منتظم اعلیٰ اجتماع مقرر فرمایا۔ مکرم مبشر صاحب نے اجتماع کی جگہ کے حصول کے ساتھ ایک انتظامی کمیٹی تشکیل دی اور اجتماع کے کاموں کا آغاز کیا۔ اس اجتماع کے لئے ڈی برگ میں ایک ہال کرایہ پر لیا گیا۔ اجتماع کا افتتاح 21.04.2012 کو پرچم کشائی کی تقریب سے ہوا۔ مکرم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی نے لوائے احمدیت اور مکرم مبشر احمد صاحب منتظم اعلیٰ نے جرمنی کا قومی پرچم لہرایا۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت مکرم ظہیر احمد طاہر صاحب قائد اشاعت مجلس انصاراللہ جرمنی نے کی۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی نے انصار سے خطاب فرمایا۔ دعا کے بعد علمی وورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد تلقین عمل کے پروگرام میں مکرم ومحترم چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی نے انصار سے اُن کی ذمہ داریوں اور دعا کے فلسفہ کے متعلق خطاب فرمایا۔ اختتامی پروگرام میں خاکسار مبارک احمد شاہد نائب صدر صف دوم مجلس انصاراللہ جرمنی نے پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے اور اختتامی خطاب میں انصار کو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی اور اجتماع کے انتظامات کو سراہا۔

اس اجتماع میں مرکز سے محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی کے علاوہ مکرم ملک اختر محمود صاحب نائب صدر اوّل، خاکسار مبارک احمد شاہد نائب صدر صفِ دوم، مکرم شاہد نصیر وڑائچ صاحب قائد تجنید اور مکرم ظہیر احمد طاہر صاحب قائد اشاعت نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ، مکرم محمد ایوب خان صاحب قائد تربیت نومبائعین، مکرم نیر اقبال صاحب قائد تعلیم، مکرم اسداللہ خان صاحب قائد تحریک جدید اپنے بلاک کے ممبران ہونے کی حیثیت سے اجتماع میں شامل ہوئے۔

اس اجتماع میں انتظامی طور پر مکرم رشید الدین صاحب ناظم علاقہ ڈارم سٹڈ، مکرم وسیم احمد سندھی صاحب سابق ناظم علاقہ ڈارم سٹڈ نے بھرپور تعاون کیا۔

## بلاک مائن ٹاؤنس (Block Main Taunus)

اس بلاک کا اجتماع 21.04.2013 بروز اتوار فرنکفرٹ کے ایک خوبصورت سپورٹس ہال میں منعقد ہوا۔ یہ بلاک فرینکفرٹ ریجن، اوفن باخ ریجن، ٹاؤنس ریجن اور ڈیٹسن باخ ریجن پر مشتمل ہے۔ مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ نے مکرم فلاح الدین خان صاحب زعیم اعلیٰ فرینکفرٹ کو اس اجتماع کا منتظم اعلیٰ مقرر فرمایا۔ مکرم فلاح الدین خان صاحب نے اپنی ٹیم کے ساتھ بھرکوشش کی کہ اس سال اجتماع کے لئے سپورٹس ہال لیا جائے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیت السبوح کے قریب ایک خوبصورت ہال اجتماع کے لئے کرائے پر حاصل کرلیا گیا۔ اجتماع کا باقاعدہ آغاز 21 اپریل صبح نو بجے پرچم کشائی سے ہوا۔ مکرم ومحترم چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی نے لوائے انصاراللہ لہرایا اور مکرم فلاح الدین خان صاحب منتظم اعلیٰ اجتماع نے جرمنی کا پرچم لہرایا۔ افتتاحی تقریب میں مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے انصار سے خطاب فرمایا۔ بعدازاں ورزشی وعلمی مقابلہ جات کرائے گئے۔ تلقین عمل کے پروگرام میں مولانا محمد اشرف ضیاء صاحب مربی سلسلہ احمدیہ نے دعا کے فلسفہ کے متعلق پرمعارف خطاب فرمایا۔ اختتامی پروگرام میں مکرم ومحترم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ نے انصار سے خطاب فرمایا اور انعامات تقسیم کیے۔ مرکزی نمائندگان محترم صدر مجلس کے ساتھ مکرم ملک اختر محمود صاحب نائب صدر اوّل شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ مکرم شاہد محمود صاحب نائب صدر دوم، مکرم راجہ محمد سلیمان صاحب قائد تبلیغ اور مکرم محمد اکبر بیگ صاحب قائد وقف جدید، مکرم قمر احمد عطاء صاحب قائد صحت جسمانی اس بلاک کے ممبر ہونے کی وجہ سے اپنے اجتماع میں شامل ہوئے۔ اس اجتماع کو کامیاب بنانے میں مکرم خلیق اختر بسرا صاحب ناظم علاقہ ڈٹسن باخ، مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب ناظم علاقہ ٹاؤنس، مکرم آصف محمود صاحب ناظم علاقہ اوفن باخ نے بھرپور کوشش کی اور ہر وقت منتظم اعلیٰ کی معاونت کرتے رہے۔

## بلاک نورڈ (Block Nord)

بلاک نورڈ کا اجتماع 21.04.2012 کو ہمبرگ میں منعقد ہوا۔ یہ بلاک جرمنی کے نورڈ کے پانچ ریجنز پر مشتمل ہے۔ اس میں ہمبرگ، بوکسٹے ہوڈے، شلیسوک ہول شٹائن، زاکسن برنڈن برگ اور نیدرزاخسن کے ریجن شامل ہیں۔ اس اجتماع کے لئے مکرم صدر صاحب مجلس نے مکرم ناصر احمد بٹ صاحب ناظم علاقہ ہمبرگ ریجن کو منتظم اعلیٰ مقرر کیا۔ مکرم ناصر احمد بٹ صاحب نے انتظامی کمیٹی تیار کر کے مرکز کی اجازت سے اجتماع کا کام شروع کیا۔ اجتماع کے لئے ہمبرگ کے ایک

حصے میں سپورٹس ہال اور گراؤنڈ کرائے پر حاصل کئے گئے۔اجتماع کا آغاز پرچم کشائی سے کیا گیا۔لوائے انصاراللہ مکرم رانا خلیل احمد صاحب قائد عمومی مجلس انصاراللہ جرمنی نے اور جرمنی کا جھنڈا مکرم ناصر احمد بٹ صاحب منتظم اعلیٰ اجتماع نے بلند کیا۔افتتاحی تقریب اور دعا کے بعد مختلف علمی وورزشی مقابلہ جات کا انعقاد ہوا۔تلقین عمل کے پروگرام کے تحت مکرم لئیق احمد منیر صاحب مربی سلسلہ نے سیرت نبی کریم ﷺ پر خطاب فرمایا۔اختتام پر پوزیشن حاصل کرنے والے انصار کو مکرم رانا خلیل احمد صاحب قائد عمومی مجلس انصاراللہ جرمنی نے انعامات تقسیم کئے اور اختتامی خطاب فرمایا۔اس کے علاوہ مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب رکن خصوصی مجلس انصاراللہ بھی اجتماع میں شامل ہوئے۔اجتماع کے انتظامی معاملات میں ناظمین علاقہ مکرم راجہ محمد افضل صاحب ناظم علاقہ Niedersachsen، مکرم ناصر راجپوت صاحب ناظم علاقہ Buxtehude ، مکرم بشیر الدین صاحب ناظم علاقہ Holstein Schlesweg، مکرم قدیر احمد صاحب ناظم علاقہ Sachsen Brandenburg نے بھرپور تعاون کیا۔

## بلاک نورڈ رائن (Block Nordrhein)

بلاک نورڈ رائن کا اجتماع 07/اپریل 2013ء کو کولون میں منعقد کیا گیا۔اس بلاک میں ریجن نورڈ رائن اوسٹ، نورڈ رائن ویسٹ، رائن موزل، ویسٹ فالن نورڈ اور ویسٹ فالن زود کے ریجن شامل ہیں۔مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے مکرم خالد محمود صاحب ناظم علاقہ نورڈ رائن اوسٹ کو منتظم اعلیٰ مقرر کیا۔مکرم خالد محمود صاحب نے ایک انتظامی کمیٹی تشکیل دی جس میں تمام ناظمین علاقہ شامل تھے۔اسی طرح کوشش کے ساتھ ایک سپورٹس ہال شہر کولون میں بیت النصر کے قریب حاصل کرلیا گیا۔اجتماع کا افتتاح حسب معمول پرچم کشائی سے ہوا۔مجلس انصاراللہ کا پرچم محترم چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی نے اور جرمنی کا قومی پرچم مکرم خالد محمود صاحب منتظم اعلیٰ نے لہرایا۔

محترم صدر صاحب انصاراللہ جرمنی نے افتتاحی خطاب میں مجلس انصاراللہ کی ذمہ داریوں اور اجتماعات کی غرض وغایت پر روشنی ڈالی۔افتتاحی دعا کے بعد مختلف علمی وورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔بعدازاں مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے انصار سے خطاب فرمایا۔اختتام پر محترم صدر صاحب نے انصار میں انعامات تقسیم فرمائے اور اختتامی خطاب بھی فرمایا۔جس میں آپ نے مجلس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے انصار کو تعاون کی توجہ دلائی۔مرکز سے محترم صدر صاحب مجلس کے ہمراہ مکرم ملک اختر محمود صاحب نائب صدر اوّل، خاکسار مبارک احمد شاہد نائب صدر صفِ دوم مجلس انصاراللہ جرمنی، مکرم اسداللہ خان صاحب قائد تحریک جدید شامل ہوئے۔انتظامی معاملات میں مکرم نعیم اللہ خالد ناظم علاقہ رائن موزل، مکرم چوہدری عبدالواسع ناظم علاقہ ویسٹ فالن زود، مکرم قدیر احمد گوندل صاحب ناظم علاقہ ویسٹ فالن نورڈ اور مکرم منیر احمد صاحب ناظم علاقہ نورڈ رائن ویسٹ نے خصوصی تعاون کیا۔

## بلاک ورٹم برگ (Block Württemberg)

ورٹم برگ بلاک کا اجتماع 14/اپریل 2013ء کو بوبلنگن شہر کے ایک ہال میں منعقد ہوا۔اس بلاک میں ریجن ورٹم برگ نورڈ، ریجن ورٹم برگ زود اور ریجن بائرن شامل ہیں۔مکرم ومحترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے مکرم افتخار احمد صاحب ناظم علاقہ ورٹم برگ نورڈ کو منتظم اعلیٰ اجتماع مقرر فرمایا۔مکرم افتخار احمد صاحب نے ہال کے حصول کے لئے کوشش شروع کی اور جلد ہی ایک سپورٹس ہال حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔اجتماع کا باقاعدہ آغاز مقررہ وقت پر 14/اپریل کو تقریب پرچم کشائی سے ہوا۔لوائے انصاراللہ مکرم شاہد محمود صاحب نائب صدر دوم اور جرمنی کا قومی پرچم مکرم افتخار احمد صاحب منتظم اعلیٰ اجتماع نے فضا میں بلند کیا۔تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم شاہد محمود صاحب نائب صدر دوم نے انصار کو چند نصائح کیں۔دعا کے بعد علمی وورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔وقفے کے بعد محترم مولانا محمد احمد راشد صاحب مربی سلسلہ نے انصار سے خطاب فرمایا۔بعدازاں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے گئے۔مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے مکرم شاہد محمود صاحب نائب صدر دوم نے انصار سے اختتامی خطاب کیا۔مرکزی نمائندگان میں مکرم شاہد محمود صاحب نائب صدر دوم، مکرم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب رکن خصوصی اور مکرم قمر احمد عطاء صاحب قائد صحت جسمانی اس اجتماع میں شامل ہوئے۔انتظامی امور میں ملک نثار محمود صاحب ناظم علاقہ بائرن اور مسعود احمد گل صاحب ناظم علاقہ ورٹم برگ زود نے بھرپور تعاون کیا۔اللہ تعالیٰ ان اجتماعات میں شامل ہونے والوں اور تمام کارکنان کی خدمات کو قبول فرماتے ہوئے اجر عظیم سے نوازے۔آمین

# بلاک اجتماعات کی تصویری جھلکیاں

## *Block Main Taunus*














## *Block Hessen Mitte*





## *Block Württemberg*












## *Block Hessen West*





## *Block Hessen West*





## *Block Baden*














# *Block Nord*


وما أرسلناك إلا رحمة للعلمين
Liebe für alle Ha
ss für keinen
'Der Beste






لآ إله إلا الله محمد رسول الله







## *Block Nordrhein*










## *Block Mainfranken*









# مٹاپا، وجوہات اوراس کے بداثرات

# ورزش کے فوائد

## مٹاپا، وجوہات اوراس کے بداثرات

(مکرم ڈاکٹر ملک نسیم اللہ خان صاحب)

مٹاپا کیا ہوتا ہے؟

اگر کسی کا وزن، معیاری وزن کی آخری حد سے 10 فیصد بڑھ جائے تو اسے مٹاپے میں شامل کرلیا گیا ہے۔ جس شخص کا جتنا وزن زیادہ ہوگا۔ اتنا ہی برا اثر اس کی عمر پر پڑے گا۔ وزن کی زیادتی نہ صرف ہماری شخصیت کو متاثر کرتی ہے۔ بلکہ ہمارے روزمرہ کاموں پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔

### وجوہات

1۔ جسمانی خدوخال

انسان کی جسمانی ساخت کا اس میں بہت عمل دخل ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کے جسم پر چربی بہت تھوڑی ہوتی ہے اور جسامت کے اعتبار سے بہت پتلے ہوتے ہیں جو زیادہ بھی کھالیں تو کبھی موٹے نہیں ہوتے۔ ایسے لوگوں کے جسم میں ایسا متبادل نظام موجود ہوتا ہے جو زائد غذا کو متبادل چکنائی میں تبدیل ہونے اور جسم کے اندر جمنے سے روکتا ہے۔

دوسری قسم کے لوگ اپنے جسم میں بعض خاصے مضبوط عضلات رکھتے ہیں ان کے اندر جسمانی عضلات کو صحیح طور پر ڈھالنے کی وہ خصوصیت نہیں ہوتی۔

تیسری قسم کے لوگوں کی جسامت گول مٹول ہوتی ہے ان کی گردن چھوٹی اور موٹی ہوتی ہے۔ ٹانگیں اور بازو رچھوٹے اور موٹے ہوتے ہیں۔ ان کے جسم پر چربی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ان کے لئے اپنے جسم کو صحیح جگہ پر لانا بہت مشکل ہوتا ہے اور خاصا محنت طلب بھی ہوتا ہے۔

ایسے لوگ جن کے والدین کا وزن مناسب ہو۔ ان میں موٹا ہونے کا امکان بہت کم ہوتا ہے۔ اگر والدین میں سے ایک بھی موٹا ہو تو ان کے بچوں میں 40 فیصد موٹا ہونے کے امکانات ہوتے ہیں۔ اگر والدین دونوں موٹے ہوں تو ان کے بچوں میں 80 فیصد موٹا ہونے کے امکانات ہوتے ہیں۔

2۔ عادات

بہت سے لوگ اس لئے موٹے ہوجاتے ہیں کہ وہ جسمانی طور پر بہت سست ہوتے ہیں۔ اٹھنے، بیٹھنے، کھانے، پینے، گپ شپ کرنے اور لمبی تان کر سونے کے سوا انہیں اور کوئی کام نہیں ہوتا۔ کھانے پینے کی عادات میں بھی بہت فراوانی سے کام لیتے ہیں۔ گھی، مٹھائیاں، پھل، شربت، مکھن اور بہت سے چیزیں، جو کہ مٹاپے کا سبب بنتی ہیں بغیر کسی وجہ کے کھاتے رہتے ہیں۔

3۔ بیماری

مٹاپا ایک بیماری بھی ہے جو مختلف غدودوں کی کم عملی کی وجہ سے رونما ہوتی ہے۔ جن میں ٹھائرائیڈ غدود (Thyroid Glands) اور پچوٹری غدود (Pituitary Glands) شامل ہیں۔ جن کا مناسب علاج بہت ضروری ہے۔

4۔ خوراک کا زیادہ استعمال

ویسے تو بھوک کے نظام کو کنٹرول کرنے کے لئے ہمارے دماغ کا ایک حصہ ہے۔ جسے ہائپوتھیلامس (Hypo Thalamus) کہتے ہیں۔ ان غدود کے کسی خاص حصہ میں تکلیف کے بعد بھوک لگنا بند ہوجاتی ہے۔ اسی طرح ہائپوتھیلامس کے کسی اور حصہ میں انتہائی خرابی بھی مٹاپے کا سبب بنتی ہے۔ ویسے تو دودھ کا ایک گلاس اور ڈبل روٹی کے دو پیس کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتے مگر اتنی سی خوراک بھی ایک سال کے عرصہ میں بارہ کلوگرام تک وزن بڑھا سکتی ہے۔ کوکا کولا کی ایک بوتل اگر روزانہ پی جائے تو ایک ماہ میں ایک

پونڈ وزن بڑھ سکتا ہے۔ بہرحال اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وزن بڑھانا بہت آسان ہے اور وزن کم کرنا بہت مشکل ہے۔

مٹاپے کے بداثرات

مٹاپے کی وجہ سے برے اثرات دو طرح سے عمل میں آتے ہیں۔ 1۔ خاص مقام پر چکنائی کی تہہ جمنے سے وزن میں زیادتی۔ 2۔ جسم میں زائد خلیوں کو خوراک کی فراہمی کا مسئلہ۔

مٹاپے سے نہ صرف انسانی صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے بلکہ انسان کی شکل وصورت بھی بگڑ جاتی ہے۔ موٹے آدمی میں بہت جلد تھکاوٹ کا احساس پیدا ہوجاتا ہے۔

مٹاپے کا شکار افراد میں معدہ کی خرابی، بدہضمی وغیرہ اکثر رہتی ہے۔ ہرنیا کی بیماری، ٹانگوں کی وریدوں کا سکڑنا اور پھولنا موٹے افراد میں زیادہ ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو جوڑوں کے درد کی شکایت بھی عام دیکھنے میں آتی ہے۔ ان کا سانس جلد پھول جاتا ہے۔ دل کی بیماریاں بھی موٹے لوگوں میں زیادہ ہوتی ہیں۔ مٹاپے کا شکار افراد میں دل کا دورہ عام طور پر جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔ ایسے افراد میں شوگر (Diabetes) ہونے کے امکانات بھی قدرے زیادہ ہوتے ہیں اور ان کے خون میں کولیسٹرول (Cholestrol) بہت بڑھ جاتا ہے جس کی وجہ سے ہارٹ اٹیک کے علاوہ بلڈ پریشر بھی زیادہ ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حفظان صحت کے اصولوں پر چلنے کی توفیق دے اور لمبی صحت والی زندگی دے اور خدمت دین کی بھی توفیق دے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ یکم اگست 2009ء)

## پیدل چلنا صحت کے لئے مفید ہے

طب کی تاریخ اور جدید تحقیق دونوں ہی سے ثابت ہے کہ جسمانی سرگرمی، کسرت، پہلوانی، تیراکی وغیرہ سے صحت بہتر اور توانا رہتی ہے اور ورزشوں میں سے آسان اور سستی ورزش پیدل چلنا ہے۔

ایک تازہ رپورٹ کے مطابق جن لوگوں نے روزانہ 2000 قدم چلنے کا سلسلہ جاری رکھا، ان کے وزن میں اضافے کا سلسلہ رک گیا۔ ایک اور مطالعے نے ثابت کیا کہ جو لوگ روزانہ 10,000 قدم چلتے ہیں ان کا قلب اور شریانیں صحت مند اور توانا رہتے ہیں۔ جسمانی نقل وحرکت سے بلڈ پریشر کے علاوہ بلڈ گلوکوز یعنی خون کی شکر کی سطح بھی کم رہتی ہے۔

ہم سب کو جائزہ لینا چاہئے کہ ہم روزانہ کتنے قدم چلتے ہیں۔ 2000 قدم؟ 4000 قدم؟ یا اوپر مذکورہ 10,000 قدم؟ آپ اگر واقعی روزانہ حرارے (کیلوریز) جلانے کی رفتار بڑھانا چاہتے ہیں پھر زیادہ قدم اٹھائیے یعنی زیادہ چلئے، اس طرح آپ کا وزن ہی کم نہیں رہے گا بلکہ صحت کے دوسرے فائدے بھی آپ کے حصے میں آئیں گے۔ قدم گن گن کے چلئے، اچھی صحت بھی آپ کے ہم قدم ہوگی۔

آج کل مارکیٹ میں قدم پیما آلہ دستیاب ہے۔ پیڈومیٹر نامی یہ آلہ آسانی سے پینٹ، شلوار وغیرہ کے ساتھ لگایا جاسکتا ہے۔ اس میں آپ کا ہر قدم ریکارڈ ہوتا رہتا ہے۔ بعض میٹروں میں فاصلہ، وقت اور جلنے والے حراروں کی تعداد بھی ریکارڈ ہوجاتی ہے لیکن یاد رہے اس قسم کے آلے ذرا پیچیدہ ہوتے ہیں، اس لئے سیدھا سادہ آلہ خریدنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ آلہ ضروری نہیں، آپ اپنی انگلیوں سے بھی یہ کام لے سکتے ہیں۔ ہر ہفتے اٹھنے والے قدموں کی تعداد میں اضافہ آپ کو منزل صحت سے قریب تر کرتا جائے گا۔

پیدل چلنے کا فیصلہ کرنے کے بعد طے کیجئے کہ آپ روزانہ کتنے قدم چلیں گے، فرض کیجئے کہ آپ کل صبح 2000 قدم چلنے کا ارادہ کرلیتے ہیں تو ضرور اتنے قدم چلئے لیکن ہمارا مشورہ ہے کہ پہلے ہی دن اتنے قدم نہ اٹھائیے بلکہ صرف 500 قدم ہی چلئے اور ایک ہفتے بعد یہ تعداد بتدریج بڑھاتے جائیے۔ ہر ہفتے 500 قدم کے اضافے کی رفتا مناسب ہے، اس طرح آپ آرام اور سہولت کے ساتھ 2000 قدم کا ہدف یا ٹارگٹ حاصل کرلیں گے۔

روزانہ 2000 قدم کا ٹارگٹ حاصل کرنے کے بعد دھیرے دھیرے 10,000 قدم روزانہ کے ہدف کی طرف اپنی پیش قدمی جاری رکھئے۔ اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ آپ دن بھر میں اپنے آنے جانے کے دوران اٹھنے والے قدموں کا حساب بھی رکھیں، مثلاً بازار آنے جانے کے دوران آپ کتنے قدم چلے یا کھانے کے کمرے سے باورچی خانے آنے جانے کے لئے آپ نے جو قدم اٹھائے انہیں بھی کل قدموں کی تعداد میں بڑھا لیجئے، ہاں سیڑھیاں چڑھنے اترنے کا حساب بھی اس میں شامل کرلینا چاہئے تاکہ آپ درد یا بے آرامی کے شکار نہ ہوں۔ آپ اپنے ذہن سے کام لے کر بھی قدموں کی تعداد میں نئے نئے ڈھنگ سے اضافہ کرسکتے ہیں۔

(ہمدرد صحت اکتوبر 2008ء)

# ممتاز جرمن سیاستدان ۔Bismark

مرسلہ: مکرم تنویر احمد ناصر صاحب ۔ Hof

آٹو ایڈورڈ پولڈوان بسمارک جرمنی کا مشہور سیاستدان اور مدبر تھا جو آہنی چانسلر کے خطاب سے معروف ہے۔

وہ یکم اپریل 1815ء کو پروشیا کے مقام پر پیدا ہوا جو اس وقت جرمنی کی 39 ریاستوں میں سب بڑی اور سب سے مستحکم ریاست تھی۔ 1847ء میں وہ اپنی ریاست کی اسمبلی کا رکن منتخب ہوا۔ اسمبلی میں اس کی تقاریر بہت جلد حکمرانوں کی توجہ کا مرکز بن گئیں اور اسے روس اور فرانس میں جرمنی کا سفیر بنا کر بھی بھیجا گیا۔



1862ء میں اسے شاہ فریڈرک ولیم چہارم نے پروشیا کی وزارت اعلیٰ اور وزارت خارجہ کے عہدوں پر فائز کر دیا۔ ان عہدوں کو سنبھالنے کے بعد بظاہر سیاسی چالوں سے بے بہرہ اس شخص نے وہ کام کیا جو جرمنی کی تاریخ میں کسی نے انجام نہیں دیا تھا۔ اس نے 1815ء سے جرمنی کی ریاستوں کو متحد کرنے کی، جو تحریک چل رہی تھی، اسے کامیابی سے ہمکنار کیا۔ اس کے لئے اس نے ہر قسم کا حربہ روا رکھا بلکہ ضرورت پڑنے پر لشکر کشی بھی کی۔ بسمارک طبعاً جنگ کو پسند نہیں کرتا تھا بلکہ امن وامان کو برقرار رکھنے کا خواہاں تھا۔ چنانچہ اپنی خارجہ حکمت عملی میں وہ صلح وسلامتی کی راہ پر ہی گامزن رہا۔ بسمارک بڑا ہوش مند سیاستدان تھا جو صلح وامن کو سیاست کی شطرنج کے مہرے خیال کرتا تھا اور ایک کی بجائے دوسرا مہرا اس وقت استعمال کرتا تھا جب اس پر یہ آشکار ہو جاتا تھا کہ حصول مطلب کے لئے اس کا استعمال ضروری ہے۔

1871ء سے 1888ء تک بسمارک نئی جرمن سلطنت کا چانسلر رہا۔ اس دوران اس نے یورپ میں امن وامان اور صلح وسلامتی کو قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ خود جرمنی میں بھی اس نے سماجی جمہوریت کو پروان چڑھایا اور اس کے عہد میں جرمنی میں صنعتی میدان میں بھی بڑی ترقی کی۔

1888ء میں قیصر ولیم دوم برسر اقتدار آیا تو بسمارک اپنے عہدے سے دستبردار ہو گیا اور ولیم دوم کی پالیسوں پر نکتہ چینی کرتا رہا۔ پہلی جنگ عظیم کے آغاز نے ثابت کر دیا کہ بسمارک کی نکتہ چینی بالکل بجا تھی اور قیصر ولیم دوم کی پالیسیاں جرمنی کے لئے نقصان دہ تھیں۔ 30/جولائی 1898ء کو بسمارک کا انتقال ہو گیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ماموریت کا پہلا الہام 1882ء میں ہوا جس کے بعد 1885ء میں حضور نے حقانیت دین اور اشاعت ''براہین احمدیہ'' سے متعلق اردو میں بیس ہزار اور انگریزی میں بارہ ہزار کے قریب اشتہارات شائع کئے جنہیں رجسٹری کرا کر دنیا بھر کی قوموں کے رہنماؤں، امیروں اور سربراہان مملکت کے نام روانہ کیا جو اس زبردست قوت ایمان کا آئینہ دار تھا جو آپ کے قلب مبارک میں دعوت حق کے لئے بحر ذخار کی طرح موجزن تھی۔ ان اشتہاروں کا اردو متن اور ترجمہ حضور نے خود اپنی مشہور عالم کتاب ''سرمہ چشم آریہ'' سے منسلک فرما کر ہمیشہ کے لئے ریکارڈ کر دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 319-320)

حضرت اقدسؑ نے کتاب ازالہ اوہام صفحہ 113-114 حاشیہ طبع اوّل (1891) میں ان اشتہارات وخطوط کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ آپ نے اس زمانہ کی سب سے بڑی برطانوی ایمپائر کے شہزادہ ولی عہد (ایڈورڈ ہفتم) اور ''وزیر اعظم تخت انگلستان گلیڈ سٹون'' کے علاوہ جرمنی کے شہزادہ بسمارک کے نام بھی اشتہارات وخطوط روانہ کئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اس عاجز کی نسبت ہر یک غور کرنے والے پر ظاہر ہوگا کہ یہ عاجز اسی قوتِ ایمانی کے جوش سے عام طور پر دعوت اسلام کے لئے کھڑا ہوا اور بارہ ہزار کے قریب اشتہارات دعوت اسلام رجسٹری کرا کر تمام قوموں کے پیشواؤں اور امیروں اور والیانِ ملک کے نام روانہ کئے یہاں تک کہ ایک خط اور ایک اشتہار بذریعہ رجسٹری گورنمنٹ برطانیہ کے شہزادہ ولی عہد کے نام بھی روانہ کیا اور وزیر اعظم تخت انگلستان گلیڈسٹون کے نام بھی ایک پرچہ اشتہار اور خط روانہ کیا گیا۔ ایسا ہی شہزادہ بسمارک کے نام اور دوسرے نامی امراء کے نام مختلف ملکوں میں اشتہارات وخطوط روانہ کئے گئے جن سے ایک صندوق پُر ہے۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 156 حاشیہ)

(ماخوذ از: روزنامہ الفضل یکم اپریل 2009ء)

# چیریٹی واک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس عاملہ انصاراللہ جرمنی کے ساتھ ملاقات میں ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ ''انصار بھی چیریٹی واک کریں۔ برطانیہ میں انصار، خدام دونوں اپنی اپنی کرتے ہیں۔ یہاں کے انصار، خدام دونوں علیحدہ علیحدہ وقت میں علیحدہ علاقوں میں کر سکتے ہیں۔ مثلاً خدام فرنکفرٹ میں اور انصار ہمبرگ میں کر سکتے ہیں''۔ فرمایا ''اگر بڑی عمر کے لوگ چیریٹی واک کریں تو اس کا بہت اچھا اثر ہوگا ان کو جیکٹس دیں اور جیکٹس کے اوپر چیریٹی واک کا لوگو ہو۔ 80 سال کی عمر کے بزرگ اگر واک کریں تو اس کا بہت اچھا اثر ہوگا'' فرمایا ''خدام اور انصار نے اپنی اپنی چیریٹی واک کے لئے علیحدہ علیحدہ جگہ کا انتخاب کرنا ہے۔ برلن میں کر سکتے ہیں۔ دوسرے چھوٹے چھوٹے شہروں میں کر سکتے ہیں اور جو آمد ہے اس کا 80 فیصد لوکل چیریٹیز کو دیں اور باقی بیس فیصد بیشک ہیومینیٹی فرسٹ کو دے دیں''۔ فرمایا ''اگر یہاں چیریٹیز کے لئے رقم اکٹھی کرنے کا رواج نہیں ہے تو اس رواج کا تعارف کروائیں اور پھر چیریٹیز کے لئے رقم اکٹھی کریں اور باقاعدہ ایک پروگرام کا انعقاد کر کے یہ رقم مختلف چیریٹیز کو دیں۔ اس چیز کا تعارف تو کروائیں۔ پریس اور میڈیا کو بھی Invite کریں۔'' (روزنامہ الفضل ربوہ 9 جنوری 2013)

حضور اقدس کے ان ارشادات کی روشنی میں فیصلہ ہوا ہے کہ اس سال مجلس انصاراللہ جرمنی اپنے تمام بلاکس میں چیریٹی واک کرے۔ اور جس بلاک میں چیریٹی واک کا انعقاد ہو اس بلاک کے تمام انصار اس پروگرام میں شامل ہوں تا کہ جس مقام پر یہ واک ہو رہی ہو وہاں کے لوگوں کو بھی جماعت کا تعارف ہو۔ اور خصوصی طور پر جب بڑی عمر کے بزرگ انصار اس میں حصہ لیں گے تو اس کا بہت اچھا اثر ہوگا۔ حضور کے ارشاد کے مطابق تمام انصار کے لئے جیکٹس جس پر احمدیہ چیریٹی واک کا لوگو ہوگا مہیا کی جائیں گی۔ چیریٹی واک کی آمد سے Welt Hunger Hilfe اور SOS Kinderdorf کے علاوہ Humanity First جیسی تنظیموں کو رقم ادا کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں کہ رقم اکٹھی کرنے کے رواج کا تعارف تو کروائیں یہ تجویز ہے کہ تمام انصار اپنے جرمن نیز دیگر اقوام کے واقف کار ہمسائے، ساتھ کام کرنے والے ساتھی، ڈاکٹرز، برگرماسٹر، علاقائی سیاسی و سماجی نمائندوں سے اس مدّ میں رقم اکٹھی کریں۔ علاوہ ازیں احمدی کاروباری اور صاحبِ ثروت حضرات نیز دیگر احمدی احباب کو بھی اس میں شامل کر سکتے ہیں۔ اس ضمن میں رسید بکس اور آن لائن اکاونٹ بھی آپ کو بجھوا دیا جائے گا۔ خاکسار جرمنی کے طول و عرض میں بسنے والے ہر ناصر سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنے پیارے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے پورے ذوق وشوق اور جانفشانی سے اس کارِ خیر میں بھرپور حصہ لے گا اور خدمتِ دین اور خدمت انسانیت کے اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنی بہترین خدمات پیش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ چیریٹی واک کا پروگرام حسب ذیل ہے:

| نمبر شمار | تاریخ | مقام | نام بلاک |
|---|---|---|---|
| 1 | 17 اگست 2013 | Riedstadt | Hessen West Block |
| 2 | 17 اگست 2013 | Hattersheim | Maintaunus Block |
| 3 | 17 اگست 2013 | Neuss | Nordrhein Block |
| 4 | 18 اگست 2013 | Hamburg City | Nord Block |
| 5 | 18 اگست 2013 | Böblingen | Württemberg |
| 6 | تاریخ کا تعین نہیں ہوا | Mannheim | Baden Block |
| 7 | تاریخ کا تعین نہیں ہوا | Würzburg | Mainfranken Block |
| 8 | تاریخ کا تعین نہیں ہوا | Marburg | Hessen Mitte Block |

چوہدری افتخار احمد صدر مجلس انصاراللہ جرمنی

dass wir solche Sachen machen, "Der beste unter euch ist der, der seine Frau am besten behandelt", ein riesiges Plakat in dem Frankfurter Bahnhof. Die Araber hatten Tränen in den Augen, das erste Mal, dass wir etwas positives über den Islam lesen. Und zu Hause, wenn meine Frau sagt "Hush, chup, chup", dann gehe ich mit meiner Frau um, wie mit einer zweit- oder drittrangigen Person. Nein, da muss ich meine Frau auch auf Händen tragen. Da muss ich das machen, was der Prophet Mohammad[saw] gesagt hat, zu Hause. Da muss ich eine Atmosphäre zu Hause schaffen, die von Zärtlichkeit, von Liebe, von Mitgefühl, von Miteinander geprägt ist. Machen Sie lieber Dua. Machen Sie lieber Dua. Also es geht doch einfach darum, dass wir als Ansar, wenn wir das Oberhaupt der Familie sind, auch mehr und mehr über den Islam lernen müssen. Wir dürfen nicht aufhören zu lernen. Nie hört ein Muslim auf zu lernen. Ich weis nicht, irgendwann habe ich mal diese Rede gehalten, über Ethik of Business. Sorgen Sie dafür, dass in Ihren Familien z.B. wenn da Business untereinander gemacht wird, nur wenn der eine dem anderen ein bisschen Geld leiht, dass man das schriftlich macht. Bringen Sie das so Ihren Kindern bei. Wenn Sie Ihren Kindern zehn Euro leihen, und Sie erwarten, es kommt zurück, dass Sie das schriftlich machen. Dann lernt Ihr Kinder später auch, wenn er mit einem anderen Kollegen, Business macht, dass er alles schriftlich macht. Wir haben so viele Probleme bei Amoor-e-Aama, die wir regeln und schlichten müssen. Und was haben wir, wir haben nichts Schriftliches. Solche Sachen und da könnte ich noch ganz viele Sachen erzählen, wir müssen die islamische Praxis leben. Die müssen wir einführen. Angefangen von Dreck, den wir in der Wohnung verbreiten, da müssen wir auch für Ordnung und Sauberkeit sorgen. Und dann kann man auch in der Stadt oder in der Gemeinde und in Gesellschaft, für Ordnung und Sauberkeit streiten. Denn das Leben ist so kurz. Wir müssen jede Möglichkeit nutzen etwas zu verändern. Und wenn jemand sich wirklich mit wachen Augen in seiner Umgebung bewegt, dann sieht er immer wieder Möglichkeiten sich zu verbessern. Immer wieder Möglichkeiten sich zu verbessern. Anderen zu helfen, lebenswürdig zu sein, wir müssen es nicht damit bewenden lassen, dass wir jetzt Bäume pflanzen. Natürlich, wir müssen jedes Jahr einen Baum pflanzen in einer Gemeinde. Die Gemeinde brauchen viele Bäume und das soll eine regelmäßige Institution werden, genau wie jeden 1. Januar die Khuddam diese Reinigungsaktion machen, so sollen die Ansar jedes Jahr mindestens einen Baum pflanzen. Kleine Bäume kann man mehr pflanzen, die sind nicht so teuer, aber ich habe zu Hazur-e-Aqdas auch vor kurzem gesagt, als er gesagt hat, dass sie in England 1200 Bäume haben, ja aber die kriegen auch nur einen Artikel in der Zeitung dafür. Also unsere Aktion ist sehr effektiv, aber wir müssen noch mehr machen. Am 1. Mai, ich weis nicht, ob Ihnen das aufgefallen ist, da war schönes Wetter. Überall Fahrradfahrer in der Gegend. Und wo gehen die hin? In den Kneipen. Nein, wir müssen unsere Moscheen aufmachen, wir müssen in den Höfen der Moscheen Bänke hinstellen, Getränke anbieten, Samosa, Pakora usw. Oder am Tag der offenen Tür, wir müssen gucken, dass die vielen Leute, die mit den Fahrrädern in der Gegend unterwegs sind, dass sie auch an der Moschee vorbei fahren. Da sind Leute, die waren noch nie in einer Moschee, denen müssen wir den Weg zur Moschee öffnen. Es gibt so viele Möglichkeiten, wo man sich selber in seiner Gemeinde Gedanken machen kann, wie kann ich den Leuten diese Berührungsängste nehmen, in einer Moschee zu gehen. Mit dem Fußballspielen z.B. Ganz normale Leute kamen in die Moschee und haben sich da wohl gefühlt. Die wären nie auf eigener Initiative in die Moschee gegangen. Wir müssen uns Gedanken machen, wie können wir den Menschen hier in Deutschland erst mal diesen Misstrauen nehmen vor dem Islam. Das sind immer noch 51 % der Deutschen die sagen, der Islam ist gefährlich, da muss man Angst haben davor. Wir müssen sie in unsere Moscheen führen und auch den anderen Muslimen zeigen, wie das geht. Also wir kommen jetzt zum Schluss. Dieses Ijtema ist ja so die Auftaktveranstaltung für dieses Jahr. Wir haben bald die Shura, wir haben bald die Jalsa Salana und die UK Jalsa Salana und heute kann man sagen, jetzt gehts los. Und ich hoffe, dass die Ansar wissen, dass Sie als die Oberhäupter in den Familien sehr viel bewirken können, wenn Sie zu Hause auch mit Hiqmat, mit Liebe, mit auch Mut zu Hause versuchen die Verhältnisse positiv zu beeinflussen und positiv zu bewältigen. Und bitte machen Sie sich Gedanken und sprechen Sie mit Ihren Kindern, Ihrer Familie darüber und gucken Sie sich im Fernsehen solche Debatten an, solche Talkshows an und dann vergleichen Sie diese Diskussionen über Moral in der Gesellschaft mit den Diskussionen über Moral in unserer Jamaat. Und da sehen Sie parallelen. Dann können Sie auch mit dem Nachbarn über so was sprechen und dann können Sie auch mit anderen Leuten ins Gespräch kommen und sagen, was lehrt der Islam eigentlich da. Also nochmals "bohot, bohot Mubarak" an diese vielen Aktionen, die die Ansarullah jetzt machen und jetzt warten die großen Pokale darauf, dass sie an die Sieger überreicht werden. Und das wird jetzt als nächstes stattfinden. JazakAllah.

barungen und Prophezeiungen heißt. Allah wird nicht diese Leute diesen Erfolg machen lassen können, die genau das Gegenteil in ihrem eigenem Haus machen. Das geht nicht! Das ist wie eine mathematische Gleichung. Das kann einfach nicht funktionieren. Zu dem was der Verheißene Messias[as],was ich zuvor zitiert habe, sagt Hazur in einer Khutba, den er 2008 gehalten hat, mit diesem Auszug den ich von Hazrat Massih-e-Maud[as] vorgelesen habe, möchte ich jeden Menschen Aufmerksam machen, die in westlichen Ländern Sozialhilfen nehmen, in verschiedenen Ländern, welchen Namen auch immer die Sozialhilfe im jeweiligem Amt trägt, ist diese Leistung seitens Staates eine Unterstützung welche Obdachlosen oder Hilfsbedürftigen zukommt oder jenen, die ein geringes Einkommen haben. Dies damit diese Leute je nach Staat wenigstens einen solchen Lebensstandard haben, den dem Menschen ein anständiges Leben sichert und die alltäglichen Bedürfnisse eines Menschen befriedigen kann. Und dann sagt Hazur weiter, ich habe erfahren, dass einige Leute oder mehrere Leute ein kleines selbstständiges Geschäft führen oder als Angestellte arbeiten, ihre Arbeit jedoch nicht auf vollständiger Art und Weise ersichtlich ist oder im Taxibereich und ähnlichen Arbeiten gleichzeitig vom Staat durch Weitergabe von falschen Angaben soziale Unterstützung nehmen. Am Schluss sagt Hazur, folglich wenn auch nur einige unter uns so sind, so entfernen Sie sich nicht nur von Allah, sondern bringen auch die Jamaat in Verruf. Sie sind der Grund für die Abnahme des Ansehens das die Jamaat in staatlichen Kreisen und unter den Menschen genießt. Wir können dieses Problem nicht immer weiter vor uns herschieben und das kann auch nicht nur der Amir regeln oder die Amlaa regeln oder die "Zeli Tanzeems" regeln. Das müssen wir alle, alle müssen Verantwortung übernehmen und müssen dieses Gespräch auch führen, diese Diskussion in der Jamaat. Wir möchten nicht eine Diskussion in der Jamaat führen, wie man den Staat besser betrügen kann, sondern ganz im Gegenteil, wie man es schaffen kann ohne Betrug hier in diesem Land zu leben. Das muss die Diskussion sein. Aber wir haben mittlerweile in der Diskussion unter verschiedenen Teilen der Jamaat, wo man sich gegenseitig Tricks vermittelt, wie man da wieder neue Betrügereien machen kann. Okay man kann darüber diskutieren, dass der Staat auch keine klaren und deutlichen Gesetze hat und deswegen gibt es eben diese großen Schwierigkeiten. Das ist richtig! Aber die Jamaat hat klare und deutliche Gesetze. die Jamaat hat klare und deutliche Gesetze. Hazur sagt in eine dieser Khutbas, da sagt er ganz klar (das war an den Amir gerichtet), also wenn solch eine Person bekannt wird, man ihr die Abnahme der "Chanda" verweigern soll. Wenn man von solchen Leuten kein "Chanda" nimmt, dann wird es die Jamaat-Chandajaat nicht beeinflussen, inshaAllah. Und wenn es sie doch beeinflusst, dann macht es auch keinen Unterschied. Zu mindestens wird das Geld, was Gott vorgelegt wird, rein sein. So sage ich diesen Leuten, wenn diese auch gering in der Zahl sind, wenn sie Gott nicht als Versorger ansehen, dann benötigt Gott auch nicht ihr Geld für Seine Religion. So ist ihre Angelegenheit bei Gott, behandle Er euch, wie Er möge. Wir hatten vor einigen Tagen in der Jamia ein Besuch von der Universität Giesen, da ist der Vizepräsident mit drei, vier Professoren und noch anderen Angestellten gekommen und die haben sich die Jamia angucken wollen. Die waren Überrascht! Die waren Baff, wie man so schön sagt. Die haben sich nicht vorstellen können, dass es in Deutschland eine Jamaat gibt, eine islamische Organisation, die so eine Organisation führt, mit so einem hohen akademischen Organisationsgrad und Inhalt. Die waren Baff. Wir geben den Leuten Hoffnung und wenn wir dann den Leuten diese Hoffnung wieder nehmen, indem wir eben sagen, wir sind genauso korrupt, wir haben genau solche Schwierigkeiten, diese Religion, die uns ermöglicht solche Dinge zu machen, ermöglicht es uns nicht in unseren Häusern aufzuräumen. Sauber zu sein, sauber zu werden. Wirklich Tarbiyyat zu machen. Das kann doch nicht sein. Da müssen wir doch alle sagen, das ist eine Herausforderung die müssen wir alle bewältigen. Und deswegen möchte ich die Ansar als erstes mit ins Boot nehmen, dass wir etwas machen, dass wir etwas machen müssen, dass muss jeder von Ihnen, jeder von uns muss das begreifen. Wir haben es geschafft, durch Aktionen wie diese Baumpflanz-Aktion, wie die Reinigungsaktion am 01. Januar, den Leuten zu vermitteln, dass wenn sie Islam lesen, es auch dazu gute Nachrichten gibt. Dass man sich freut. Man Freut sich über eine Baumpflanzung. Man freut sich, wenn junge Leute morgens früh mit dem Bürgermeister zusammen, mit der Stadtverordnung in der Stadt sauber machen. Islam steht da. Das erleben die Leute gar nicht. Das ist die Ahmadiyya Muslim Jamaat, die dafür steht. Da war die Sprecherin von Zentralrat der Muslime, die mich neulich in einem Islam-Forum angesprochen hat über "Herr Wagishauser, was Sie da machen, diese Plakataktionen, diese Flyeraktionen, fantastisch. Wir möchten jetzt auch etwas mit Ihnen zusammen machen." Selbst die Nicht-Ahmadi Muslime kapieren langsam, dass die Ahmadis etwas machen, was genau das Richtige ist. Aber das ganze muss nachhaltig sein. Da muss unsere Atmosphäre zu Hause auch stimmen. Die muss dazu gehören. Es geht nicht,

weder in die Moschee gehen, wenn sie in der Nähe ist, oder in der Familie im Haus dafür sorgen, dass diese Tradition, diese spirituelle Tradition lebendig gehalten wird. Wir haben doch einen moralischen Anspruch in dieser Gesellschaft, wir haben doch den moralischen Anspruch, dass der Verheißene Messias[as] gekommen ist, um in dieser Zeit den Menschen Leitung zu geben. In dieser schwierigen Zeit, wo die islamischen Gelehrten die schlimmsten Kreaturen unter dem Himmelszelt sind, dann wird der Verheißene Messias[as] kommen, dann wird er seine Jamaat etablieren und dann wird er Leitung nicht nur den Muslimen, sondern auch den Nicht-Muslimen geben. Da glauben Sie doch dran, da glauben Sie doch daran, dass was der Verheißene Messias[as] uns gesagt hat. Und wir leben im Moment hier in Deutschland, in einem Land, wo über Moral diskutiert wird. Das ist im Moment ein ganz heißes Thema wenn über die Verfehlung über einen Ulli Hoeneß gesprochen wird und diskutiert wird in jeder zweiten Talkshow, wenn darüber gesprochen wird, dass betrügen und lügen und den Staat zu betrügen, dass das ein Vergehen ist, dass das nicht gut ist, dann ist das doch in unserem Sinne, dann ist das doch eine Diskussion, die wir auch führen in unserer Jamaat, dass wir rechtschaffener und gottesfürchtiger werden müssen, dass wir den Staat nicht betrügen sollen. Das ist doch im Moment genau das was wir wollen, dass im Grunde genommen in unserer Gesellschaft in der wir leben, ich weis nicht, ob das in der USA, in England, Frankreich, wie das da läuft, das ist auch nicht unser Problem. Wir leben hier in Deutschland. Wir machen hier unsere Charity Walks, wir machen hier unsere Baumpflanzaktionen und hier führen wir unsere Diskussionen. Und deswegen müsse wir den Menschen auch die Inhalte vermitteln. Aber wenn wir schon Probleme haben in unserer Jamaat, wie wollen wir den anderen den Weg aus dieser schwierigen Situation zeigen? Das Problem ist doch, dass wir im Moment sehen, dass die Leute in dieser Gesellschaft immer mehr Vorbilder verlieren. Der letzte war vielleicht so ein Sportmensch, der immer moralisiert war, dass man rechtschaffen, dass man ehrlich sein muss. Die Leute haben schon längst den Glauben an die Kirchen z.B. verloren, weil sie da mitbekommen haben, dass Lehrer, Pfarrer, dass Bischöfe Kinder missbraucht haben. All das mussten die Leute in dieser Gesellschaft schon erleben. Dass z.B. auch islamische Gruppierungen, Gelder die sie für Moscheen sammeln, dass sie die missbrauchen, dass sie die kriminell einfach in die eigene Taschen stecken. All das erleben die Leute. Wenn wir sagen, der Verheißene Messias[as] ist gekommen um eine Leitung zu bringen, dann müssen wir darauf achten. Im Moment sind wir noch nicht bekannt, wir werden aber täglich bekannter in Deutschland. Täglich werden wir bekannter. Nicht nur durch jeden Baum, den wir pflanzen, durch edn Charity Walk, den wir machen, durch jede Reinigungsaktion, die wir im Silvester machen. Mittlerweile kennen die Leute die Ahmadiyya Muslim Jamaat und die wird wachsen inshaAllah und dann werden die Leute auch uns überprüfen, wer sind wir, was machen wir. Und wenn die Leute dann mitkriegen, dass wir z.B. Sozialhilfen beziehen und nebenbei noch Taxi fahren und nebenbei noch ein Geschäft haben all diese Sachen, dann wird man sich über uns kaputt lachen. Dann wird man sagen, das sind genau die gleichen, die machen genau das Gleiche was unsere Obigen auch die ganze Zeit gemacht haben und die gleiche Enttäuschung wird für diese Leute da sein. Wie wollen unsere Kinder Ehrlichkeit lernen, wenn Sie in ihren eigenen Häusern mitkriegen, dass der Vater nicht ehrlich ist? Ich mein, das muss uns doch klar sein. Wir können doch nicht also solche Dinge einfach täglich begehen, und einfach sagen, das läuft schon, Hazur wird seine Khutba schon halten und das wird schon klar gehen, das wird schon irgendwie funktionieren. Jeder Einzelne von uns ist Verantwortlich. Wenn die Kinder in den Familien keine Ehrlichkeit lernen, wir sagen immer, ja das sind die Umstände, das ist so schwierig, dies und das, das muss man ja machen. Nein, das muss man eben nicht machen. Allah wird immer helfen. Im Heiligen Quran heißt es in der Sura Al-Talaq, Vers 3, "Und dem der Allah fürchtet, wird Er einen Ausweg bereiten." Und der Verheißene Messias[as] hat ganz deutlich gesagt, Allah tala wird denjenigen von allen Schwierigkeiten befreien, der die kleinsten der kleinsten Sünden aufgrund der Furcht vor Allah aufgibt. Dies hat er[as] deshalb gesagt, weil die Menschen oft sagen, und das ist unsere Argumentation, was sollen wir tun, wie wollen wir die Sünde aufgeben, aber es kommen solche Schwierigkeiten, dass wir sie halt begehen müssen. Allah tala verspricht, dass er den Menschen vor solch einer Schwierigkeit immer beschützen wird. Hazur-e-Aqdas hat in vielen Khutbas uns ins Gewissen geredet. Er hat in vielen Khutbas Klartext gesprochen. Er hat ganz klar gesagt, wir müssen das in den Griff kriegen. Aber nirgendwo kriegen wir das in den Griff. Wir haben gerade erst gestern in der Amlaa-Meeting darüber gesprochen, was in England alles versucht würde, es nicht in den Griff zu bekommen, aber wir in Deutschland müssen das in den Griff kriegen. Nur dann werden wir wirklich Erfolg haben. Sonst werden wir diesen Erfolg nicht haben, den wir vorausgesagt bekommen haben. Dann wird Allah eine andere Jamaat nehmen, wie es in so vielen Offen-

wir alle empfinden müssen. Wir haben unsere Scheidungsraten noch nicht in den Griff bekommen und das sind nicht nur die Jungen, die diese Scheidungsraten produzieren. Das sind auch Ältere, da sind auch Ehen dabei, wo die Ehepartner schon lange zusammen sind. Sie müssen sich mit dieser Situation zu Hause in Ihrer eigenen Familie beschäftigen, wenn Sie sich mit Ihrem Sohn oder Ihrer Tochter nicht Unterhalten können, dann dürfen Sie das nicht als eine Tatsache akzeptieren, die so ist und so sein muss, nein dann müssen Sie täglich daran arbeiten, dass es verbessert wird. Dann müssen Sie manchmal von Ihrem hohen Ross runtergehen und auf Ihren Sohn, auf Ihrer Tochter zu gehen und fragen, was kann ich denn machen, wie kann ich dich verstehen. Versuch mir doch mal zu erklären was deine Probleme sind. Da müssen wir manchmal unsere autoritäre Situation, die wir aus unserer Tradition her kennen, die müssen wir manchmal verlassen. Wir können das nur mit Liebe arrangieren, wir können das nur mit Liebe verbessern. Aber es gibt so viele Eltern die sind so misstrauisch ihren Kindern gegenüber, dass die Kinder keine Chance haben dich zu verbessern. Wollen Sie so viele negativen Erfahrungen in ihrem Kopf haben? Diese prägen Sie und Sie werden nicht davon abgehen, das sind feste Bilder, die Sie von Ihren Kindern haben, die sind so, die machen das so und das ist nicht gut was sie machen. Wie sollen sich Kinder denn verändern, wenn sie dieses Misstrauen von Ihren Eltern mitgeteilt bekommen? Okay, das kann manchmal sein, dass wenn Sie manchmal sagen, ich bin nicht misstrauisch, ich vertraue auf meinem Sohn, dass Sie wieder enttäuscht werden. Egal, dann werden Sie halt wieder enttäuscht, aber es ist besser, seinen Kindern Chancen zu geben, selbst wenn diese Chancen nicht genutzt werden, als den Kindern überhaupt keine Chancen zu geben. Wir müssen alles versuchen um unsere Kinder mit Liebe in dieser Jamaat in unseren Familien zu halten. Und eben Familienverbände zu haben, die wirklich auch ein Paradies auf Erden darstellen können, für jeden, der zu dieser Familie gehört. Nicht nur für Sie sondern auch für die Frauen für die Kinder für alle Beteiligten. Und Sie brechen sich auch keinen Stein aus Ihrer Krone, wenn Sie mit Ihren Problemen einmal zu einem Imam gehen. Einmal vielleicht zum Sadr Khuddam-ul-Ahmadiyya gehen oder zu einem regionalen Qaid gehen, der jung ist, der die Kinder, die Jugendlichen viel besser versteht. Das ist wichtig, dass Sie auf einem Imam zugehen, Sie können sagen, der hat auch Kinder, der hat auch seine Probleme. Egal, aber trotzdem ist es wichtig, mit dem Imam einmal über diese Sachen zu sprechen und der Imam ist derjenige, der Vertrauen eben hat, der auch diese Sachen für sich behält, wo Sie keine Angst haben müssen, dass darüber geredet wird. Sie brauchen jemanden, der Sie manchmal berät, der Sie unterstützt, weil viele von Ihnen kommen mit diesen Problemen nicht klar und Sie meinen, dass würden Sie selber schaffen, aber warum passieren dann diese Tragödien diese Probleme und diese Schwierigkeiten und die Leute laufen einfach weg und es gibt einen Bruch in der Familie, der nicht mehr zu kippen ist? Und viele versuchen nach wie vor einfach mit dem Kopf durch die Wand zu gehen oder einfach die Dinge auszublenden, einfach zu ignorieren und das geht nicht. Sie müssen sich der Problematik stellen sonst wird es nachher immer nur noch schwieriger. Und ich kann Ihnen Versprechen, Kinder in dieser Gesellschaft hier und heute zu erziehen ist schwer, ist sehr schwer. Nicht nur für uns Ahmadi Muslime, für alle Muslime, für alle Nicht-Muslime, für Christen, für Nicht-Gläubige, für alle ist es schwer Kinder in dieser Gesellschaft, die so attackiert wird von so viel Konsumterror. Es ist unwahrscheinlich schwierig, dass man Kinder erzieht, Kindern eine Leitung gibt, Kindern eine Führung gibt und wenn man da Schwierigkeiten mit hat, dann muss man nicht verzweifeln sonder man muss einfach sagen, ich habe meinen Allah und Allah kann mir helfen ohne, dass Sie bei Ihm Zuflucht nehmen, ohne dass Sie dem Folgen, was Hazur-e-Aqdas jeden Tag immer wieder aufs Neue sagt und in jeder Freitagskhutba immer wieder erneuert. Ohne, dass wir bei Allah Zuflucht suchen, uns am Beispiel des Heiligen Propheten Mohammad[saw] orientieren, am Verheißenen Messias[as] und den Khulafah schaffen wir das nicht, und da haben wir mehr Chancen dieses Problem in den Griff zu kriegen als andere, als Nicht-Ahmadi Muslime, als Christen, als Atheisten, weil wir ein System der Leitung und Führung vom Khilafat haben. Und das kann ich Ihnen sagen, da wo wir die Probleme haben, da wo wir die Tragödien haben, da haben wir die fehlende Leitung von Allah. Da gibt es kein gemeinsames Gebet in den Familien, da gibt es nicht, dass sie zusammen aufstehen, morgens zum Fajr-Gebet und sich vereinen zum Gebet. Da lebt jeder sein Leben, wie für sich. Und das haben die Eltern dann einfach akzeptiert. Nein, das dürfen Sie nicht akzeptieren. Da müssen Sie mit Wassegespränkel oder bei den Jungs muss man einen halben Eimer Wasser hinkippen. Da muss man einfach dafür sorgen, dass die Traditionen aufrecht erhalten wird und die Tradition ist, dass in unseren Familien täglich gebetet werden muss. Da müssen Sie als Familienoberhaupt das erste Beispiel geben. Sie müssen da keine Schwächen zeigen, auch wenn die anderen nicht mitmachen. Sie müssen immer zum Fajr Namaz ent-

## Abschlussrede von

# Herrn Abdullah Uwe Wagishauser

## National Amir Deutschland

### Gehalten während des nationalen Ijtema 2013 der Majlis Ansarullah Deutschland

Alhamdulillah das diesjährige Ijtema kommt zum Ende und für mich ist es auch immer wieder ein wunderbarer Moment dann hier vor der versammelten Ansarullah-Mannschaft zu stehen und mit Ihnen zu sprechen, zu Ihnen sprechen zu dürfen. Das ist immer ein ganz besonderer Moment, weil es doch die Gelegenheit gibt, eine Gemeinsamkeit zu erleben, und aus dieser Gemeinsamkeit heraus etwas produktives zu schaffen. Hazur-e-Aqdas hat einmal in einem Khutba gesagt, dass ohne das wir Dankbarkeit empfinden, wir nicht als Muslime existieren können, dass wir das Islamsein gar nicht erleben können, weil wir uns immer bewusst zu sein müssen, dass all das was Allah uns gibt, dass das Seiner Gnade entspringt und wir in einer ganz besonderen Lage sind, wir Ahmadis in einer ganz besonderen Lage sind, weil wir eine direkte Leitung von Allah über den Heiligen Propheten Mohammad[saw] über den Verheißenen Messias[as], über die Khalifen und über den Khalifen der Zeit haben, dass Allah ganz besonders uns Ahmadis beschützt, uns umsorgt, dass Er immer für uns da ist, dass wir eine ganz besondere Gnade erleben dürfen und aus dieser Gnade heraus haben wir natürlich auch eine ganz besondere Verantwortung. Es ist wirklich wunderbar zu sehen wie in den letzten Jahren die Ansarullah immer geschlossener geworden sind, immer geschlossener Aufgetreten sind, immer besser sich organisiert haben, immer besser sich in die ganze Nizam-e-Jamaat eingebracht haben und einen ganz wichtigen Teil übernommen haben. Das war vor vielen Jahren nicht so selbstverständlich wie das heute ist, also da möchte ich wirklich allen, jedem einzelnen von den Ansaar dazu gratulieren, dass das auch in den Ijtemas zu erkennen ist, dass die Ansaar mehr und mehr ihrer Verantwortung sich bewusst werden. Natürlich, wenn der fünfte Khalif (möge Allah seine Hand stärken) sagt, dass die Schwächen der Ansarullah, Schwächen in den folgenden Generationen verursachen. Wenn man sich dessen bewusst wird, ist einem klar, dass man an sich arbeiten muss, einzeln aber auch als Organisation, als Nizam. Ich habe am Anfang über diese Ruhe gesprochen, die ich hier so angenehm empfunden habe, so wohltuend empfohlen habe, ich stelle mir vor, wie Sie hier die Ruhe etabliert haben, in dieser Halle, so müsste ein jeder von uns, als Ansaar, als älterer, männlicher Muslim und Ahmadi in seiner eigenen Familie auch für so eine Ruhe für so einen Frieden sorgen. Das ist, was wir umsetzen müssen, diesen Spirit den wir manchmal ganz intensiv in einem Ijtema erleben, in der Jalsa Salana erleben. Unsere Aufgabe ist es diese Momente der Ruhe der Ausgeglichenheit, der Schönheit in die Familien zu tragen und da sind wir, als Verantwortliche in der Pflicht auch mit allen möglichen Mitteln, Möglichkeiten dafür zu sorgen, dass das sich auf unsere Frauen überträgt, dass sich das auf unsere Kinder überträgt, dass diese Kommunikation innerhalb der Familie auch zu so einer wichtigen Angelegenheit wird, wie für den Sadr Ansarullah des Ijtema. Aber ich muss Ihnen sagen, was wir in letzter Zeit auch verstärkt immer wieder mitbekommen, da sind diese Schwierigkeiten, diese Schmerzen, diese Auseinandersetzungen, diese Katastrophen, diese Tragödien teilweise, die sich in unseren Familien abspielen, da sind Sie Verantwortlich mit dafür. Da sind wir alle dafür Verantwortlich. Und das müssen wir auch als Gemeinsamkeit, als Jamaat erkennen und Sie als die Familienoberhäupter, Sie tragen Verantwortung dafür, Sie können ich nicht einfach da raushalten aus der ganzen Sache. Das passiert in allen Häusern, dass es da Schwierigkeiten gibt. Ich möchte Sie dafür einfach sensibilisieren. Sie müssen tagtäglich dafür beten, dass die Situation besser wird in unserer Jamaat. Wir marschieren von Erfolg zu Erfolg, aber wir müssen mit unserer Tarbiyyat Situation schritthalten, wir müssen das auch dementsprechend realisieren können, weil Sie wissen, dass wir davon ausgehen dürfen inshaAllah dass die Jamaat mehr und mehr bekannt wird, dass die Menschen sich für die Jamaat interessieren für den Weg in der Jamaat mit Allah eine lebendige Beziehung zu erlangen, aber dazu müssen wir auch eine Atmosphäre schaffen in unserer Jamaat, die herzlich ist, die liebenswürdig ist, die zärtlich ist die wirklich auf den anderen Rücksicht nimmt, die voller Respekt, voller Nächstenliebe geprägt ist und das wird manchmal, das muss man einfach sagen, vermisst auch in den Familien. Okay Sie können sagen, wir sind 35.000 Mitglieder hier in Deutschland, das ist eine große Zahl, aber jedes Mädchen, was von zu Hause wegläuft, jeder Junge, der in einer Situation fällt, wo er sich außerhalb der Jamaat stellt, außerhalb der Familie stellt, ist ein Schmerz, den

بسم الله الرحمن الرحيم

# Al-Nasir

Mai, Juni 2013


***Vorsizender:***
*Ch. Iftikhar Ahmad*

***Aufsicht:***
*Malik Akhtar Mahmood*
*Naib Sadr Awwal*

***Vize Aufsicht:***
*Shahid Mahmood*
*Naib Sadr Doem*

***Redakteur:***
*Dr. Waseem Ahmad Tahir*

***Qaid Ishaat:***
*Zaheer Ahmad Tahir*

***Grafik Design:***
*Shahid Mahmood*

***Layout:***
*Sabahat Zaheer Tahir*

***Manager:***
*Rana Khalil Ahmad*
*Qaid Amoomi*

***Mitarbeiter:***
*Mubarak Ahmad Shahid, Sh. Munir Ahmad, Hadayt Ullah Shad, Sadiq Muhammad Tahir, Daud Ahmad.*

***Fotographie:***
*Shahid Abbasi, Sultan Ahmad,*


## *Inhaltsverzeichnis*


***Abschlussrede von Herrn Abdullah Uwe Wagishauser, National Amir Deutschland 2***



Majlis Ansarullah Deutschland
Genfer Str. 11
60437 Frankfurt am Main
Germany

Tel.: 069-259270-24271946
Fax: 069-24271317



وائنڈاپ میں حصہ لینے والے انصار وائنڈاپ کے اختتام پر چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی کے ساتھ

Wissen-und Erziehungsmagazin
der
Majlis Ansarullah Deutschland

# Al-Nasir

Mai - Juni 2013

Ijtema Ausgabe

## انصاراللہ کا عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ انشاءاللہ۔

☆☆☆☆☆☆☆

**Ich gelobe feierlich, dass ich bis zum Ende meines Lebens danach streben werde, den Islam Ahmadiyyat zu festigen und zu verbreiten, und die Institution der Khilafat aufrecht zu erhalten. Ebenfalls werde ich jeder Zeit bereit sein, die größten Opfer für diesen Zweck zu erbringen. Überdies hinaus werde ich meine Kinder dazu ermahnen, mit der Khilafat stets verbunden zu bleiben.**

Redakteur :
Dr. Waseem Ahmed Tahir